

طلباء مختصصین اور ریسرچ اسکالرز کیلئے اُصول جرح وتعدیل کے متعلق اہم اور مفید مباحث کا مجموعہ

التوضيح الجميل

في حلّ

الرفع والتكميل في الجرح والتعديل

للامام ابي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي

(اُردو ترجمہ وتشریح)

از

شمس الرحمٰن محسود

اُستاذ ومعاون نگران شعبہ تخصص فی الحدیث
جامعہ اشرف المدارس کراچی

انتساب

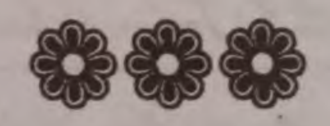
پیارے والدین اور پیارے اساتذہ کرام کے نام

ایک ضروری وضاحت اور گزارش:

یہ ترجمہ وتشریح بندہ کی ایک طالب علمانہ کاوش ہے، اس میں انسان ہونے کے ناطے غلطی کا صدور ہوسکتا ہے، لہٰذا اگر ترجمہ وتشریح یا تعبیر میں کہیں پر کوئی غلطی نظر آجائے، تو بندہ کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ شکریہ۔

بندہ: شمس الرحمن محسود محسود

رابطہ نمبر: 03408737744



فہرستِ مضامین



تقریظ

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب چاٹگامی دامت برکاتہم (بنگلہ دیش)
مشرف شعبہ افتاء واقتصاد اسلامی اور تخصص فی الدعوۃ جامعۃ الشیخ ضمیر الدین چاٹگام
ومدیر مدرسہ بیت السلام للبنین والبنات چاٹگام، بنگلہ دیش
سابق استاذ حدیث ورئیس الافتاء مدرسہ ابن عباس وجامعہ اشرف المدارس کراچی پاکستان

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین. اما بعد:

اس امت کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احادیث کو مکمل طریقہ سے محفوظ بنایا گیا، رسول اللہ ﷺ کے احادیث کو محفوظ بنانے کے لیے محدثین کرام نے علم اسماء الرجال پر خصوصی توجہ دی، جس میں رواۃ حدیث کی جرح وتعدیل اور حالات پر بحث ہوتی ہے، محدثین کرام نے ہر دور میں اس کے متعلق مختلف کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے احادیث کے رواۃ کی ہر جہت سے مکمل تنقیح ہوجائے، جس کے سبب صحیح روایات کا غیر صحیح سے تمیز ہوسکے۔ اس سلسلے میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس پر علامہ شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے عمدہ تعلیقات لگائیں۔ یہ رسالہ "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" شعبہ تخصص فی

الحدیث کے طلباء کو اکثر مدارس میں درساً پڑھایا جاتا ہے یا مطالعہ کروایا جاتا ہے۔

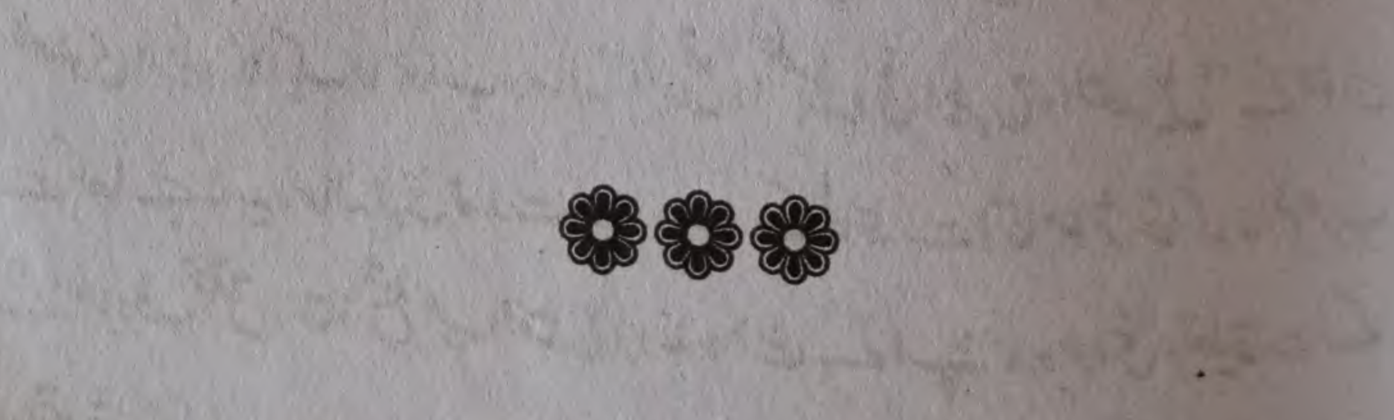
بندہ جامعہ اشرف المدارس کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے طلباء کو یہ کتاب پڑھاتا رہا اور اس رسالہ کے شروع میں بطور مقدمہ جرح وتعدیل سے متعلق کچھ املاء بھی کرواتا رہا۔

میرے شاگرد مولانا شمس الرحمن (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی، استاذ ومعاون نگران شعبہ تخصص فی الحدیث جامعہ اشرف المدارس) نے ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' کا ترجمہ کیا ہے اور توضیح وتشریح کی ہے، جہاں پر مناسب سمجھا وہاں شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کے تعلیقات کا خلاصہ بھی پیش کیا اور جرح وتعدیل سے متعلق مختصر مقدمہ جو بندہ نے دوران درس املاء کروایا اس کا بھی اضافہ کیا ہے۔

ان شاء اللہ یہ ترجمہ وتوضیح اور تشریح شعبہ تخصص فی الحدیث کے طلباء کے لیے مفید ہوگا، اللہ تعالیٰ مولانا حفظہ اللہ کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دنیا وآخرت میں بہترین جزاء عطاء فرمائے اور مستقبل میں مزید اس طرح کی علمی خدمات کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

کتبہ

مفیض الرحمن چاٹگامی



تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم
خلیفۂ مجاز حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہ
شیخ الحدیث ورئیس شعبہ تخصص فی الحدیث
جامعہ اشرف المدارس کراچی

الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذی اصطفی.

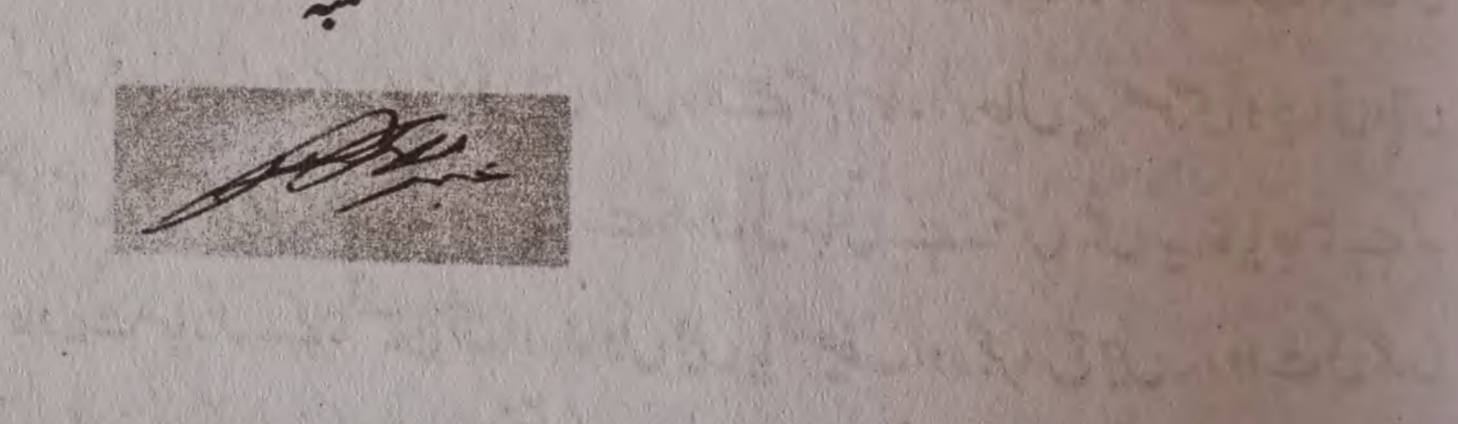
اما بعد!

مسلمان علم حدیث کے ساتھ علم جرح وتعدیل میں بھی دیگر تمام مذاہب کے مقابلہ میں ممتاز ہیں، اس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث کی صحت وضعف کے پیش نظر راویوں کی جانچ اور حفظ وضبط کی معرفت اس علم میں مہارت تامہ کے بعد حاصل ہوسکتی ہے، جس کی بدولت صحیح کو سقیم سے جدا کرنا سہل ہوجاتا ہے۔ اس علم اور فن کے متعلق علماء امت نے ہر دور میں بہت وقیع اور عمدہ کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان میں علمائے ہند کے ایک فرد فرید حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ کا ایک لاجواب رسالہ "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" کے عنوان سے لکھا ہے۔ یہ رسالہ اپنی ندرت اور اہمیت کے لحاظ سے اتنا مؤثر تھا کہ عالم عرب کے معروف محقق استاذ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے اپنے عمدہ حواشی وتعلیقات کے ساتھ شائع کیا۔

اس رسالے کا تا حال کوئی شرح تھا اور نہ اردو ترجمہ۔ مولانا شمس الرحمن محسود حفظہ اللہ کی محنت لائق تبریک ہے کہ انہوں نے اس رسالے کے عام فہم ترجمہ اور تسہیل وشرح کا بیڑہ اٹھایا اور بڑی خوش اسلوبی سے مکمل کرلیا۔ مولانا موصوف دار العلوم کراچی کے فاضل اور جامعہ اشرف المدارس کراچی سے علم فنِ حدیث میں متخصص اور جامعہ ہی کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے معاون نگران بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالے کو مترجم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور انہیں اس نوعیت کے مزید کام کرنے کی بیش از بیش توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

کتبہ





پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين، وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين. اما بعد.

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو کئی امتیازات اور خصوصیات سے نوازا ہے، جن میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے، کہ اس امت کے نبی ﷺ کے اخبار وروایات کو من وعن محفوظ بنایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے اخبار وروایات کو محفوظ بنانے کے لیے علماء امت نے بہت ہی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، اس واسطے علم اسماء الرجال پر خصوصی توجہ دی، اس علم میں رواتِ حدیث کے حالات سے بحث کی جاتی ہے۔ جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ احادیث مبارکہ کے ناقلین ثقہ اور عادل ہیں یا ضعیف اور مجروح ہیں۔ روات کی جرح وتعدیل بیان کرنے کی خاطر مستقل علم جرح وتعدیل وضع کیا گیا، جس پر صدر اول سے لے کر آج تک علماء امت نے مختلف کتابیں، مقالات اور رسائل تحریر فرمائے۔ جن میں احادیث مبارکہ کے ناقلین کے حالات سے بحث کرنے کے لئے اصول اور قواعد بنائے۔ اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے ماضی قریب میں ہندوستان کے مشہور ومعروف محقق عالم دین علامہ محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا، جس کی نافعیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ عرب کے مشہور محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے اس رسالے پر انتہائی تفصیلی تعلیقات لگائیں، نیز یہ وہ رسالہ ہے، جو ہمارے دیار میں علوم حدیث میں اختصاص پیدا کرنے والے طلباء کو درساً پڑھایا جاتا ہے۔

"الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے تحقیقی رسائل میں سے ایک مشہور تحقیقی رسالہ ہے، جس میں جرح وتعدیل کے متعلق بہت ہی قیمتی مباحث ذکر کی گئی ہیں۔ یہ رسالہ جامعہ اشرف المدارس کراچی میں شعبہ تخصص فی الحدیث سال اول کے نصاب میں شامل ہے۔

بندہ نے تخصص فی الحدیث سال اول میں "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور جامعہ اشرف المدارس کراچی کے سابق نائب مفتی ونائب نگران شعبہ تخصص فی الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب چاٹگامی دامت برکاتہم العالیہ سے درساً پڑھا، تخصص فی الحدیث سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ اشرف المدارس کراچی ہی میں بطور مدرس تقرر ہوا، اس دوران تخصص فی الحدیث میں نگرانی کے ساتھ ساتھ "اصول التخریج ودراسۃ الاسانید" اور "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" پڑھانے کا موقع ملا۔ چونکہ اس کتاب کا کوئی ترجمہ ہے اور نہ ہی کوئی تشریح، اس لیے بندہ نے مستقبل میں اپنی سہولت کی خاطر 2020ء میں کرونا وباء کے دوران تعطیلات کے ایام میں اس کا اردو ترجمہ کرنا شروع کیا جو تقریباً دو ہفتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہوا۔ شروع میں ارادہ یہ تھا کہ مستقبل میں دوران درس اس ترجمہ کی طرف مراجعت کرکے درس کی تیاری میں آسانی ہوگی، نیز تخصص فی الحدیث کے رفقاء کے افادے کے لیے ایک کاپی مرتب ہوجائے گی۔ اس کے بعد عبارت کی مزید وضاحت کی غرض سے توضیح وتشریح کرتا رہا، نیز جابجا شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی تعلیقات کا خلاصہ بھی پیش کرتا رہا۔ بالآخر ایک ضخیم شرح تیار ہوئی۔ اس شرح کے شروع میں مصنف رحمہ اللہ علامہ محمد عبدالحی لکھنوی کے حالات قلمبند کرکے جرح وتعدیل میں ایک جامع اور مختصر مقدمہ کا اضافہ بھی کیا۔ جو بندہ نے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب چاٹگامی سے دوران درس قلمبند کیا تھا۔

اظہار تشکر

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، کہ مجھے دینی علوم کا طالب علم بنا کر اپنے راستے میں قبول فرمایا۔ بندہ کا قلبی میلان اسکول کے زمانے سے دینی علوم کی تحصیل کی طرف ہی تھا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے اس قلبی میلان کو عملی زندگی عطاء فرمائی۔ طالب علمی کے زمانے سے لے کر مروجہ درسیات سے فراغت تک اور فراغت کے بعد اب تک جن جن شخصیات نے میری علمی و تحقیقی دنیا میں ہاتھ بٹائی ان کی فہرست بہت لمبی ہے، میں تہہ دل سے ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس میدان میں کسی بھی موقع پر کسی بھی قسم کی مدد کی۔ البتہ اپنے والدین اور اساتذہ کرام کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی بے لوث محنت کے بدولت اس قابل ہوا کہ کچھ لکھ اور پڑھ سکوں۔

اس شرح میں ترجمہ اور تشریح بندے کی ذاتی کاوش ہے، البتہ اس کی تصحیح، نظر ثانی اور پروف ریڈنگ میں جن ساتھیوں نے تعاون کیا ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ چنانچہ نظر ثانی اور تصحیح میں جن جن ساتھیوں نے تعاون کیا ان کا بہت ہی مشکور و ممنون ہوں، خصوصاً مولانا محمد شعیب فیروز صاحب (استاذ و رفیق شعبہ تخصص فی الحدیث، جامعہ اشرف المدارس کراچی) اور مولانا احمد اللہ صاحب (استاذ و رفیق شعبہ تخصص فی الحدیث، جامعہ اشرف المدارس کراچی) جنہوں نے بہت ہی عرق ریزی کے ساتھ ایک ایک غلطی کی اصلاح فرمائی، فجزاھم اللہ خیراً۔ اس کے علاوہ میرے بہت ہی ہونہار ساتھی عزیزم عکرمہ (طالب علم درجہ خامسہ) کا بھی بہت بہت شکریہ، جنہوں نے ابتدائی

پروف ریڈنگ میں بڑی معاونت فرمائی۔اسی طرح سال 2020اور 2021 میں تخصص فی الحدیث کے شرکاء کا بھی بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے بھی ترجمہ کی تصحیح میں معاونت فرمائی، فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندے کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے، اور والدین، اساتذہ کرام، عزیز و اقارب اور جملہ احباب کے لیے نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔آمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

کچھ کتاب کے بارے میں:

اصل کتاب ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' ہے، جو حضرت علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کی تالیف ہے، یہ کتاب ایک انوکھے انداز سے تحریر کی گئی ہے، دیگر مصنفین جب عنوانات لگاتے ہیں تو''باب'' یا''فصل'' کا عنوان لگاتے ہیں، اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے باب کی جگہ ''المرصد'' کا لفظ استعمال کیا ہے، جبکہ فصل کی جگہ ''ایقاظ'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔''المرصد'' کے معنی گھات کے ہیں، یعنی اس عنوان کے تحت یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح گھات لگا کر شکار کرنا آسان ہوتا ہے اسی طرح یہاں پر بھی بہترین مسائل اخذ کرنا آسان ہوتا ہے یعنی ان پر عبور حاصل کیا جاسکتا ہے۔اور''ایقاظ'' الیقظ سے ہے جو بیدار ہونے کے معنی میں ہے، یعنی اس عنوان کے تحت ایسے مباحث ذکر کئے جاتے ہیں جو قاری کو بیدار اور متنبہ کردیتے ہیں۔

اس کتاب کی ابتداء ایک طویل خطبے سے کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا حمد مختلف پیرائے سے بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا ہے، کتاب کا نام اور وجہ تالیف بھی بتائی ہے۔خطبہ کے بعد اصل مباحث کو ایک مقدمہ اور چار مراصد میں تقسیم کئے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کے تحت متعدد ایقاظ لائے ہیں، کل پچیس ایقاظ ہیں۔

کام کی نوعیت اور طریقہ کار:

ترجمہ وتشریح میں مندرجہ ذیل طریقہ کار اختیار کیا ہے:

① عربی متن کو بعینہ ذکر کیا ہے۔

② عربی متن کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

③ اردو ترجمہ میں روانی پیدا کرنے کے لیے جو عبارت بیچ میں لائی گئی ہے اسے قوسین ( ) میں بند کیا ہے۔

④ جہاں پر قدرے تفصیل سے وضاحت کی ضرورت پیش آئی، وہاں ”توضیح وتشریح“ کا عنوان لگایا ہے۔

⑤ عربی متن کے مباحث کو ایک دوسرے سے ممیز کرنے کے لیے عبارت کے مرکزی موضوع کی مناسبت سے عربی متن سے قبل مختلف عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

⑥ مصنف رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ ایک ہی مسئلے پر بے شمار شواہد پیش کرتے ہیں، ان شواہد والی عبارات پر نمبروار ”تائید واستشہاد“ کا عنوان لگایا ہے۔

⑦ جہاں پر مناسب سمجھا وہاں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کے تعلیقات کا خلاصہ بھی پیش کیا۔ البتہ کتاب میں دیگر کتابوں کی ذکر کردہ عبارات کی تخریج نہیں کی گئی ہے، کیونکہ ان کی تخریج وتحقیق اصل کتاب میں ہو چکی ہے۔

⑧ آخر میں کتاب کے تمام مباحث کا خلاصہ لکھا ہے۔

⑨ شروع میں مصنف رحمہ اللہ کے حالات اور جرح وتعدیل کے بنیادی مباحث میں ایک مقدمہ لکھا ہے۔

شمس الرحمن محسود
استاذ جامعہ اشرف المدارس کراچی

مقدمہ فی الجرح والتعدیل

یہ مقدمہ استاد محترم حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن چاٹگامی (فاضل دار العلوم دیوبند) ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' شروع کرانے سے قبل تخصص فی الحدیث کے طلباء کو املاء کراتے تھے، بندہ نے اس تقریر کو ضبطِ تحریر میں لایا، یہاں پر افادہ عام کے لیے معمولی تصرف کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے جرح وتعدیل کے تفصیلی مباحث سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ۔

جرح کی وضاحت:

اہل لغت کے ہاں جرح کی تعریف:

الجرح بضم الجيم: التاثير في الجسم والابدان بالسلاح والحديد.

الجرح بفتح الجيم: إذا كان التاثير في المعاني والأعراض باللسان.

ترجمہ:

جرح جیم کے ضمہ کے ساتھ، ہتھیار اور لوہے سے جسم اور بدن میں اثر کرنے کا نام ہے، جرح جیم کے فتح کے ساتھ زبان سے معانی اور اعراض میں اثر کرنے کا نام ہے۔

اصطلاحی تعریف:

وصف الراوي في عدالته وضبطه بما يقتضي تلين روايته أو تضعيفها، أو ردها.

ترجمہ:

راوی کی عدالت اور ضبط میں ایسی صفت بیان کرنا جو اس (راوی) کی کمزوری یا

اس کی (روایت) کی تضعیف یا رد کا تقاضا کرتی ہو۔

مثلاً: "صدوق سيء الحفظ" تلين روايته کی مثال ہے۔

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی قرینہ مل جائے، کہ اس راوی نے اس حدیث کو صحیح طریقہ سے یاد کیا ہے، تو یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ نہیں۔

أو تضعيفها کی مثال:

اس کی تین قسمیں ہیں۔ (1) تضعیف مطلق، (2) تضعیف مقید، اور (3) تضعیف نسبی۔

تضعیف مطلق کی مثال: هذا ضعيف.

تضعیف مطلق کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر متابعت یا شاہد مل جائے، تو اس کی حدیث معتبر ہے۔

تضعیف مقید کی مثال:

تضعيف مقيد في بعض الشيوخ أو في بعض البلدان أو في بعض الأوقات.

تضعیف مقید کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس راوی کا ضعف انہی بعض شیوخ یا بعض بلدان یا بعض اوقات کے ساتھ خاص ہوگا۔ اس کے علاوہ احادیث معتبر ہونگی۔

تضعیف نسبی کی مثال:

فلان ضعيف بنسبة راوٍ فلان يا فلان أوثق من فلان.

تضعیف نسبی کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ جو مفاضلہ دے رہے ہیں، یہ یا تو ثقہ اور اوثق میں ہوں گے،

یا ضعیف اور اضعف میں ہوں گے، اگر ثقہ اور اوثق میں ہو تو اس کی احادیث معتبر ہونگی اور اگر ضعیف اور اضعف میں ہو تو اس کی احادیث مردود ہونگی۔ لہٰذا ان الفاظ کے قرینہ سے اس کی احادیث معتبر یا مردود سمجھی جائے گی، فتامل۔

ردھا کی مثال:

هذا مردود.

حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خود متابع بھی نہیں بن سکتا ہے یعنی نہ خود دوسرے کو تقویت دے سکتا ہے، اور نہ دوسرے سے تقویت حاصل کر سکتا ہے۔ یعنی نہ خود متابع بن سکتا ہے، اور نہ دوسرا اس کا متابع بن سکتا ہے۔

تعدیل کی وضاحت:

التعديل التنزيه وتقويم الشئ وموازنته بغيره. یعنی کسی چیز سے مساوات کرنا یا دوسری چیز سے موازنہ کرنا لغوی معنی ہے۔

اصطلاحی تعریف:

وصف الراوي في عدالته وضبطه بما يقتضي قبول روايته.

ترجمہ:

راوی کی عدالت اور ضبط میں ایسی صفت بیان کرنا جو اس کی روایت کی قبولیت کا تقاضا کرتی ہے۔

مثلاً: فلان ثقة، حجة، وغيره.

قبول کی دو قسمیں ہیں۔ (1) ایک یہ کہ راوی صحیح لذاتہ کے مرتبہ میں ہو۔ (2) راوی کی ایسی صفت بیان کی جائے کہ راوی کا مرتبہ قبول حسن لذاتہ کے مرتبہ میں ہو۔

تعدیل کا مشہور معنی:

الحكم بعدالة الراوي یہ عرفِ قدیم کی تعریف ہے۔ عرف جدید بمعنی توثیق کے ہے، کہ الحكم بعدالة الراوي وحفظه.

ہمارے عرف میں نفس عدالت کا معنی: العدالة ملكة تحمل الانسان على ملازمة التقوى والمروة.

ترجمہ:

عدالت ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو تقوی اور مروت کو لازم پکڑنے پر ابھارتا ہے۔

اس تعریف میں مروۃ، تقویٰ اور فسق کے الفاظ آئے ہیں ان کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

مروۃ:

مروۃ بمعنی آداب حسنہ۔

تقوی:

اجتناب عن أعمال السيئة، كالفسق والشرك والبدعة.

ترجمہ:

برے اعمال سے اجتناب کرنا جیسے فسق، شرک اور بدعت۔

فسق:

ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر.

ترجمہ:

کبائر کا ارتکاب اور صغائر پر اصرار کرنا۔

عادل:

المسلم العاقل البالغ السالم من أسباب الفسق ونواقض المروة.

ترجمہ:

مسلمان، عاقل، بالغ جو اسباب فسق اور نواقض مروت سے محفوظ ہو۔

بیان حدیث اور تحملِ حدیث:

ایک ہے بیان حدیث، اور ایک ہے تحمل حدیث۔ تحمل حدیث کے لیے اسلام اور بلوغ شرط نہیں، لیکن بیان حدیث کے لیے یہ ضروری ہیں۔

ضبط یا حفظ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) ضبط الصدر (2) ضبط الکتاب۔

ضبط الصدر:

أن لا يكون الراوي مغفلاً بل يكون متيقظاً ويحفظ ما سمعه ويثبت بحيث يتمكن من استحضاره متى شاء مع علمه بما يتغير المعاني عند الرواية بالمعنى.

ترجمہ:

ضبط الصدر یہ ہے کہ راوی مغفل نہ ہو، بلکہ بیدار ہو، جو سنے اس کو محفوظ کر لے اور ایسا پختہ یاد رکھ لے کہ جب بھی چاہے اس کے استحضار پر قادر ہو، روایت بالمعنی کرتے وقت اس چیز کا علم بھی ہو جس کی وجہ سے معانی متغیر ہوتے ہیں۔

ضبط الکتاب:

صيانة الكتاب أو حفاظة الكتاب عند الراوي وتصحيحه إلى أن يؤدي منه

ترجمہ:

راوی کا اپنے پاس کتاب کی صیانت یا حفاظت کرنا اور اس کی تصحیح کرنا یہاں تک کہ اس (کتاب سے روایت) بیان کرے۔

تعدیل کی تعریف سے مندرجہ ذیل صفات کے حامل روات نکل جاتے ہیں:

① مبہم راوی نکل جاتا ہے۔

② وہ راوی جو مجہول العین ہو، نکل جاتا ہے یعنی من لم یرو عنه غیر واحد ولا یوثقه احد، یعنی جس سے ایک راوی نے روایت کی ہو۔ اور کسی نے توثیق نہ کی ہو۔

③ مجہول الحال بھی نکل جاتا ہے۔ یعنی جس سے صرف دو ہی راویوں نے روایت کی ہو، اور کسی نے اس کی توثیق نہ کی ہو۔

④ کافر، صبی، مجنون اور فاسق نکل جاتے ہیں۔

⑤ متہم بالکذب بھی نکل جاتا ہے، یعنی من یتعامل بالکذب لکن ما ثبت عنه الکذب في حدیث النبي ﷺ.

⑥ کذاب بھی نکل جاتا ہے، یعنی من کذب في الحدیث متعمداً ولو مرة.

⑦ مروت کے خلاف کام کرنے والا بھی نکل جاتا ہے۔

حفظ الصدر اور حفظ الکتاب کی تعریف سے مندرجہ ذیل صفات کے حامل روات نکل جاتے ہیں:

① جو کثرۃ الوہم ہو، یعنی أن تکثر الروایة عن الراوي علی سبیل التوهم فیصل المرسل مسنداً أو الموقوف مرسلاً. یعنی وہ راوی جو اکثر وبیشتر دوسرے راوی سے روایت بیان کرتے وقت وہم کرے، چنانچہ مرسل کو مسند یا موقوف کو مرسل بنا دیتا ہو۔

② جو راوی ان راویوں کی مخالفت کرتا ہے، جو اس سے زیادہ اوثق ہیں، یا ثقہ راویوں کی جماعت کی مخالفت کرتا ہو۔

③ سوء الحفظ: یعنی أن لا یترجح إصابة الراوي علی خطایاه. کہ راوی کی صحیح حدیث غلط حدیث کے برابر ہوں، اور صحیح غیر صحیح پر راجح نہ ہوں۔

④ شدة الغفلة: أن لا یکون عند الراوي من التیقظ والاتقان مایمیز به صواباً من الخطایا. یعنی راوی چوکنا نہ ہو اور حفظ بھی نہ ہو۔ تو یہ شدۃ الغفلۃ ہے۔ یعنی کوئی تمیز نہ کر سکتا ہو۔

⑤ فحش الغلط: ان یترجح الخطاء علی الصواب. کہ راوی کی غلط روایات صحیح روایات پر راجح ہوں۔ یعنی غلط روایات زیادہ ہوں۔

⑥ جهل الراوي بمدلولات الالفاظ ومعانیها ومقاصدها عند الروایة بالمعنی. اگر راوی کی یہ حالت ہو تو وہ بھی نکل جاتا ہے۔ یعنی روایت بالمعنی کے وقت الفاظ کے مدلولات ومعانی معلوم نہ ہوں۔

⑦ تساهل الراوي فی حفظ الکتاب وتصحیحه: کہ جو حفاظت کتاب اور تصحیح کتاب میں سستی کرتا ہو۔ (یہ سارے کے سارے راوی ضبط الکتاب اور ضبط الصدر کے تعریف سے نکل گئے۔)

جرح اور تعدیل کی مشروعیت:

جرح وتعدیل کی مشروعیت قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

جرح کا ثبوت قرآن کریم سے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا﴾ [سورة الحجرات: 6]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو

اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔ (نباء) عام خبر کے بارے میں ہے۔ تو حدیث میں بطریق اولی تحقیق کرنی چاہئے، کہ مخبر عادل ہے یا مجروح۔

تعدیل کا ثبوت قرآن کریم سے:

﴿وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾

[سورة البقرة: 282]

ترجمہ: اور اپنوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، ہاں اگر مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہوجائیں جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ یعنی گواہی کے سلسلے میں جو دیانت اور امانت کے اعتبار سے تمہیں پسند ہو، اس کو گواہ بنالو۔ جب گواہی دینے میں گواہ کی دیانت اور امانت مطلوب ہے، پھر روایتِ حدیث میں حدیث بیان کرنے والے راوی کی دیانت اور امانت (تعدیل) تو بطریق اولی مطلوب ہوگی۔

جرح کا ثبوت حدیث سے:

جرح کا ثبوت حدیث سے بھی ثابت ہے۔ بخاری کی ایک روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **ائذنوا له، بئس أخو العشيرة** ترجمہ: اس کو (آنے کی) اجازت دے دو، بُرے پڑوسی والا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اہل فساد اور اہل ریب کی غیبت کے جواز کو ثابت کرنے کے لیے بیان کیا ہے۔[1]

صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہے کہ میں

---

[1] (صحيح البخاري، باب ما يجوز من اغتياب اهل الفساد والريب، رقم الحديث: 6054)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اور عرض کیا کہ ابو الجہم اور معاویہ (رضی اللہ عنہما) (دونوں) نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، (یعنی اب کس سے نکاح کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ أما معاوية، فصعلوك لا مال له، وأما أبو الجهم، فلا يضع العصا عن عاتقه ترجمہ: جہاں تک معاویہ ہے تو وہ ایسا فقیر ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، جبکہ ابو الجہم کی حالت یہ ہے کہ وہ تو لاٹھی اپنے کندھے سے ہٹاتا نہیں۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ایک کی غربت اور فقیری بیان کی، جبکہ دوسرے کی ایک قابل مذمت عادت بیان کی، وہ یہ کہ مار پیٹ اس کی عادت ہے، اس وجہ سے ہر وقت لاٹھی لیے پھرتا ہے۔[1]

تعدیل کا ثبوت حدیث سے:

تعدیل بھی حدیث سے ثابت ہے حدث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بخاری و مسلم میں ہے کہ إن عبد الله رجل صالح.[2] یہ ان کی تعدیل ہے۔

اجماع سے ثبوت:

خطیب بغدادی نے الکفایۃ فی علم الروایۃ میں فرمایا کہ أجمع أهل العلم على أنه لا يقبل إلا خبر العدل[3] ترجمہ: اہل علم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ عادل کے علاوہ کی خبر قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عادل کی خبر کی قبولیت کے لیے اس کی تعدیل بیان کرنا جائز ہے، اسی طرح غیر عادل یعنی مجروح کی خبر کے عدم قبولیت کے لیے اس پر جرح کرنا جائز ہے۔

---

1. (صحيح مسلم، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها، رقم الحديث: 1480)
2. (صحيح البخاري، باب مناقب عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما رقم الحديث: 3740)
3. (الكفاية في علم الرواية، ص: 34)

جرح وتعدیل کے بنیادی آئمہ:

(1) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (2) یحییٰ بن معین (3) محمد بن سعد البصری (4) علی بن المدینی استاذ البخاری رحمہ اللہ۔

کتب الجرح والتعدیل:

وہ کتابیں جن میں صرف تعدیل ہی ہے۔

① الثقات للعجلی: اس کتاب کا پورا نام معرفة الثقات من أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم ہے۔ مشہور یہ ہے کہ اس کتاب میں امام عجلی رحمہ اللہ نے صرف تعدیل بیان کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں ضعیف رواۃ کے حالات بھی قلم بند کئے ہیں، جیسا کہ اس کتاب کے نام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

② کتاب الثقات للعلامہ ابن حبان۔

③ تاریخ اسماء الثقات علامہ ابن شاہین۔

④ الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بما لا یوجب ردہ۔ للحافظ ذہبی رحمہ اللہ، ان چاروں میں تعدیل بیان کی ہے۔

ذیل میں ان کتابوں کا تذکرہ ہو رہا ہے جن میں صرف جرح ہی ہے۔

① الضعفاء الکبیر للامام البخاری رحمہ اللہ

② الضعفاء الصغیر للامام البخاری رحمہ اللہ

③ الضعفاء والمتروکین للنسائی رحمہ اللہ

④ الضعفاء والمتروکین للبیہقی رحمہ اللہ

⑤ الضعفاء والمتروکین للامام ابن الجوزی رحمہ اللہ

⑥ الضعفاء للعقیلی رحمہ اللہ

⑦ الضعفاء لابن حبان رحمہ اللہ

⑧ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی رحمہ اللہ

⑨ المغنی فی الضعفاء للحافظ ذھبی رحمہ اللہ

کتب الجرح والتعدیل کلیھما:

وہ کتابیں جن میں جرح وتعدیل دونوں کا ذکر ہے۔

① التاریخ الکبیر للامام البخاری رحمہ اللہ

② التاریخ الصغیر للامام البخاری رحمہ اللہ

③ الجمع بین الجرح والتعدیل، للانماطی رحمہ اللہ

④ الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم رحمہ اللہ

کتب الجرح والتعدیل للکتب المعینۃ:

وہ کتابیں جن میں حدیث کے متعین کتابوں کے رواۃ کی جرح وتعدیل کا بیان ہے۔

① کتاب رجال البخاری رحمہ اللہ للامام ابی نصر کلاباذی رحمہ اللہ

② کتاب الجرح والتعدیل لکتاب الامام ابی نصر کلاباذی رحمہ اللہ

③ رجال مسلم، للامام ابی مندۃ الاصفھانی رحمہ اللہ

④ الجمع بین رجال البخاری ومسلم، لابی الفضل المقدسی رحمہ اللہ

⑤ اسعاف المبطاء فی رجال الموطاء، للامام سیوطی رحمہ اللہ

کتب الجرح والتعدیل لکتب الصحاح الستۃ:

وہ کتابیں جن میں صرف صحاح ستہ کے رواۃ کی جرح وتعدیل کا بیان ہے۔

① الکمال فی اسماء الرجال، للمقدسی رحمہ اللہ

② تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، للحافظ مزی رحمہ اللہ

③ تذھیب تھذیب الکمال، للحافظ ذھبی رحمہ اللہ

④ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال، للعلامۃ خزرجی رحمہ اللہ

⑤ تہذیب تہذیب، للحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

⑥ تقریب التہذیب، للحافظ ابن حجر رحمہ اللہ

⑦ الاکمال فی تہذیب الکمال، لابن الملقن

⑧ الکاشف للحافظ ذہبی رحمہ اللہ

⑨ تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الاربعۃ، للحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

کتب الجرح والتعدیل بامکنۃ مختصۃ:

وہ کتابیں جن میں مخصوص جگہوں کے رواۃ کی جرح وتعدیل وارد ہوئی ہے۔

① ذکر اخبار اصفہان، لابی نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ

② تاریخ جرجان، للعلامۃ السہمی رحمہ اللہ

③ تاریخ دمشق، للحافظ ابن عساکر

④ تاریخ بغداد لخطیب بغدادی رحمہ اللہ

شروط ائمۃ الجرح والتعدیل:

جرح وتعدیل کے ائمہ میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

① بذات خود عادل ہو۔

② متقی ہو، ظاہراً۔

③ متورع ہو، باطناً وظاہراً۔

④ اسبابِ جرح وتعدیل کا عالم ہو۔

⑤ متیقظ اور مستحضر ہو۔

⑥ متحریاً لکلام المحدثین، یعنی محدثین متقدمین کے کلام میں تحری، تتبع اور تلاش اور غور وفکر کرنے والا ہو۔

⑦ خود جو حکم لگا رہا ہو وہ اس کو یاد بھی ہو۔

⑧ محدثین کی اصطلاحات کو جاننے والا ہو۔

⑨ مذہبی اور علاقائی تعصب سے دور ہو۔

⑩ عداوت، حسد اور بغض سے دوری اختیار کرنے والا ہو۔

معرفة التوثيق والعدالة:

کسی راوی کی توثیق اور عدالت کیسے معلوم کی جائے گی؟ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چار اقوال ہیں:

① پہلا قول جمہور محدثین کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ راوی معروف بالخیر والثناء بین الناس ہو۔ تو اس کی یہ شهرة بالثناء والخیر بین الناس ہی کافی ہے۔ جیسے امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ، شعبہ رحمہ اللہ اور علی بن المدینی رحمہ اللہ، تو یہ مشہور بین الناس ہیں کہ عادل ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امام الجرح والتعدیل صراحتاً کہہ دے کہ یہ عادل اور ثقہ ہے، یعنی **تنصيص إمام الجرح والتعديل بعدالته صراحةً.**

جس راوی کی توثیق اور عدالت کسی امام کی تنصیص سے معلوم کرنی ہو، تو اس میں ایک ہی امام کا قول کافی ہے، یا کم از کم دو اماموں کے قول ہونے چاہیے؟ اس کے متعلق دو قول ہیں، صحیح قول کے مطابق ایک امام کا قول کافی ہے۔ لیکن بعض محدثین کے ہاں کم از کم دو ہونے چاہیے، کیونکہ یہ گواہی ہے اور گواہی میں کم از کم دو ہونا ضروری ہے۔ لیکن جمہور محدثین فرماتے ہیں کہ یہ گواہی نہیں ہے بلکہ یہ خبر ہے۔

② دوسرا قول صاحب مسند البزار کا ہے، صاحب مسند البزار یعنی ابوبکر البزار فرماتے ہیں کہ عادل وہ ہے کہ جس سے کبار محدثین کی جماعت نے روایت نقل کی ہو تو یہ راوی عادل ہے۔

③ تیسرا قول ابن عبد البر رحمہ اللہ کا ہے، ابن عبد البر رحمہ اللہ (تمہید اور استیعاب کے مصنف) فرماتے ہیں کہ عادل وہ ہے کہ جو حامل حدیث ہو اور طالب حدیث اور مشہور ہو کہ اس کا مشغلہ حدیث کا پڑھنا اور پڑھانا ہے، تو یہ عادل ہے یعنی معرفت اہتمام بالحدیث، تو یہ تھوڑا سا ہلکا ہے۔

④ چوتھا قول مالک ابن حبان کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عادل وہ کہ جس کی جرح معلوم نہ ہو، یعنی من لم یعرف جرحہ۔ تو اس میں مجہول الحال بھی داخل ہوا۔

اگر شاگرد عادل ہے تو شاگرد کی عدالت کی وجہ سے استاد کی عدالت ثابت ہوگی یا نہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔

① پہلا قول جمہور محدثین کا ہے، ان کے نزدیک عادل کی روایت مروی عنہ (یعنی شاگرد کی عدالت استاد) کی عدالت پر دلالت نہیں کرتی۔

② دوسرا قول بعض محدثین اور بعض شوافع رحمہ اللہ کا ہے، ان کے نزدیک عادل کی روایت بیان کرنا مروی عنہ کی عدالت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ عموماً عادل عادل ہی سے روایت کرتا ہے۔

③ تیسرا قول ابن الحاجب، سیف الدین الآمدی (صاحب کتاب الاحکام فی اصول الاحکام، فی اصول الفقہ)، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا ہے، ان کے نزدیک عادل جب کسی سے روایت کرے، اور اس کی عادت یہ ہو، کہ وہ ثقہ ہی سے روایت کرتا ہو، تو اس کا روایت کرنا مروی عنہ کے لیے تعدیل سمجھی جائے گی۔

اس وجہ سے امام بخاری اور مسلم کی صحیحین میں بعض احادیث پر اعتراض ہوا ہے کہ ان کے راوی ضعیف ہیں، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ثقہ شاگردوں کا کسی سے روایت نقل کرنا استاد کی ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ ان کے نزدیک عادل ہیں۔

فائدہ:

جب کوئی مفتی یا فقیہ کسی حدیث پر عمل کرے، تو کیا اس کی وجہ سے اس روایت کے راوی کی عدالت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلے میں تین قول مشہور ہیں:

پہلا قول:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''الکفایہ'' میں ذکر کیا ہے کہ مفتی یا فقیہ (یعنی مجتہد) کا کسی حدیث پر عمل کرنا اس کے راوی کی تعدیل پر دلالت کرتا ہے۔

دوسرا قول:

علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فقیہ یا مفتی کا عمل راوی کی عدالت پر دلالت نہیں کرتا۔

تیسرا قول:

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ، علامہ بزدوی رحمہ اللہ اور علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے اصول السرخسی میں فرمایا کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی کسی حدیث پر عمل کرے، تو اس کا عمل صحتِ حدیث پر بھی دلالت کرتا ہے اور تعدیلِ راوی پر بھی۔

كيفية معرفة الضبط: ضبط کی معرفت کے دو طریقے ہیں۔

① مقارنة رواية الراوي برواية الثقات. (أي أحد من الثقات أو جماعة من الثقات) یعنی کسی ایک ثقہ راوی کی روایت یا ثقہ رواۃ کی پوری جماعت کی روایت سے تقابل کرنا۔

② الاختبار والامتحان باساليب مختلفة. یعنی راوی کا مختلف اسالیب سے امتحان لینا، جیسے مبتداء اور خبر میں فرق کرنا، یا حروف میں فرق آنا، یعنی کوئی چیز بیان کی تو بعض جگہ پر آگے پیچھے کیا۔

اسباب جهالة الراوي: راوی کی جہالت کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

① أن يذكر الراوي اسم شيخه أو نسبه أو نسبته من غير معروف.
یعنی راوی اپنے استاذ کا غیر معروف نام یا غیر معروف نسب یا غیر معروف نسبت بیان کرے۔

② وأن يكون الراوي مقلاً في الحديث. یعنی کسی راوی کی روایات کم ہوں۔

③ أن يبهم الراوي اسم شيخه، مثلاً أن يقول: حدثني رجل، أو أن يذكر الراوي اسم شيخه مبهماً. یعنی راوی اپنے استاذ کا نام مبہم طریقے سے ذکر کرے، مثلاً: حدثنی رجل۔

④ أن يذكر الراوي اسم شيخه مهملاً، مثلاً حدثني فلان بن فلان.
یعنی راوی اپنے استاذ کا نام مہمل ذکر کرے، مثلاً: حدثنی فلان بن فلان۔

⑤ عدم تنصيص ائمة الجرح والتعديل على عدالة الراوي وجرحه.
یعنی ائمہ جرح وتعدیل کی جانب سے کسی راوی کی نہ تعدیل بیان کی گئی ہو اور نہ اس کی جرح ہوئی ہو۔

مبہم کی روایت قابل قبول نہیں اسی طرح مہمل کی روایت بھی قابل قبول نہیں سوائے بخاری ومسلم کے۔

اب اگر حدثنی ثقۃ کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الکفایۃ والنہایۃ" میں فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث قابل قبول نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ حدثنی ثقہ کہنا اس کی توثیق وعدالت کے لئے کافی ہے، کیونکہ توثیق کرنے والا امانت دار ہے۔

أقسام المجهول عند ابن الصلاح: یعنی علامہ ابن الصلاح کے نزدیک مجہول کی اقسام:

المجهول على ثلثة اقسام:

① مجهول العدالة من حيث الظاهر والباطن. یعنی ظاہری اور باطنی طور پر اس کی عدالت مجہول ہو۔

② مجهول العدالة من حيث الباطن لا من حيث الظاهر؛ الذي يسمى مستوراً مجهول الحال. یعنی باطنی طور پر تو عدالت مجہول ہو البتہ ظاہری طور پر مجہول نہ ہو، جسے مستور اور مجہول الحال کہتے ہیں۔

③ مجهول العين.

اقسام المجهول عند الحافظ ابن حجر العسقلاني وجمهور المحدثين على قسمين:

① مجهول الحال وهو من روى عنه راويان ولم يوثق. یعنی مجہول الحال، یہ وہ شخص ہے جس سے دو راویوں نے روایت کی ہو لیکن اس کی توثیق بیان نہ کی گئی ہو۔

② مجهول العين وهو من لم يرو عنه غير واحد أي من روى عنه راوٍ واحد ولم يوثق. یعنی مجہول العین، یہ وہ شخص ہے جس سے ایک سے زائد رواۃ نے روایت نقل نہ کی ہو، یعنی ایک ہی راوی نے روایت نقل کی ہو اور اس کی توثیق بھی بیان نہ کی گئی ہو۔

حكم مجهول العين:

① عند الجمهور لا يقبل روايته. یعنی جمہور کے نزدیک اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

② وقال بعض المحدثين اذا روى عن مجهول العين عادل ومن عادته ان لا يروي الا عن ثقة فمقبول. یعنی بعض محدثین فرماتے ہیں کہ جب مجہول العین سے کوئی عادل روایت نقل کرے اور اس کی عادت یہ ہو کہ

وہ ثقہ ہی سے روایت نقل کرتا ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہے۔

③ قال ابن عبد البر في التمهيد: إذا كان مجهول العين مشهوراً بالزهد والكرم فروايته مقبول. یعنی ابن عبد البر نے ''التمہید'' میں فرمایا کہ مجہول العین جب زہد وکرم کے ساتھ مشہور ہو تو اس کی روایت مقبول ہے۔

④ قال العلامة ابن القطان الفارسي: إذا وثقه أحد من ائمة الجرح والتعديل فروايته مقبولة. یعنی علامہ ابن القطان الفارسی فرماتے ہیں کہ جب مجہول العین ایسا ہو کہ ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی نے اس کی توثیق بیان کی ہو تو اس کی روایت مقبول ہے۔ لیکن سب محدثین نے اس قول کو رد کر دیا کیونکہ جب کسی نے توثیق کی تو پھر تو مجہول العین رہا ہی نہیں۔

يقبل رواية مجهول العين إذا تتقوى بالمتابعة والشواهد وكذا لا بد أن يكون في المتابعة أيضاً حديثاً صحيحاً. یعنی مجہول العین کی روایت قبول کی جاتی ہے، جب وہ متابعت اور شواہد سے مضبوط ہو، اسی طرح متابعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی کوئی صحیح حدیث ہو۔

حكم مجهول الحال:

① عند الجمهور: لا تقبل رواية مجهول الحال. یعنی جمہور کے نزدیک مجہول الحال کی روایت قابل قبول نہیں۔

② عند أبي بكر البزار والدار قطني: تقبل رواية مجهول الحال إذا كان راوي عنه ثقة. یعنی ابو بکر البزار اور دار قطنی کے نزدیک مجہول الحال کی روایت قابل قبول ہے بشرطیکہ اس سے رایت نقل کرنے والا ثقہ ہو۔

تتقوى رواية مجهول الحال بالتوابع والشواهد ولو كانت التوابع والشواهد ضعيفةً عند الجمهور من المحدثين. یعنی جمہور محدثین کے

نزدیک مجہول الحال کی روایت توابع اور شواہد کے ذریعے قوی ہو جاتی ہے اگرچہ توابع اور شواہد ضعیف ہوں۔

اختلاف العلماء في قبول رواية مجهول الحال والعين في غير صحابي؛ لأن الصحابة كلهم عدول، كما في مسلم عن صحابي وكذا في البخاري. یعنی مجہول الحال کی رایت کی قبولیت میں علماء کا اختلاف اس وقت ہے جب مجہول الحال راوی صحابی نہ ہو، کیونکہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں۔

عند العلامة شمس الدين الذهبي: إذا كان مجهول الحال والعين من كبار التابعين أو أوساط التابعين فروايته مقبولة إذا لم يكن روايته مخالفاً لأصول القرآن والحديث. ترجمہ: جب مجہول الحال اور مجہول العین کبار تابعین یا اوساط تابعین میں سے ہوں تو ان کی روایت مقبول ہے، بشرطیکہ قرآن وحدیث کے اصولوں کے مخالف نہ ہو۔

عند الجمهور المحدثين: كما مر الاختلاف.

عند العلامة الذهبي: إذا كان من صغار التابعين فروايته مقبولة إذا كان راوي عنه ثقة، و رواية من كان بعد التابعين فلا تقبل. حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک جب صغار تابعین میں سے ہو تو اس کی روایت مقبول ہے، جبکہ اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو اور تابعین کے بعد والوں کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔

عند الجمهور: لا تقبل رواية صغار التابعين أيضاً. جمہور کے ہاں صغار تابعین کی روایت بھی قبول نہیں کی جاتی۔



علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب:

مولانا الشیخ العالم الکبیر العلامہ عبدالحی بن عبدالحلیم بن امین اللہ بن محمد اکبر بن ابی الرحم بن محمد بن یعقوب بن عبدالعزیز بن محمد بن الشیخ الشہید قطب الدین الانصاری السہالوی اللکنوی۔

تاریخ پیدائش:

ہندوستان کے باندا نامی شہر میں 1264ھ کو پیدا ہوئے۔

تحصیل علم:

قرآن کریم حفظ کر کے اپنے والد سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے، اور اپنے والد ہی سے منقولات اور معقولات کی کتبِ درسیہ پڑھیں۔ پھر کچھ کتبِ ہیئت اپنے والد کے ماموں مفتی نعمت اللہ بن نور اللہ لکھنوی سے پڑھیں، اور اپنے عمر کے سترھویں سال تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔ ایک مدت تک حیدر آباد شہر میں درس اور افادہ کیا۔ دو مرتبہ حج اور بیت اللہ شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رحمہ اللہ نے سید احمد بن زین دحلان شافعی، مکہ مکرمہ میں مفتی محمد بن عبداللہ بن حمید حنبلی، شیخ محمد بن محمد الغرب شافعی اور مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی بن ابوسعید عمری حنفی دہلوی سے اجازت حاصل کی۔

علمی مہارت:

آپ رحمہ اللہ نے علم میں پختہ مہارت حاصل کی، بہت سے مسائل پر لکھا، اور ہندوستان میں فتاویٰ کے علم میں منفرد رہے۔ حتیٰ کہ ہر خطے کے علماء آپ رحمہ اللہ کی

جلالت شان کی طرف اشارے کرنے لگے۔ آپ کو فروع اور اصول میں قدرت کاملہ اور احاطہ عامہ حاصل تھا۔ جب بھی علماء کی کوئی علمی مجلس ہوتی، تو آپ مباحثہ کے دوران کچھ نہ بولتے، بلکہ خاموشی سے ان کی طرف دیکھتے تھے، پھر وہ سب آپ رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرتے، تو آپ رحمہ اللہ ایسی (فیصلہ کن) بات ارشاد فرماتے، کہ سننے والا مطمئن ہو جاتا تھا۔

مسلک کے اعتبار سے اصول وفروع میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر تھے۔ لیکن مذہبی اعتبار سے متعصب نہ تھے، آپ رحمہ اللہ دلیل کی پیروی کرتے تھے، اگر کسی مسئلے میں اپنے مذہب کے برخلاف کوئی صریح نص پاتے، تو اپنے مذہب کی تقلید ترک کر دیتے تھے۔

اپنی کتاب ''النافع الکبیر'' میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے یہ ہے کہ مجھے فنِ حدیث اور فقہ حدیث کی طرف توجہ عطاء فرمائی ہے، میں کسی مسئلے پر اعتماد نہیں کرتا جب تک اس کی اصل کسی آیت یا کسی حدیث میں نہ مل جائے، اور جو مسئلہ صحیح صریح حدیث کے خلاف ہو، میں اسے چھوڑ دیتا ہوں، اور یہ خیال کرتا ہوں کہ مجتہد اس مسئلے میں معذور بلکہ ماجور ہے۔ لیکن میں ایسا بھی نہیں ہوں جو عوام کالانعام کو تشویش میں ڈالتا ہوں، بلکہ لوگوں کے ساتھ ان کے عقول کے مطابق بات کرتا ہوں۔'' اس کے کچھ بعد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے افراط اور تفریط کے درمیان چلنے والا بنایا، جو بھی معرکۃ الآراء مسئلے میرے سامنے آتا ہے، مجھے اس مسئلے میں درمیانی راستے کا الہام کیا جاتا ہے۔ اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو صرف تقلید کو پسند کرتے ہیں، اس طور پر کہ فقہاء کے قول کو نہیں چھوڑتے، اگرچہ وہ قول ادلہ شرعیہ کے خلاف ہو، اور نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو فقہاء کے

اوپر طعن کرتے ہوں، اور فقہ کو بالکلیہ ترک کر دیتے ہوں۔

مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ ہی کا یہ واقعہ مشہور ہے، کہ ایک دفعہ مطالعہ کے دوران پانی طلب کیا، تو والد صاحب کو تشویش لاحق ہوگئی، کہ مطالعہ کے دوران پانی کی طرف ذہن کیسے گیا، لگتا ہے کہ مطالعہ میں انہماک میں کمی آ گئی ہے، چنانچہ والد صاحب نے پانی دینے والے سے کہا کہ پانی کے بجائے مٹی کا تیل گلاس میں ڈال کر پیش کرو، اس نے ایسا ہی کیا، اور مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے پورا گلاس پی لیا، اور برابر مطالعہ کرتے رہے، یہ محسوس بھی نہ ہوا کہ پانی پیا، یا مٹی کا تیل۔ جس پر والد صاحب نے شکر ادا کیا، کہ اب تک مطالعہ میں انہماک اور علمی شغف باقی ہے۔ والد صاحب چونکہ حکیم بھی تھے، تو انہوں نے اس تیل کے پینے کا اثر زائل کرانے کے لیے دوسری دوائی کھلائی، جس کی وجہ سے تیل کا مضر اثر زائل ہو گیا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ مولانا عبد الحی رحمہ اللہ نے نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ کے مقابلہ میں جو مباحث لکھے ہیں بہت اچھے لکھے ہیں، ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ نقل بہت کرتے ہیں اور آج کل کوڑ مغزوں کے لیے نقل ہی کی زیادہ ضرورت ہے، درایت کا آج کل زمانہ نہیں۔ نیز فرمایا کہ مولانا عبد الحی رحمہ اللہ صاحب لکھنوی نہایت ہی حسن صورت احسن سیرت، حسن اخلاق کے جامع تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ نواب زادے ہیں۔ ان خواص سے معلوم ہوا کہ شب کی عبادت میں روتے تھے۔ دن کو امیر رات کو فقیر کثرت کام کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو کر مرگی کا مرض ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی عمر میں بڑا کام کیا یہ سب تائید غیبی ہوتی ہے۔ ورنہ انسان کا وجود ہی کیا ہے۔

بہت ہی کم عمر پائی، تقریباً چالیس سال کی زندگی پائی، اس کم عمر میں اللہ تعالیٰ

نے جو کام لیا، اس کا اندازہ آپ رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل تصنیفات اور تحقیقات سے لگایا جا سکتا ہے۔

تصنیفات وتحقیقات:

آپ کی تصنیفات کی تعداد 108 تک پہنچتی ہے۔ جن میں سے علم الصرف میں 5 کتابیں لکھیں۔ علم النحو میں 2، منطق اور حکمت میں 14، علم المناظرہ میں 2، علم التاریخ میں 16 اور علم الفقہ والسیر والحدیث وغیر ذلک میں 60 کتابیں تالیف فرمائیں۔ اس کے علاوہ متداول اور رائج کتب پر آپ رحمہ اللہ کی متفرق تعلیقات بھی ہیں، جن کی تعداد 9 ہے۔ ان میں سے 86 کتابیں عربی زبان میں لکھی ہیں۔

تاریخ وفات:

1304ھ کو وفات پا گئے، اور اپنے اسلاف کے مقبرے میں دفن کیے گئے، آپ رحمہ اللہ کی تدفین میں ہر گروہ اور ہر فرقے کے بے شمار لوگ حاضر ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کی نمازِ جنازہ تین بار پڑھی گئی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔



خطبة الكتاب

حمد وصلاۃ:

الحمد الله الَّذِي بعث لهداية خلقه رسلًا وأنبياء، وخصهم بمزيد التَّعْظِيم والتبجيل، وَجعل من أَشْرَفهم، وساداتهم، وأكملهم، وَرُؤسَائِهِمْ سيدنَا مُحَمَّدًا المنعوت بغاية التكريم والتفضيل، وَجعل شَرِيعَته من بَين الشَّرَائِع السماوية مَوْصُوفَة باليسر والتسهيل، وَنسخ بهَا جَمِيع الْأَدْيَان والملل، وابطل بهَا شرك الْأَوْثَان والنحل، أدامها إِلَى يَوْم التهويل.

ترجمہ:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے رسول اور انبیاء بھیجے، اور ان کو زیادہ تعظیم اور احترام کے ساتھ خاص کیا، اور ان (انبیاء ورسل) میں سب سے اشرف، ان کا سید، ان میں سے سب سے کامل اور ان کے سردار ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کو بنایا، جو کہ نہایت تکریم و فضیلت کے ساتھ متصف ہیں۔ تمام آسمانی شریعتوں میں سے آپ ﷺ کی شریعت کو یسر اور تسہیل (آسانی) کے ساتھ موصوف کر دیا۔ (اس شریعت) کے ذریعے سے تمام ادیان اور ملتیں منسوخ کیں، اور اس کے ذریعے سے بتوں کے شرک اور بے بنیاد باتوں (یعنی مذاہب) کو باطل کرایا، اور قیامت کے دن تک اس شریعت کو دائمی (یعنی ہمیشہ) رکھا۔

توضیح وتشریح:

مصنف رحمہ اللہ مذکورہ بالا عبارات میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہے ہیں، اور چند چیزوں کو بطورِ بواعثِ حمد ذکر کر رہے ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا باعث:

ان میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اس لیے بیان کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے رسول اور انبیاء بھیجے۔ تعظیم اور اکرام کے ساتھ ان کو خاص کیا، اور ان میں سے سب سے افضل اور اشرف ہستی نبی کریم ﷺ کو ہمارے لئے ہادی اور رہبر بنایا۔

دوسرا باعث:

حمد کا دوسرا باعث وجہ یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کو تمام شرائع سماویہ میں سے آسانی اور سہولت والا بنایا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ یسروا ولا تعسروا،[1] اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی اسی طرف مشیر ہے کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ،[2] وغیرہ ذلک۔

تیسرا باعث:

حمد کا تیسرا باعث اور وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کے ذریعے سے دو قسم کی روایات کا خاتمہ کیا، ایک سابقہ تمام ادیان اور ملتوں کو منسوخ کرا دیا، اور دوسرے بتوں کی عبادت اور بے بنیاد مذہبی عقائد کو باطل قرار دیا۔

---

① صحیح بخاری، باب ماكان النبي ﷺ يتخولهم، رقم الحديث: 69

② سورة البقرة:256

چوتھا باعث:

حمد کا چوتھا باعث اور وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین اور شریعت کو تا قیامت قائم ودائم رکھنے کا وعدہ کیا۔جس میں کسی بھی قسم کا ردوبدل نہیں ہوسکتا۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین بنایا،یعنی آپ کے بعد کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا،اور جب نئے نبی یا رسول کے آنے کا امکان ہی نہیں،تو نئی شریعت بھی نہیں آسکتی۔کیونکہ نئی شریعت تو نئے رسول کو دی جاتی ہے،اور حال یہ ہے کہ نیا رسول آتا نہیں،للہذا نئی شریعت بھی نہیں آئے گی۔جب نئی شریعت نہیں آئے گی تو نبی اکرم ﷺ کی شریعت تا قیامت جاری وساری اور برقرار رہے گی۔

مذکورہ بالا عبارت میں رسل اور انبیاء کے الفاظ آئے ہیں،رسل رسول کی جمع ہے اور انبیاء نبی کی جمع ہے،ان دونوں میں فرق ہے،جو ان دونوں کی تعریف سے واضح ہوتا ہے،ذیل میں ان کی تعریف ذکر کی جاتی ہیں:

رسول کی تعریف:

رسول وہ ہوتا ہے جسے نئی شریعت اور نئی کتاب دی گئی ہو۔

نبی کی تعریف:

نبی وہ ہوتا ہے جسے نئی شریعت یا نئی کتاب نہ دی گئی ہو بلکہ سابقہ دین کی تبلیغ کرتا ہو۔

مذکورہ بالا عبارت میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ دینِ اسلام کے ذریعے تمام سابقہ ادیان کو منسوخ قرار دیا،جس کی وجہ سے دین اسلام ناسخ اور سابقہ ادیان منسوخ کہلائے جاتے ہیں،اور اس عمل کو نسخ کہتے ہیں،نسخ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

نسخ کی تعریف:

نسخ کے لغوی معنی پانچ ہیں:۔ الرفع، والإزالة، والنقل، والتبديل،

والتحویل.[1] (یعنی نسخ کا معنی رفع کرنا، زائل کرنا، نقل کرنا، تبدیل کرنا اور تحویل کرنا ہے)۔

اصطلاحی تعریف:

هو رفع الحكم الشرعی بدلیل شرعی متأخر عنه.[2] (یعنی حکم شرعی کو اس کے بعد آنے والی کسی شرعی دلیل کے ذریعے رفع کرنا)۔

نسخ کی اقسام:

آیات قرآنی میں نسخ کی تین قسمیں وارد ہوئی ہیں، پہلی قسم یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ کردی گئی ہے اور حکم باقی ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ جس کا حکم منسوخ کردیا گیا ہے اور تلاوت باقی ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ جس کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ کردیے گیے۔[3]

عبارت میں ''ادیان'' اور ''ملل'' کے دولفظ آئے، ان کی وضاحت کی جارہی ہے، ادیان ''دین'' کی جمع ہے، اور ملل ''ملت'' کی جمع ہے۔ ماہرین ادیان کے ہاں تین اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں، پہلی اصطلاح دین کی ہے، دوسری ملت کی ہے جبکہ تیسری اصطلاح مذہب کی ہے۔ ان تینوں میں ذاتی طور پر کوئی فرق نہیں البتہ اعتباری فرق ہے۔ ان تینوں کی تعریفات مندرجہ ذیل ہیں۔

دین، ملت اور شریعت کی تعریفات اور ان میں فرق:

دین نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ وہ مخصوص طریقہ ہے، جس کو انقیاد کی حیثیت

---

[1] (الموسوعة القرآنية المتخصصة، ص: 632)

[2] (ایضاً)

[3] (الموسوعة القرآنية المتخصصة، ص: 636، 637)

سے دین کہتے ہیں اور اس املاء وبیان کی حیثیت سے ملت کہلایا جاتا ہے اور اس حیثیت سے شریعت کہلایا جاتا ہے کہ اس کے پاس لوگ کمال کے حصول کی خاطر اپنی پیاس بجانے کے واسطے آتے ہیں۔ دین کی نسبت اللہ تعالیٰ، نبی اور ائمہ میں سے کسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جبکہ ملت نبی اور ائمہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ كذا حققه التفتازاني.[1]

عبارت:

فسبحانه من إله جلت قدرته، وعظمت هيبته تَعَالَى عَمَّا يصفه الظَّالِمُونَ بِهِ من التَّشْبِيه، والتجسيم، والتعطيل، وتنزه عَن التجانس، والتشابه، والتمثيل، وَللهِ الْمثل الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَات العلى، والطبقات السُّفْلى، لَيْسَ كمثله شَيْء فِي الأولى وَالْأُخْرَى فِي أَوْصَاف التَّكْمِيل.

ترجمہ:

پس اسی معبود کی پاکی بیان کی جاتی ہے، جس کی قدرت (طاقت) بڑی ہے، اس کی ہیبت عظیم ہے، وہ تشبیہ و تجسیم و تعطیل سے بلند و برتر ہے، جس کے ساتھ ظالم لوگ اسے متصف کرتے ہیں۔ اور وہ تجانس و تشابہ اور تمثیل سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بلند آسمانوں اور طبقاتِ سفلی (یعنی زمین) میں اعلیٰ شان ہے۔ اوصافِ تکمیل کے اعتبار سے دنیا و آخرت میں اس کا کوئی مثل نہیں۔

---

① (العسكري، أبو هلال الحسن بن عبد الله بن سهل بن سعيد بن يحيى بن مهران (المتوفى نحو 395هـ)، معجم الفروق اللغوية، الناشر: مؤسسة النشر الإسلامي التابعة لجماعة =

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی ثناء وصفت اور پاکی بیان کرتے ہیں، اور مختلف قسم کے باطل عقائد کے حاملین کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت سے پاکی بیان کر کے ان عقائد کے حاملین پر رد فرمایا، جن میں مشبہہ، مجسمہ اور معطلہ وغیرہ شامل ہیں۔

عبارت میں جن فرقِ باطلہ کی طرف اشارہ کیا ہے، ذیل میں ان سب کی وضاحت پیش کی جاتی ہے:

فرقہ مشبہ کا تعارف:

یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ صفات میں تشبیہ دیتا ہے، اس فرقے کا بانی داؤد جواربی ہے۔ یہ مذہب نصرانیت کے برعکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں اور یہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔[1]

فرقہ مجسمہ کا تعارف:

جہم بن صفوان سمرقندی کی طرف منسوب فرقے کا نام جہمیہ ہے۔ اس فرقے کے عجیب وغریب عقائد ہیں، یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اللہ ''وجود مطلق'' کا نام ہے، پھر اس کے لیے جسم بھی مانتے ہیں۔ جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف ''معرفت'' کا نام ہے اور کفر فقط ''جہل'' کا نام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی فعل نہیں ہے، اگر کسی کی طرف کوئی عمل منسوب ہوتا

= المدرسين بـ (قم)، الطبعة: الأولى 1412هـ ص: 239)

[1] (عقائد اهل السنه والجماعه، ص: 225، بحواله عقيده طحاويه مع الشرح، ص: 521، 522)

ہے تو وہ مجازاً ہے۔[1] اسی کو مجسمہ اور معطلہ بھی کہتے ہیں۔

عبارت:

أشْهَدْ أنه لَا إِلَه إِلَّا هُوَ وَحده لَا شريك لَهُ، وَلَا ضد لَهُ، وَلَا ند لَهُ، وَلَا مُنَاقض لَهُ، وَلَا معَارض لَهُ يُعَارضهُ فِي التَّدْبِير والتعميل.

ترجمہ:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، نہ ہی اس کا کوئی ضد ہے اور نہ کوئی ہم پلہ، نہ اس کا کوئی مناقض ہے اور نہ کوئی ایسا معارض، جو تدبیر و تعمیل (یعنی قدر وقضا) میں اس سے معارضہ (یعنی مخالفت ومقابلہ) کرے۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں، کہ اس کائنات میں کوئی بھی اس کا ہم پلہ یا مقابلہ کرنے والا نہیں ہے۔

عبارت:

أَحْمَده حمدا كثيرا على أَن حفظ شَرِيعَة سيد أنبيائه من التَّغْيِير والتبديل، وَبعث فِي أمته فضلاء، ونقادا، وكملاء، وزهادا اهتموا بِحِفْظ آثَار نَبِيّهم، وَاقْتَدوا بأخبار شفيعهم، وَتَكَلَّمُوا فِي مَرَاتِب الْجرْح وَالتَّعْدِيل، وألهمهم كَيْفيَّة رِوَايَة الْأَحَادِيث، وَحملهَا، والبحث عَن وَصلهَا، وفصلها، وَعَن حسنها، وصحتها، وضعفها، وقوتها، وَعَن نقد أسانيدها

[1] (حوالہ بالا)

بحسن التأصيل فَصَارَت الْأَحَادِيث المصطفية، والْآثار الشَّرْعِيَّة منقاة، ومصفاة من كل مفْسدَة، وتجهيل.

ترجمہ:

میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد بیان کرتا ہوں اس بات پر کہ اپنے انبیاء کے سردار کی شریعت کو تغییر وتبدیل سے محفوظ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے فضلاء (یعنی علماء حدیث) ونقاد (یعنی علماء جرح وتعدیل) اور کاملین صوفیاء بھیجے، جنہوں نے اپنے نبی کے آثار کی حفاظت کا اہتمام کیا، اور اپنے شفاعت کرانے والے کے اخبار کی اقتداء (یعنی پیروی) کی اور جرح وتعدیل کے مراتب سے بحث کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں احادیث کی روایت اور اس کے لینے کی کیفیت، اور اس کے وصل وفصل (یعنی اتصال سند اور انفصال سند)، اس کے حسن وصحت (یعنی حدیثِ صحیح اور حدیثِ حسن)، اس کے ضعف وقوت (یعنی ضعیف حدیث اور قوی حدیث) اور اس کی اسانید پر بہتر طریقے سے نقد کرنے سے بحث کرنا الہام فرمایا۔ پس آثارِ مصطفویہ اور آثارِ شرعیہ ہر مفسدہ اور تجہیل سے صاف اور خالص ہوئیں۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے صنعت براعت استہلال سے کام لیا، کیونکہ مصنف رحمہ اللہ نے ایسی صفات کی وجہ سے حمد بیان کی ہے، جن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کس فن میں لکھی گئی ہے، چنانچہ دورانِ حمد انہوں نے بیانِ حمد کے لیے جن چیزوں کو مدار بنایا، ان کا تعلق فنِ جرح وتعدیل اور علم اصول حدیث کے ساتھ ہے۔

صنعتِ براعت استہلال:

کتاب کے شروع میں خطبہ کے اندر ایسے کلمات اور الفاظ استعمال کرنا جن کے پڑھنے سے کتاب کے اصل مضامین اور مباحث کی طرف اشارہ مقصود ہو، کہ کتاب میں آگے چل کر آنے والے مباحث کا تعلق کس علم سے ہے، اسے براعت استہلال کہا جاتا ہے۔

جن الفاظ کو صنعت براعت استہلال کے لیے استعمال کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

فضلاء، نقاد، وصل، فصل، صحت، حسن، قوت اور ضعف۔ ان الفاظ سے مراد لیے جانے والے علم حدیث اور جرح وتعدیل کے اصطلاحات کی طرف اشارہ مقصود ہے، جن کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

فضلاء: اس سے علماء حدیث کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

نقاد: اس سے ائمہ جرح وتعدیل کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

وصل: اس سے حدیث متصل کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

فصل: اس سے حدیث منفصل کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

صحت: اس سے حدیثِ صحیح کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

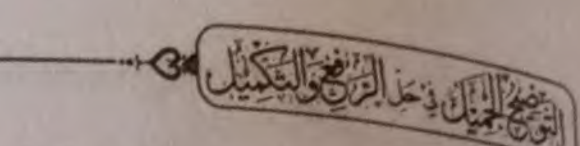
حسن: اس سے حدیثِ حسن کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

قوۃ: اس سے بھی حدیثِ صحیح کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

ضعف: اس سے حدیث ضعیف کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

عبارت:

وأشكره شكرا كَبِيرا على أن وعد على رَأس كل مائة من مئات هَذِه الْأمة بِأَن يبْعَث فِيهَا مِنْهَا من يجدد لَهَا دينهَا،



وَيُقِيم لَهَا طريقتها، ويحفظها من مكايد أَصْحَاب التسويل.

ترجمہ:

اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کے بھیجنے کا وعدہ کیا، جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرے گا اور اس امت کے لیے اس کا راستہ سیدھا کرے گا اور اصحابِ تسویل (یعنی بدی کو اچھی شکل میں پیش کرنے والوں) کی سازشوں سے اس امت کی حفاظت کرے گا۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم احسان کا شکر ادا کیا ہے، احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ میں اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد بھیجوں گا، جو دین کی تجدید کرے گا۔ چنانچہ ''سنن ابی داود'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها.[1] ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال کے بعد ایسے بندے کو بھیجے گا، جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرے گا۔

مجدد کی تعریف:

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو مٹ چکا ہو، اس کا احیاء کرنے والا اور اس کے مقتضاء کے مطابق حکم دینے والا مجدد کہلاتا ہے۔

---

① (سنن ابی داود، باب مایذکر في قرن المائة، رقم الحديث: 4291)

اس امت کے پہلے مجدد:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ۔

اس امت کے آخری مجدد:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ۔

مجدد کا اطلاق:

مجدد کا اطلاق ایک فرد پر بھی ہوتا ہے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، اور پوری جماعت پر بھی ہوتا ہے جیسے ماضی قریب میں علماء دیوبند۔ اور بیک وقت کئی علاقوں میں کئی مجدد بھی پائے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح تجدید دین اور احیاء دین کی مختلف جہات کے اعتبار سے بھی مجدد ہوسکتے ہیں، مثلاً مجدد احیاء دعوت وتبلیغ، مجدد جہاد اور مجدد سیاست شرعیہ وغیرہ۔

مصنف رحمہ اللہ مذکورہ عبارت کے آخر میں لفظِ ''مکاید'' لائے ہیں، اس کے بارے میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں مفصل بحث کی ہے کہ یہ لفظ ''مکائد ہمزہ کے ساتھ نہیں، بلکہ مکاید یاء کے ساتھ ہے۔ اور بہت سے کاتبین پر تنقید کی ہے کہ جنہوں نے ایسے صیغوں میں یاء کی بجائے ہمزہ کی کتابت پر مداومت اختیار کی۔ اس لفظ کو یاء کے ساتھ لکھنا درست ہے اور ہمزہ کے ساتھ لکھنا غلط ہے، کیونکہ صرفی قواعد کی رو سے ہمزہ کے ساتھ لکھنا غلط ہے۔ چنانچہ صرفی قاعدہ ہے کہ ''جو حرف علت جمع منتہی الجموع کے الف کے بعد آئے، اور مفرد میں مدہ زائدہ ہو، تو اس کو ہمزہ سے بدلنا ضروری ہے، جیسے سحابۃ کی جمع منتہی الجموع سحائب، قلادۃ کی جمع قلائد اور رعوفۃ کی جمع رعائف۔ اور اگر وہ حرف علت جو جمع منتہی الجموع میں الف کے بعد تیسری جگہ آیا ہو، وہ مفرد میں مدہ زائدہ نہ ہو، یا مفرد میں حرف اصلی ہو تو پھر جمع منتہی

الجموع میں اسے ہمزہ سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، بلکہ وہی حرف علت باقی رہے گا، جیسے مفازۃ کی جمع مفاوز (واو کے ساتھ)، مصیدۃ کی جمع مصاید، مشیخۃ کی جمع مشایخ اور مکیدۃ کی جمع مکاید (یاء کے ساتھ)۔[1]

عبارت:

وأشهد أن سيدنَا، ومولانا مُحَمَّد عَبده، وَرَسُوله، وَصفيه، وخليله، ونجيه، وحبيبه الَّذِي جَاءَنَا من عِنْد رَبنَا بالشريعة السهلة الْبَيْضَاء، وهدانا إِلَى الطَّرِيقَة الْحَسَنَة الغراء جزاه الله عَنَّا خير الْجَزَاء فِي الِابْتِدَاء، والانتهاء، وأوصله إِلَى أَعلَى دَرَجَات التَّفْضِيل، اللَّهُمَّ صل عَلَيْهِ صَلَاة تَامَّة زاكية دائمة شَامِلَة، وعَلى جَمِيع أَصْحَابه، وَأَتْبَاعه صَلَاة تنجينا من كل تهويل، وتحفظنا من كل تنكيل.

ترجمہ:

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار و مولا حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے و رسول، اس کے منتخب وجگری دوست اور اس کے ہم راز و حبیب ہیں، جو اپنے رب کے پاس سے ہمارے لیے آسان روشن شریعت لے کر آئے، اور ہمیں بہتر روشن راستے کی ہدایت کی، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ابتداء وانتہاء میں ہماری طرف سے بہترین بدلہ دے اور فضیلت کے اعلی درجات تک پہنچائے۔ اے اللہ! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے تمام صحابہ وپیروکاروں پر ایسی درود نازل فرما جو تام و مکمل ہو، پاک کرنے والی ہو، دائمی ہو، اور (ہر خیر کو شامل) ہو، جو ہمیں ہر ہلاکت سے نجات دلائے، اور ہر

[1] تعلیقات از شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ)

عبرتناک سزا سے محفوظ فرمائے۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور تمام پیروکاروں پر درود وسلام بھیجا ہے، جیسا کہ مصنفین کی عادت ہوتی ہے کہ خطبے کے اندر نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل وصحابہ پر درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے یہاں پر "تعلقیات" میں فرمایا کہ مصنف رحمہ اللہ نے صرف صلاۃ کا ذکر کیا، اس کے ساتھ سلام کو نہیں ملایا۔ پھر سولہ (16) ایسی تصنیفات کی نشاندہی کی، جن میں صلاۃ کو بغیر سلام کے ذکر کیا گیا ہے۔ صلاۃ کو سلام کے بغیر ذکر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں طویل بحث ہے، جس بات پر محققین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ صرف صلاۃ کو ذکر کرنا خلاف اولی ہے۔

وجہ تسمیہ:

وَبعد فَيَقُول الراجي عَفو ربه الْقوي أَبُو الْحَسَنَات مُحَمَّد عبد الْحَيّ اللكنوي تجَاوز الله عَن ذَنبه الْجَلِيّ الْخَفي ابْن مَوْلَانَا الْحَاج الْحَافِظ مُحَمَّد بن عبد الْحَلِيم أدخله الله دَار النَّعيم: هَذِه رِسَالَة رشيقة وعجالة أنيقة اسْمهَا يخبر عَن رسمها، وفحواها يشْعر بمعناها أَعنِي

الرّفْع والتكميل فِي الْجرْح وَالتَّعْدِيل

ترجمہ:

اس کے بعد اپنے قوی رب سے معافی کا امیدوار مولانا الحاج الحافظ محمد عبدالحلیم

(اللہ تعالیٰ اسے نعمتوں والے گھر یعنی جنت میں داخل فرمائے) کا بیٹا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کہتا ہے، (اللہ تعالیٰ اس کے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں سے درگزر فرمائے) کہ یہ ایک خوشنما، پسندیدہ اور جلدی میں تیار کیا گیا رسالہ ہے، جس کا نام اس کے (اندر کی) تحریر کے بارے میں بتلاتا ہے اور اس کا مصداق ومدعا اس کے مقصد کا پتہ دیتا ہے، میری مراد ہے: الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل۔

وجہ تالیف:

بَعَثَنِي على تأليفها مَا رَأَيْت من كثير من عُلَمَاء عصري، وفضلاء دهري من ركوبهم على متن عمياء، وخبطهم كخبط العشواء تراهم فِي بحث التَّعْدِيل وَالْجرْح من أَصْحَاب الْقرح، فهم كالحبارى فِي الصحارى والسكارى فِي الصحارى.

ترجمہ:

اس کی تالیف پر مجھے اپنے زمانے کے علماء وفضلاء کو اندھے جانور کی پیٹھ پر سوار اور بے سوچ سمجھے کام کرنے والوں کی طرح کام کرتے ہوئے دیکھنے نے ابھارا، آپ انہیں تعدیل وجرح کی بحث میں اصحاب القرح (زخمیوں) میں سے دیکھیں گے، وہ صحرا میں سرخاب (پرندے) اور جادو میں مست مدہوشوں کی طرح ہیں۔

توضیح وشرح:

یہاں سے وجہ تالیف بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ وجہ تالیف یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے کچھ لوگوں کو دیکھا، جو جرح وتعدیل کے میدان میں بغیر کسی اصول اور قاعدے کے بحث کرنے لگے، ان کو جرح کرنے کے اصول وضوابط کا کچھ

پتہ نہ تھا، بس جوان کے منشاء کے برخلاف ہوتا، اسے مجروح قرار دیتے، حالانکہ وہ خود بری طرح مجروح تھے۔ مراد اس سے مصنف رحمہ اللہ کے ہم عصر نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ صاحب ہیں، ان کے رد میں یہ رسالہ لکھنا شروع کیا، تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اس میدان میں بحث کرنے کے لیے کتنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

عبارت:

وَمَا ذَلِكَ إِلَّا لجهلهم بمسائل الْجرْح، وَالتَّعْدِيل، وَعدم وصولهم إِلَى منَازِل الرّفْع والتكميل كم من فَاضل قد جرح الْأَسَانِيد الصَّحِيحَة، وَكم من كَامِل قد صحّح الْأَسَانِيد الضعيفة يصححون الضعْيف، ويضعفون الْقوي وَلَا يَهْتَدُونَ إِلَى الصِّرَاط السوي.

ترجمہ:

یہ جرح وتعدیل کے مسائل معلوم نہ ہونے اور رفع وتکمیل کے منازل تک نہ پہنچنے کی وجہ سے ہی ہے، کتنے ہی ایسے فاضلین ہیں جنہوں نے صحیح اسانید پر جرح کی! اور کتنے ہی ایسے کاملین ہیں جنہوں نے اسانیدِ ضعیفہ کی تصحیح کردی! ضعیف کی تصحیح کرتے ہیں، اور قوی کی تضعیف کرتے ہیں! اور سیدھا راستہ نہیں جانتے۔

عبارت:

تراهم قد ظنُّوا نقل الْجرْح وَالتَّعْدِيل من كتب نقاد الرِّجَال كتهذيب الْكَمَال لِلْحَافِظِ الْمزي وميزان الِاعْتِدَال للذهبي وتهذيب التَّهْذِيب وتقريب التَّهْذِيب وَالْمُغني وكامل ابْن

عدي ولسان الْمِيزَان وَغَيرهَا من كتب أهل الشَّأْن أمرا يَسِيرا، وَمَا تركُوا فِي هَذَا الْبَاب قطميرا ونقيرا مَعَ جهلهم بِاصطلاحات أئمة التَّعْدِيل وَالْجرْح، وَعدم فرقهم بَين الْجرْح الْمُبْهم، وَالْجرْح الْغَيْر الْمُبْهم، وَبَين مَا هُوَ مَقْبُول، وَبَين مَا هُوَ غير مَقْبُول عِنْد حَملَة ألوية الشَّرْع، وبعد مداركهم عَن إِدْرَاك مَرَاتِب الْأَئمة من معدلي الْأمة.

ترجمہ:

آپ انہیں دیکھیں گے کہ انہوں نے حافظ مزی رحمہ اللہ کی "تہذیب الکمال"، حافظ ذہبی کی "میزان الاعتدال"، "تہذیب التہذیب"، "تقریب التہذیب"، "المغنی"، "کامل ابن عدی" اور "لسان المیزان" وغیرہ جیسی ائمہ جرح وتعدیل کی کتابوں سے جرح وتعدیل نقل کرنے کو آسان کام سمجھا ہے، انہوں نے اس باب میں ائمہ جرح وتعدیل کی اصطلاحات نہ جاننے اور شریعت کا جھنڈا اٹھانے والوں کے نزدیک جرح مبہم اور جرح غیر مبہم اور جرح مقبول اور غیر مقبول میں فرق نہ جاننے کے باوجود اور معدلینِ امت میں ائمہ کے مراتب جاننے (یا ادراک کرنے سے) ان کے منازل (یا فہم وسمجھ) دور ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ (یعنی اس باب میں کچھ بھی نہ چھوڑا، حالانکہ وہ اس لائق نہیں ہیں کہ اس بارے بحث کریں)۔

عبارت:

أو مَا علمُوا أَن الدُّخُول فِي هَذِه المسالك الصعبة الَّتِي زلت

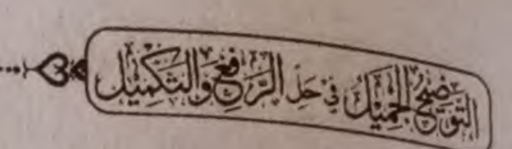
فِيهَا إقدام الكملة أمر عَظِيم؟ لَا يَتَيَسَّر من كل حبر كريم فضلا عَمَّن يَتَّصِف بالسالك فِي أودية الضلال، والخابط فِي ظلماء الليال، أو مَا فهمو أن لكل مقَام مقَال، وَلكُل فن رجال، وأن جرح من هُوَ خَال عَنهُ فِي الْوَاقِع، وتعديل من هُوَ مَجْرُوح فِي الْوَاقِع أمر ذُو خطر لَا يَلِيق بِالْقيامِ بِهِ كل بشر؟

ترجمہ:

کیاان کو معلوم نہیں کہ ان مشکل راستوں میں داخل ہونا ایک عظیم کام ہے جن میں کامل لوگوں کے قدم بھی پھسل گئے، یہ کسی بڑے باعزت عالم کے لیے آسان نہیں، چہ جائیکہ وہ شخص جو گمراہی کی وادیوں میں چلنے اور رات کے اندھیروں میں بے سوچے سمجھے لکڑی اکھٹے کرنے کے ساتھ مشہور ہو؟! کیا انہیں یہ سمجھ نہیں آتا کہ ہر مقام کے لیے (الگ) ایک بات ہوتی ہے، اور ہر فن کے لیے (الگ) بندے ہوتے ہیں، (اور کیا ان کو یہ نہیں معلوم) کہ اس شخص پر جرح کرنا جو فی الواقع اس (جرح) سے خالی ہو، اور اس شخص کی تعدیل بیان کرنا جو فی الواقع اس (تعدیل) سے خالی ہو، یہ ایک خطرناک کام ہے، ہر انسان کو اس کا کرنا مناسب نہیں؟

عبارت:

فَأَرَدْت أن أكْتُبْ فِي هَذَا الْبَاب رِسَالَة شافية، وعجالة كَافِيَة تشْتَمل على علالة فَوَائِد الْمُتَقَدِّمين، وسلالة فرائد الْمُتَأَخِّرين، اذكر فِيهَا مسَائِل مُتَعَلقَة بِالْجرْحِ وَالتَّعْدِيل، ومناهل مربوطة بائمة الْجرْح وَالتَّعْدِيل؛ لتكون مفيدة،



وهادية إِلَى الطَّرِيقَة النقية الصافية.

ترجمہ:

لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ اس باب میں جلدی سے ایک کافی اور شافی رسالہ لکھوں، جو متقدمین کے فوائد کے بقایاجات اور متاخرین کے موتیوں سے نکالے گئے اصل امور پر مشتمل ہو، میں اس میں جرح وتعدیل سے متعلق مسائل اور ائمہ جرح وتعدیل سے ملانے والے راستے ذکر کرتا ہوں، تاکہ (یہ رسالہ) صاف ستھرے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والا اور مفید ہو۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں عجالة، علالة، سلالة، فرائد اور مناهل کے الفاظ ذکر کیے، ان الفاظ کے لغوی معنی کی وضاحت ضروری ہے، تاکہ عبارت کا ترجمہ کرنے میں آسانی ہو۔ عجالة کا مطلب ہے جلدی میں لکھا جانے والا کتابچہ، علالة کا معنی ہے بقایاجات، کسی چیز کا باقی ماندہ حصہ۔ سلالة کا معنی ہے کسی چیز سے نکالے گئے اصل امور۔ فرائد فرید کی جمع ہے، جس کا معنی ہے یکتا موتی۔ مناهل منهل کی جمع ہے، جس کا معنی ہے راستہ۔

عبارت:

فدونك كتابا يروي كل غليل، ويشفي كل عليل يرشدك إِلَى سَوَاء الطَّرِيق، وينجيك من كل حريق، ويعلمك مَا لم تكن تعلم، ويفهمك مَا لم تكن تفهم، وستقول بعد الإطلاع على مَا فِيهِ من كنوز الْفَوَائِد، ودرر الفرائد: هَذَا بَحر زاخر كم ترك الأول للآخر.

ترجمہ:

آپ اس رسالہ کو پکڑو، جو ہر شدید پیاسے کو سیراب کرتا ہے، ہر بیمار کو شفا دیتا ہے، آپ کو سیدھا راستہ بتلاتا ہے، ہر جلانے والی چیز سے نجات دلاتا ہے، اور آپ کو وہ چیز سکھاتا ہے جو آپ نہیں جانتے، وہ چیز آپ کو سمجھاتا ہے جو آپ نہیں سمجھتے، اور اس میں (علمی) فوائد کے خزانوں اور یکتا (علمی) موتیوں پر مطلع ہونے کے بعد آپ کہو گے کہ یہ تو (علم سے) لبالب بھرا ہوا موج زن سمندر ہے، کتنے ہی پہلے لوگوں نے آنے والے لوگوں کے لیے (تحقیقات) چھوڑی ہیں۔

عبارت:

وأرجو من كل من ينْتَفع بِهِ أن يَدْعُو لي بِحسن الخاتمة، وَخير الدُّنْيَا وَالْآخِرَة، وأسأل الله تَعَالَى أن يقبله مَعَ سَائِر تصانيفه، ويجعله لوجهه الْكَرِيم أنه ذُو الْفضل الْعَظِيم، وأن يجنب أقلامي من الْخَطَأ، والخطل، واقدامي من السَّهْو، والزلل، وأن يحفظني من التوصيف بمجدد الأغلاط، ومحدد الأشطاط، آمين يَا رب الْعَالمين.

ترجمہ:

اور میں (مصنف) اس کتاب سے ہر نفع اٹھانے والے سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میرے لئے حسنِ خاتمہ اور دنیا وآخرت میں بہتری کی دعا کرے، اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس (رسالے) کو میری تمام تصانیف سمیت قبول فرمائے، اور اپنی رضامندی (کا سبب) بنائے، بے

شک وہ بڑے فضل والا ہے، (اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں) کہ میرے قلموں کو خطاء اور جلد بازی میں غلطی کرنے سے اور میرے قدموں کو بھول چوک اور پھسلنے سے محفوظ رکھے، (اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں) کہ مجھے مجدد الاغلاط اور حدود سے متجاوز ہونے کے ساتھ متصف ہونے سے محفوظ رکھے، آمین یارب العالمین۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ مجدد الاغلاط سے اپنے ہمعصر شیخ صدیق حسن خان رحمہ اللہ صاحب کی طرف اشارہ کررہے ہیں، اس کتاب میں آگے بھی کئی جگہوں پر ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور ان کے لیے کما ذکرہ غیر ملتزم الصحة من أفاضل عصرنا جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔[1]

عبارت:

وَهَذِهِ الرسَالَة مرتبَة على مُقَدّمَة مُشْتَمِلَة على الْأُمُور المهمة، ومراصد عديدة متضمنة على مَقَاصِد سديدة.

ترجمہ:

یہ رسالہ امور مہمہ پر مشتمل ایک مقدمہ اور کئی مراصد پر مرتب ہے، جو کہ درست ومعقول مقاصد کو متضمن (یعنی شامل) ہے۔

---

① (تعلیقات از شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ)

الْمُقدمَة

فِيمَا يتَعَلَّق بِحكم جرح الروَاة وتعديلهم وَمَا يجب فِيهِ من التثبت والتحري لقَولهم وفعلهم وَمَا يحذر من الْمُبَادرَة إِلَى الْجرْح بِلَا ضَرُورَة وَمَا لَا يجوز من الْجرْح وَنَقله وَمَا يجوز مِنْهُ ولنذكر ذَلِك فِي إيقاظات عديدة مُشْتَمِلَة على إيماضات سديدة.

مقدمہ:

یہ مقدمہ ان امور کے متعلق ہے، جو روات کی جرح وتعدیل کے حکم کے متعلق ہیں، اور ان چیزوں کے حکم کے متعلق ہے جہاں پر ائمہ جرح وتعدیل کے قول وفعل میں تثبت اور تحقیق لازمی ہے، اور ان چیزوں کے متعلق ہے جو بغیر ضرورت کے جرح کی طرف جلدی کرنے سے ڈرائے، اور جائز وناجائز جرح اور اس کے نقل کرنے کے متعلق ہے، اور ہم اسے کئی ایقاظات میں ذکر کریں گے، جو کہ درست اشارات پر مشتمل ہیں۔

إيقاظ فِيمَا لَيْسَ بغيبة

ایقاظ نمبر 1، ان چیزوں کے بارے میں جو غیبت نہیں

ذكر النَّوَوِيّ فِي رياض الصَّالِحين، وَالْغزالِيّ فِي إحْيَاء عُلُوم الدّين، وَغَيرهمَا فِي غَيرهمَا أن غيبَة الرجل حَيا وَمَيتًا تُبَاح لغَرَض شَرْعِي لَا يُمكن الْوُصُول إِلَيْهِ إِلَّا بهَا وَهِي سِتَّة.

ترجمہ:

امام نووی رحمہ اللہ نے "ریاض الصالحین" میں، امام غزالی رحمہ اللہ نے "احیاء علوم الدین" میں اور ان دو کے علاوہ دیگر لوگوں نے دیگر کتب میں ذکر کیا ہے، کہ آدمی کی غیبت چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ کسی شرعی غرض کے واسطے مباح ہو جاتی ہے، جس تک اس غیبت کے بغیر پہنچنا ممکن نہ ہو، اور وہ چھ اغراض ہیں۔

پہلی غرض:

التظلم: فَيجوز للمظلوم أن يتظلم إِلَى السُّلْطَان، وَالْقَاضِي، وَغَيرهمَا مِمَّن لَهُ ولَايَة، أَو قدرَة على إنصافه من ظالمه، فَيَقُول: فلَان ظَلَمَنِي كَذَا.

ترجمہ:

ظلم کی شکایت کرنا۔ مظلوم کے لیے سلطان، قاضی اور ان دو کے علاوہ ہر ایسے شخص سے ظلم کی شکایت کرنا جائز ہے، جو اس (مظلوم) کو ظالم سے انصاف دلانے پر ولایت اور قدرت (وطاقت) رکھتا ہو، پس وہ (مظلوم) یہ کہے گا کہ فلاں نے میرے اوپر یہ ظلم کیا۔

دوسری غرض:

الِاسْتِعَانَة على تَغْيِير الْمُنكر، ورد العَاصِي إِلَى الصَّوَاب: فَيَقُول لمن يَرْجُو مِنْهُ إِزَالَة الْمُنكر: فلَان يفعل كَذَا فازجره.

ترجمہ:

برائی کو ختم کرنے اور گنہگار کو راہ راست کی طرف لوٹانے کے لیے مدد طلب کرنا، پس جس شخص سے برائی کے زائل کرانے (ختم کرانے) کی امید ہو،

اسے کہے کہ فلاں آدمی اس طرح (بُرا کام) کرتا ہے اسے روک لیں۔

تیسری غرض:

الاستفتاء: فَيَقُول للمفتي: ظَلَمَنِي أبي بِكَذَا، فَمَا سَبَب الْخَلَاص مِنْهُ.

ترجمہ:

استفتاء (یعنی فتویٰ طلب کرتے وقت غیبت مباح ہوجاتی ہے) تو وہ مفتی سے کہے گا کہ میرے والد نے میرے اوپر ظلم کیا، اس سے خلاصی کا کیا راستہ ہے؟

چوتھی غرض:

تحذير الْمُؤمنِينَ من الشَّرّ، ونصيحتهم: وَمن هَذَا الْبَاب الْمُشَاورَة فِي مصاهرة إِنْسَان، أَو مشاركته، أَو إيداعه، أَو مُعَامَلَته، أَو غير ذَلِك، وَمِنْه جرح الشُّهُود عِنْد القَاضِي، وجرح رُوَاة الحَدِيث، وَهُوَ جَائِز بِالْإِجْمَاع بل وَاجِب للْحَاجة، وَمِنْه مَا إِذا رأى متفقها يتَرَدَّد إِلَى المبتدع، أَو فَاسق يَأْخُذ عَنهُ الْعلم، وَخَافَ أَن يتَضَرَّر المتفقه بذلك، فنصحه بِبَيَان حَاله بِشَرْط أَن يَقْصِدهُ النصح، وَلَا يحملهُ على ذَلِك الْحَسَد والاحتقار.

ترجمہ:

مؤمنین کو کسی کے شر سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا۔ اس باب سے متعلق کئی چیزیں ہیں، پہلی چیز مشورہ دینا: جیسے انسان کو سسرالی رشتہ قائم کرتے وقت مشورہ دینا، (کہ یہ رشتہ صحیح نہیں کیونکہ اس بندے میں یہ عیب یا خرابی

ہے، جس سے نقصان اور شر پہنچے گا) یا کسی کے ساتھ شرکت کا معاملہ کرنے میں مشورہ دینا، (کہ یہ شرکت مناسب نہیں کیونکہ اس بندے میں یہ عیب یا یہ خرابی ہے، جس سے اس شرکت کے معاملے میں نقصان اور شر پہنچے گا) یا کسی کے پاس ودیعت رکھنے میں مشورہ دینا، (کہ یہ شخص بھروسے کے لائق نہیں، اس لیے اس کے پاس ودیعت یعنی امانت نہ رکھو) یا کسی کے ساتھ معاملہ کرنے میں مشورہ دینا، (کہ اس شخص کے ساتھ یہ معاملہ مت کرو، کیونکہ اس بندے میں یہ عیب یا یہ خرابی ہے، جس سے نقصان اور شر پہنچے گا) یا اس کے علاوہ دوسرے امور میں مشورہ دینا۔

دوسری چیز قاضی کے ہاں گواہوں کی جرح کرنا اور حدیث کے راویوں کی جرح کرنا ہے، یہ بالاجماع جائز ہے بلکہ حاجت کی وجہ سے واجب ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ جب کسی طالب علم کو دیکھا جو کسی بدعتی یا فاسق کے پاس آتا جاتا ہے، جو اس سے علم حاصل کرتا ہے اور اسے ڈر ہو کہ اس سے طالب علم کو (علم یا عقیدے کے اعتبار سے) نقصان ہو جائے گا، تو وہ اس طالب علم کو (اس کے استاذ کی) حالت بیان کر کے خیر خواہی کے قصد سے نصیحت کرے، اور اس نصیحت کے بیان کرنے پر اسے حسد یا حقارت نے نہ ابھارا ہو۔

پانچویں غرض:

أن يكون مجاهرا بِفِسْقِهِ، أو بدعته، فَيجوز ذكره بِمَا يُجَاهر بِهِ دون غَيره من الْعُيُوب.

ترجمہ:

کہ کوئی علانیہ طور پر گناہ یا بدعت کرنے والا ہو، تو اس کی ان چیزوں کا ذکر

کرنا جائز ہے، جن کا وہ علانیہ مرتکب ہو نہ کہ اس کے علاوہ عیوب کو ذکر کرنا۔

چھٹی غرض:

التَّعْرِيف: كَأن يكون الرجل مَعْرُوفا بِوَصْف يدل على عيب، كالأعمش، والأعرج، والأصم، والأعور، والأحول، وَغيرهَا، فَهَذِهِ سِتَّة أَسبَاب، وَيلْحق بهَا غَيرهَا مِمَّا يناظرها، ويشابهها، ودلائلها فِي كتب الحَدِيث مَشْهُورَة، وَفِي كتب الْفَنّ مسطورة.

ترجمہ:

کسی کی پہچان کے لیے تعریف کرنا، جیسے کوئی ایسے وصف کے ساتھ معروف (مشہور) ہو جو کسی عیب پر دلالت کرتا ہو، جیسے اعمش، اعرج، اصم، اعور اور احول وغیرہ۔

یہ چھ اسباب ہیں، ان کے ساتھ ان کے علاوہ دیگر اسباب بھی ملائے جا سکتے ہیں جو ان کی طرح ہو اور اس کے مشابہ ہوں، ان کے دلائل کتبِ حدیث میں مشہور ہیں اور فن کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

توضیح وتشریح:

مذکورہ بالا اسباب اور اغراض کے دلائل:

پہلی دلیل:

بخاری اور مسلم کی ایک روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائذنوا له، بئس أخو العشيرة ترجمہ: اس کو (آنے کی) اجازت دے دو

بُرے پڑوسی والا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اہل فساد اور اہل ریب کی غیبت کے جواز کو ثابت کرنے کے لیے بیان کیا ہے۔ [1]

دوسری دلیل:

بخاری ہی کی روایت ہے، اسے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **ما أظن فلانا وفلانا يعرفان من ديننا شيئا** ترجمہ: کہ میرا گمان نہیں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین میں سے کچھ جانتے ہوں۔ [2] اس روایت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان آدمیوں کی نافہمی اور ناسمجھی بیان کرتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے پاس دین کا علم نہ ہو، اس کے متعلق بتا سکتے ہیں کہ اسے کچھ علم نہیں اور یہ ناجائز غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

تیسری دلیل:

بخاری اور مسلم میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اور عرض کیا کہ ابوالجہم اور معاویہ (رضی اللہ عنہما) (دونوں) نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، (یعنی اب کس سے نکاح کروں؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **أما معاوية، فصعلوك لا مال له، وأما أبو الجهم، فلا يضع العصا عن عاتقه** ترجمہ: جہاں تک معاویہ ہے تو وہ ایسا فقیر ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، جبکہ ابوالجہم کی حالت یہ ہے کہ وہ تو لاٹھی اپنے کندھے سے ہٹاتا نہیں۔ [3]

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کی غربت اور فقیری بیان کی، جبکہ دوسرے کی

---

[1] (صحیح البخاری، باب ما یجوز من اغتیاب اهل الفساد والریب، رقم الحدیث: 6054)

[2] (صحیح البخاری، باب ما یکون من الظن، رقم الحدیث: 6067)

[3] (صحیح مسلم، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها، رقم الحدیث: 1480)

ایک قابل مذمت عادت بیان کی، وہ یہ کہ مار پیٹ اس کی عادت ہے، اس وجہ سے ہر وقت لاٹھی لیے پھرتا ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ وأما أبو الجهم فضراب للنساء یعنی ابوالجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے، اس صورت میں یہ فلا یضع العصا عن عاتقه کی تفسیر ہوگی۔ (اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کسی کو نکاح وغیرہ کے معاملات میں مشورہ دیتے وقت کسی کی بُرائی بیان کر سکتے ہیں اور یہ ناجائز غیبت کے زمرے میں نہیں آتا)۔

چوتھی دلیل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے، اور مجھے اور میرے لڑکے کو اتنا مال نہیں دیتا ہے جو میرے اور میرے لڑکے کے لیے کافی ہو، (ہاں وہ مال کافی ہوتا ہے) جب میں اس کے علم میں لائے بغیر لے لیتی ہوں۔ (تو کیا اس طرح کرنا میرے لیے جائز ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف ترجمہ: اچھائی کے ساتھ اتنا لیتی رہو جتنا تیرے لیے اور تیرے بچے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس روایت میں ابوسفیان کی بیوی ہند نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے شوہر کی بُری خصلت بیان کی، جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر نہیں فرمائی، وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں پر وہ مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی، اور مسئلہ پوچھتے وقت یا فتوی طلب کرتے وقت صورتحال کو واضح طور پر بیان کرنے کی وجہ سے اگر غیبت کرنی پڑے، تو یہ ناجائز نہیں ہے۔

❀❀❀

إيقاظ فِي حُدُود الْجرْح الْجَائِز

ایقاظ نمبر 2، جائز جرح کی حدود کے بیان میں

عبارت:

لما كَانَ الْجرْح أمرا صعبا، فَإِن فِيهِ حق الله مَعَ حق الْآدَمِيّ، وَرُبمَا يُورث مَعَ قطع النّظر عَن الضَّرَر فِي الْآخِرَة ضَرَرا فِي الدُّنْيَا من المنافرة، والمقت بَين النَّاس، وإنما جوز للضَّرُورَة الشَّرْعِيَّة، حكمُوا بِأَنَّهُ لَا يجوز الْجرْح بِمَا فَوق الْحَاجة، وَلَا الِاكْتِفَاء على نقل الْجرْح فَقَط فِيمَن وجد فِيهِ الْجرْح وَالتَّعْدِيل كِلَاهُمَا من النقاد، وَلَا جرح من لَا يحْتَاج إلى جرحه، وَمنعُوا من جرح الْعلمَاء الَّذين لَا يحْتَاج إليهم فِي رِوَايَة الأحاديث بِلَا ضَرُورَة شَرْعِيَّة.

ترجمہ:

چونکہ جرح کرنا ایک مشکل کام ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ ساتھ انسان کا حق بھی ہے، اور بسا اوقات آخرت میں ضرر و نقصان کا سبب بننے سے قطع نظر دنیا میں بھی لوگوں کے درمیان نفرت اور ناراضگی جیسے ضرر و نقصان پیدا کر دیتا ہے، جبکہ اس کو شرعی ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے، اس لئے علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حاجت سے زیادہ جرح

کرنا جائز نہیں، اور جس شخص کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی طرف سے جرح وتعدیل دونوں پائے جاتے ہیں اس کے متعلق صرف جرح کے نقل کرنے پر اکتفاء کرنا بھی جائز نہیں۔ ایسے شخص کی جرح کرنا بھی جائز نہیں جس کی جرح کرنے کی کوئی حاجت ہی نہیں، اور ایسے علماء کی جرح کرنے سے منع کیا ہے جن کی طرف بغیر شرعی حاجت کے احادیث کی روایت کرنے میں کوئی احتیاج نہ ہو۔

دلائل اور شواہد:

ولنذكر بعض عِبَارَات الْعلمَاء الدَّالَّة على مَا ذكرنَا.

ترجمہ:

جو باتیں ہم نے ذکر کی ہیں اس سلسلے میں ہم علماء کی بعض عبارات کو (بطور استشہاد کے) ذکر کریں گے جو ان باتوں پر دلالت کرتی ہیں۔

پہلا استشہاد:

قَالَ السخاوي فِي فتح المغيث بشرح ألفية الحَدِيث: لَا يجوز التجريح بشيئين إذا حصل بِوَاحِد، انْتهى.

ترجمہ:

امام سخاوی رحمہ اللہ نے فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث میں فرمایا کہ جب جرح ایک ہی چیز سے حاصل ہوتی ہے تو دو چیزوں کے ذریعے جرح کرنا جائز نہیں۔ (یعنی اگر کسی راوی میں دو یا دو سے زیادہ اسباب جرح موجود ہیں، لیکن ایک سبب کے ذکر کرنے سے اس کی مجروحیت واضح ہوجاتی ہو، تو اب ایک سبب سے زائد اسبابِ جرح ذکر کرنا جائز نہیں)۔

دوسرا استشهاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي ميزَان الِاعْتِدَال: كَذَلِك من تكلم فِيهِ من الْمُتَأَخِّرين لَا أورد مِنْهُم فِي هَذَا الْكتاب الا من تبين ضعفه واتضح امْرهْ إذ الْعُمْدَة فِي زَمَاننَا لَيْسَ على الروَاة بل على الْمُحدثين والمفيدين وَالَّذين عرفت عدالتهم وَصدقهمْ فِي ضبط اسماء السامعين ثمَّ من الْمَعْلُوم انه لَا بُد من صون الرَّاوِي وستره فالحد الْفَاصِل بَين الْمُتَقَدّم والمتأخر هُوَ رَأس سنة ثَلَاث مئة، انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "میزان الاعتدال" میں فرمایا کہ اسی طرح میں اس کتاب میں وہ متاخرین بھی نہیں لاتا، جن کے بارے میں کلام ہوا ہے، سوائے ان کے جن کا ضعف آشکارا اور معاملہ واضح ہو چکا ہو۔ کیونکہ ہمارے زمانے میں اعتماد راویوں پر نہیں، بلکہ محدثین اور مفیدین پر ہے، اوران لوگوں پر ہے جن کی سننے والوں کے اسماء کے ضبط کے متعلق عدالت اورصدق معروف ومشہور ہوچکا ہو۔ پھر یہ بات بھی معلوم ہوچکی ہو کہ راوی کی حفاظت اور اس کی پردہ پوشی بھی ضروری ہے۔ تو متقدم اور متاخر کے درمیان حد فاصل تین سو سال کی انتہاء ہے۔

توضیح وتشریح اور طریقہ استدلال:

(یعنی ابتداء سے تین سو سال تک کے رواۃ متقدمین میں سے شمار کیے جائیں گے، اوراس کے بعد والے متاخرین میں سے شمار ہوں گے، اس عبارت سے اس بات پر

استدلال کرنا مقصود ہے کہ ضرورت کے بغیر یا ضرورت سے زائد جرح کرنا جائز نہیں، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس اصول پر چلتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے راویوں سے بحث نہیں کی جاتی، کیونکہ اب کتابوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، لہٰذا جب اس زمانے کے راویوں سے بحث نہیں کی جاتی، تو ان پر جرح کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جرح وہاں کی جاتی ہے جہاں ضرورت ہو، اگر ضرورت نہ ہو، تو جرح نہیں کی جائے گی۔)

مذکورہ عبارت میں محدثین اور مفیدین کے دو لفظ آئے، انہی سے ملتے جلتے دیگر الفاظ بھی ہیں، ذیل میں ان کی وضاحت کی جائے گی:

المحدث: من تحمل الحديث رواية، واعتنى به دراية بأن يحفظ المتون ويكون عنده علم بالرجال وتواريخهم وجرحهم وتعديلهم.

الحافظ: هو من روى ما يصل إليه، ووعى ما يحتاج إليه أي بأن يكون ما يعلم من الأحاديث والرجال أكثر مما يجهله، وقال بعضهم تحديدا له بالعدد هو من أحاط علمه بمائة ألف حديث.

الحجة: أرفع درجة من الحافظ. وقال بعضهم: هو من حفظ ثلثمائة ألف حديث بأسانيدها.

الحاكم: هو من أحاط علمه بجميع الأحاديث المروية متنا وإسنادا وجرحا وتعديلا وتاريخا وعللا، وغريبا، وناسخا ومنسوخا، وتوفيقا بين ما ظاهره التعارض إلى نحو ذلك.[1]

تیسرا استشہاد:

وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي رِسَالَته "الدوران الفلكي على ابن الكركي"

[1] (الوسيط في علوم ومصطلح الحديث، ص: 20، دار الفكر العربي)

عِنْد ذكر وُجُوه طعنه على معاصره السخاوي: الثَّالِث أنه ألف تَارِيخا ملأهُ بغيبة الْمُسلمين، وَرمى فِيهِ عُلَمَاء الدّين بأشياء أكثرها مِمَّا يكذب فِيهِ، وَيَمِين، فألفت المقامه الَّتِي سميتها "الكاوي فِي تَارِيخ السخاوي" نزهت فِيهَا أعراض النَّاس، وهدمت مَا بناه فِي تَارِيخه إلى الأساس. انْتهى. وَقَالَ السُّيُوطِيّ أيضا فِي رسَالَته "الكاوي فِي تَارِيخ السخاوي": الْغَرَض الآن بَيَان خطئه فِيمَا ثلب بِهِ النَّاس، وكشط مَا ضمنه فِي تَارِيخه بِالْقِيَاسِ، فقد قَامَت الأدلة فِي الْكتاب وَالسّنة على تَحْرِيم احتقار الْمُسلمين، وَالتَّشْدِيد فِي غيبتهم بِمَا هُوَ صدق وَحق فضلا عَمَّا يكذب فِيهِ الْجَارِح وَيَمِين.

ترجمہ:

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''الدوران الفلکی علی ابن الکرکی'' میں اپنے معاصر علامہ سخاوی پر طعن کی وجوہ کے دوران فرمایا کہ ''تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں (یعنی امام سخاوی رحمہ اللہ) نے تاریخ کے متعلق ایک کتاب لکھی جسے انہوں نے مسلمانوں کی غیبت سے بھر دیا، اور اس میں علماء دین کو بہت سی ایسی چیزوں کے ساتھ ذکر کئے جن میں سے اکثر میں جھوٹ بولا اور قسم کھائی۔ تو میں نے ایک مقامہ تالیف کیا جس کا نام میں نے ''الکاوی فی التاریخ السخاوی'' رکھا، میں نے اس میں لوگوں کی عزتوں کو صاف ستھرا کر دیا، اور اس چیز کو گرا دیا جس کو انہوں نے اپنی تاریخ میں بنیاد بنایا تھا۔

اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''الکاوی فی تاریخ السخاوی'' میں یہ بھی فرمایا

کہ ابھی غرض ان کے لوگوں پر عیب وملامت کرنے میں غلطی کو بیان کرنا ہے، اور اس چیز کو ختم کرنا ہے جو انہوں (یعنی امام سخاوی رحمہ اللہ) نے اپنی تاریخ میں قیاس کے ذریعے سے شامل کیا تھا۔ کتاب وسنت میں مسلمانوں کی تحقیر کی حرمت پر، اور جو حق وسچ ہے ان کی غیبت کرنے میں تشدید وسختی کرنے پر بھی ادلہ قائم ہو چکے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ چیزیں جہاں جرح کرنے والا جھوٹ بولے اور قسم کھائے۔

توضیح اور تشریح:

اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے، کہ معتدل علماء نے ان علماء پر رد کیا ہے، جو بلاوجہ کسی پر جرح کرتے ہیں، یا بغیر ثبوت کے دوسروں کی عزت اچھالتے ہیں، جس نے بھی ایسا کیا، علماء امت نے اس پر تنقید کی ہے۔ جیسا کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے امام سخاوی رحمہ اللہ پر رد کیا، کیونکہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے تاریخ کی ایک کتاب لکھی تھی، جس میں رطب ویابس کو جمع کیا تھا، جس پر امام سیوطی رحمہ اللہ نے بطور رد کے ایک کتابچہ تحریر فرمایا۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

فإن قَال: لَا بُد من جرح الروَاة والنقلة، وَذكر الْفَاسِق والمجروح من الحملة. فَالْجَوَاب أولا أن كثيرا مِمَّن جرحهم لَا رِوَايَة لَهُم، فَالْوَاجِب فيهم شرعا أن يسكت عَن جرحهم ويهمله، وَثَانِيا أن الْجرْح إنما جوز فِي الصَّدْر الأول حَيْثُ كَانَ الحَدِيث يُؤْخَذ من صُدُور الاحبار لَا من بطُون الاسفار فاحتيج اليه ضَرُورَة للذب عَن الآثار وَمَعْرِفَة المقبول والمردود من الأحاديث والأخبار، وأما الآن فالعمدة على الْكتب الْمُدَوَّنَة. غَايَة مَا فِي الْبَاب أنهم شرطوا لمن يذكر

الآن في سلسلة الاسناد تصونه وَثُبُوت سَمَاعه يصلح عَلَيْهِ الِاعْتِمَاد، فإذا احْتِيجَ الآن إلى الْكَلَام فِي ذَلِك اكْتفي بِأَن يُقَال: غير مصون أَوْ مَسْتُور، وَبَيَان أن فِي سَمَاعه نوعا من التهور والزور، وأما مثل الأئمة الأعلام ومشايخ الإسلام كالبلقيني والقاياتي والقلقشندي والمناوي، وَمن سلك فِي جوادهم، فأي وَجه لِلْكَلَام فيهم، وَذكر مَا رماهم الشُّعَرَاء أهاجيهم. انْتهى.

ترجمہ:
اگر کسی نے یہ کہا کہ راویوں اور ناقلین کی جرح اور حاملین علم میں سے فاسق اور مجروح کا ذکر کرنا تو ضروری ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو جن کی جرح بیان کی گئی ہے، ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ ان کی کوئی روایت ہی نہیں۔ تو شرعی اعتبار سے ان کی جرح کے متعلق سکوت (یعنی خاموشی) اختیار کر کے انہیں چھوڑ دینا ضروری ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جرح پہلے زمانے میں جائز تھی، جب حدیث علماء کے سینوں سے لی جاتی تھیں، کتابوں سے نہیں لی جاتی تھیں۔ تو اس وقت آثار کی حفاظت کی خاطر اس (جرح) کی ضرورت پیش آئی، اور احادیث اور اخبار میں سے مقبول و مردود کی معرفت کی ضرورت پیش آئی، جبکہ ابھی تو اعتبار اور اعتماد مدون شدہ کتابوں پر ہے۔
زیادہ سے زیادہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ ابھی جن کو اسناد کے سلسلے میں ذکر کیا جاتا ہے، علماء نے ان کے محفوظ ہونے کے لئے اس کے سماع کے ثبوت کی شرط لگائی ہے، ایسے

شخص کی خط کے ذریعے جس پر اعتماد کی جاسکتی ہو۔اب بھی اگر کسی پر کلام کی ضرورت پیش آئے تو اتنا کہنے پر اکتفاء کیا جائے گا کہ یہ غیر محفوظ یا مستور ہے۔اور یہ بیان کرنا کہ اس کے سماع میں کچھ لاپرواہی اور جھوٹ ہے۔ جہاں تک بڑے بڑے ائمہ اور مشائخ الاسلام کی بات ہے جیسے بلقینی، القایاتی، القلقشندی، المناوی اور جوان کے مسلک پر چلے، ان پر کلام کرنے اور شعراء کی ہجو کو ذکر کرنے میں کونسی وجہ ہے۔؟

توضیح اور تشریح:

امام سیوطی رحمہ اللہ کی عبارت یہاں پر ختم ہوئی۔فتامل۔

چوتھا استشہاد:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": وَلذَا تعقب ابْن دَقِيق الْعِيد ابْن السَّمْعَانِيَ فِي ذكره بعض الشُّعَرَاء والقدح فِيهِ بقوله: إِذا لم يضْطَر فِيهِ إِلى الْقدح فِيهِ للرواية لم يجز وَنَحْوه قَول ابْن المرابط قد دونت الاخبار وَمَا بَقِي للتجريح فَائِدَة بل انقطعت على رَأس ارْبَعْ مئة. انْتهى.

ترجمہ:

امام سخاوی رحمہ اللہ نے "فتح المغیث" میں فرمایا کہ ابن السمعانی کا بعض شعراء کا (بطور جرح) تذکرہ کرنے اور ان پر قدح کرنے کی وجہ سے ابن دقیق العید نے ان الفاظ کے ساتھ تعاقب کیا کہ جب ان سے روایت کرنے کی وجہ سے قدح کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو (ان کا تذکرہ کرنا اور جرح بیان کرنا) بھی جائز نہیں۔اسی طرح ابن المرابط کا قول بھی ہے کہ کتابیں مدون ہو چکی ہیں، اب جرح بیان کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی، بلکہ جرح

کرنا چوتھویں صدی کی ابتداء پر منقطع ہو گیا تھا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے اس بات پر استدلال کرنا مقصود ہے کہ جہاں جرح کرنے کی ضرورت نہ ہو، وہاں جرح کرنا جائز نہیں، جیسے شعراء پر جرح کرنے کی ضرورت نہیں، تو ان کی جرح بھی جائز نہیں، اس طرح جب کتابیں مدون ہو گئیں، تو اب کتابوں کے اندر روات سے بحث تو کی جائے گی، لیکن اس کے علاوہ سے بحث کرنے اور ان پر جرح کرنے کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے جرح کرنا جائز نہیں۔)

پانچواں استشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة أبان من يزِيد الْعَطَّار: قد أورده أيضا الْعَلامَة ابْن الْجَوْزِيّ فِي الضُّعَفَاء، وَلم يذكر فِيهِ أقوال من وَثَّقَهُ، وَهَذَا من عُيُوب كِتَابه يسْرد الْجرْح ويسكت عَن التوثيق. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "میزان" میں ابان بن یزید العطار کے حالات میں فرمایا کہ اس کو ابن الجوزی بھی "الضعفاء" میں لائے ہیں، اور اس کے متعلق ان لوگوں کے اقوال ذکر نہیں کیے جنہوں نے اس کی توثیق کی ہے، اور یہ ان کی کتاب کے عیوب میں سے ہے کہ جرح کو ذکر کرتے ہیں اور توثیق سے خاموش رہتے ہیں۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے اس بات پر استدلال کرنا مقصود ہے، کہ جس راوی کے متعلق

جرح اور تعدیل دونوں منقول ہوں، تو وہاں پر جرح نقل کرنے کے ساتھ ساتھ تعدیل بیان کرنا بھی ضروری ہے۔)

تبصرہ از مصنف رحمہ اللہ اور آپ کے بعض معاصرین کی بُری خصلتیں:

قلت: هَذِه النُّصُوص لَعَلَّهَا لم تقرع صماخ أفاضل عصرنا وأماثل دَهْرنَا، فإن شيمتهم أنهم حِين قصدهم بَيَان ضعف رِوَايَة ينقلون من كتب الْجرْح وَالتَّعْدِيل الْجرْح دون التَّعْدِيل، فيوقعون الْعَوام فِي المغلطه لظنهم أن هَذَا الرواي عَار عَن تَعْدِيل الأجلة، وَالْوَاجِب عَلَيْهِم أن ينقلوا الْجرْح وَالتَّعْدِيل كليهمَا، ثمَّ يرجحوا حَسْبَمَا يلوح لَهُم أحدهما، ولعمري تِلْكَ شِيمَة مُحرمَة وخصلة مخرمَة.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ یہ نصوص (عبارات) شاید ہمارے زمانے کے فضلاء وعلماء کے کانوں کو نہیں جھنجھوڑتیں، کیونکہ ان کی عادت یہ ہے کہ کسی روایت کے ضعف کو بیان کرتے وقت کتب جرح وتعدیل میں سے تعدیل کے بغیر صرف جرح نقل کرتے ہیں، اور عوام کو غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں، کیونکہ وہ تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ راوی بڑے بڑے ائمہ کی تعدیل سے خالی ہے، (یعنی کسی نے اس کی توثیق اور تعدیل بیان نہیں کی ہے)۔ جبکہ ان پر جرح وتعدیل دونوں کو نقل کرنا لازم ہے، پھر جیسے انہیں مناسب معلوم ہو جائے ان دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیدیں۔ بخدا یہ حرام عادت اور بے باکی و بے حیائی کی خصلت ہے۔

توضیح وتشریح:

یہاں پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں محمد بن سرین کے حوالے سے ذکر کیا ہے، کہ یہ اپنے بھائی کے ساتھ ظلم ہے کہ تو اس کی اس بُرائی کو ذکر کرے جو آپ جانتے ہیں، اور اس کی بھلائی کو چھپائے رکھے۔ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے حوالے سے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا ایک بہترین قول نقل کیا ہے، جو اس باب میں ایک قاعدہ ہے، کہ ''جب آدمی کی اچھائیاں برائیوں پر غالب ہو جائیں، تو برائیوں کو ذکر نہیں کیا جائے گا۔ اور جب بُرائیاں اچھائیوں پر غالب ہو جائیں، تو اچھائیوں کو ذکر نہیں کیا جائے گا۔

ان علماء وفضلاء کی چند بری خصلتیں ہیں، جنہیں مصنف رحمہ اللہ نے ذیل میں ذکر کی ہیں۔

پہلی بُری خصلت:

وَمن عاداتهم السَّيئَة أيضا: أنهم كلما الفوا سفرا فِي تراجم الْفُضَلَاء ملأوه بِمَا يستنكف عَنهُ النبلاء، فَذكرُوا فِيهِ المعايب والمثالب فِي تَرْجَمَة من هُوَ عِنْدهم من الْمَجْرُوحين المقبوحين وإن كَانَ جَامعا للمفاخر والمناقب، وَهَذَا من أعظم المصائب تفسد بِهِ ظنون الْعَوام، وتسري بِهِ الأوهام فِي الأعلام.

ترجمہ:

ان کی بری عادات میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے جب بھی علماء کے حالات میں کوئی کتاب لکھی تو اس کو ایسی چیزوں سے بھر دیا جس سے شرفاء اور معززین نفرت کرتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک مجروح اور قبیح (یعنی

برے) لوگوں میں سے ہے، اس کے حالات میں انہوں نے صرف عیوب اور لغزشیں ذکر کیں، اگرچہ وہ بہت سے مفاخر و مناقب کے جامع ہوں۔ (یعنی اگرچہ کوئی عالم بہت ہی اچھی صفات کا حامل ہو لیکن ان کے نزدیک مجروح ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کی صرف برائیاں ذکر کیں، اور اچھائیاں ذکر نہیں کی)۔ اور یہ بہت بڑی مصیبتوں میں سے ہے، جس کی وجہ سے عوام کے خیالات خراب ہو جاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے بڑے بڑے علماء کے متعلق (ذہنوں میں) اوہام سرایت کر جاتے ہیں۔

دوسری بُری خصلت:

وَمن عاداتهم الخبيثة: أنهم كلما ناظروا وَاحِدًا من الأفاضل فِي مسالة من الْمَسَائِل توجهوا إلى جرحه بأفعاله الذاتية، وَبَحَثُوا عَن أعماله العرضية وخلطوا ألف كذبات بِصدق وَاحِد، وفتحوا لِسَان الطعْن عَلَيْهِ بِحَيْثُ يتعجب مِنْهُ كل ساجد، وغرضهم مِنْهُ إسكات مخاصمهم بالسب والشتم والنجاة من تعقب مقابلهم بِالتَّعَدِّي وَالظُّلم بِجعْل المناظرة مشاتمة، والمباحثة مخاصمة، وَقد نبهت على قبح هَذِه الْعَادَات بأوضح الْحجَج والبينات فِي رسالتي تذكرة "الراشد برد تبصرة النَّاقِد".

ترجمہ:

ان کی خبیث عادات میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے جب بھی علماء میں سے کسی کے ساتھ مسائل میں سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، تو وہ اس کے

ذاتی افعال کی بنیاد پر جرح کرنے کی طرف متوجہ ہوئے، اور اس کے ذاتی اعمال سے بحث کرنے لگے۔ ایک سچ کے ساتھ ہزار جھوٹ خلط ملط کردئے اور اس پر طعن وتشنیع کی زبان کھولی، جس سے ہر سجدہ کنندہ تعجب کرتا ہے، اس سے ان کی غرض مخاصم (یعنی مدِ مقابل) کو گالم گلوچ کے ذریعے خاموش کرانا ہوتا ہے، اور تعدی وظلم کے ذریعے سے ان کے مدمقابل کے تعاقب سے نجات حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ وہ مناظرہ کو گالم گلوچ بنادیتا ہے، اور مباحثہ کو لڑائی جھگڑا بنادیتا ہے۔ اور میں نے اپنے رسالہ ''تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد'' میں واضح ترین دلائل کے ذریعے سے ان قبیح عادات پر متنبہ کیا ہے۔



إيقاظ فِي شَرط الجَارِح والمعدل

ایقاظ نمبر 3، جرح وتعدیل بیان کرنے والے کی شرائط کے بیان میں

يشْتَرط فِي الجْارِح والمعدل الْعلم، وَالتَّقوى، والورع، والصدق، والتجنب عَن التعصب، وَمَعْرِفَة أسباب الجْرْح والتزكية، وَمن لَيْسَ كَذَلِك لَا يقبل مِنْهُ الجْرْح وَلَا التَّزْكِيَة.

ترجمہ:

جرح کرنے والے اور تعدیل بیان کرنے والے میں علم، تقوی، ورع، سچائی، تعصب سے گریز کرنا اور اسبابِ جرح وتعدیل کی معرفت شرط ہے۔
اور جو اس طرح نہ ہو اس کی نہ جرح قبول کی جائے گی اور نہ تعدیل۔

توضیح اور تشریح:

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے جارح اور معدل کے لیے جو شرائط ذکر کی ہیں، ان کا ثبوت دیگر علماء کی عبارات سے بھی ہوتا ہے، جن میں سے کچھ عبارات کو علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بطور استشہاد کے ذیل میں ذکر کئے ہیں:

پہلا استشہاد:

قَالَ التَّاج السُّبْكِيّ: من لَا يكون عَالما بأسبابهما أي الجْرْح وَالتَّعْدِيل لَا يقبلُونَ مِنْهُ لَا بِإِطْلَاق وَلَا بتقييد. انْتهى.

ترجمہ:

تاج السبکی نے فرمایا کہ جو ان دونوں (یعنی جرح وتعدیل) کے اسباب کا عالم نہ ہو تو اس سے یہ دونوں قبول نہیں کیے جائیں گے، نہ اطلاق کے ساتھ اور نہ کسی قید کے ساتھ۔ (اس عبارت سے جارح اور معدل کے لیے اسباب جرح وتعدیل کا جاننا ضروری ہونے پر استدلال کرنا مقصود ہے)۔

دوسرا استشہاد:

وَقَالَ الْبَدْر بن جمَاعه: من لَا يكون عَالما بالاسباب لَا يقبل مِنْهُ جرح وَلَا تَعْدِيل لَا بالاطلاق وَلَا بالتقييد. انْتهى.

ترجمہ:

بدر بن جماعۃ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو (جرح وتعدیل کے) اسباب کا عالم نہ ہو تو اس سے یہ دونوں قبول نہیں کی جائیں گی، نہ اطلاق کے ساتھ اور نہ کسی قید کے ساتھ۔ (اس عبارت سے بھی اسباب جرح وتعدیل کا علم لازمی معلوم ہوتا ہے)

تیسرا استشہاد:

وَقَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي "شرح نخبته": إن صدر الْجرْح من غير عَارِف باسبابه لم يعْتَبر بِهِ، وَقَالَ أيضا: تقبل التَّزْكِيَة من عَارِف بأسبابها لَا من غير عَارِف، وَيَنْبَغِي أن لَا يقبل الْجرْح إلا من عدل متيقظ. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "نخبہ" کی شرح میں فرمایا کہ اگر جرح اس کے اسباب نہ جاننے والے سے صادر ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ تعدیل اس کے اسباب کے جاننے والے سے قبول کی جائے گی، نہ جاننے والے سے قبول نہیں کی جائے گی، اور یہ ضروری ہے کہ جرح عادل اور بیدار شخص کے علاوہ سے قبول نہ کی جائے۔ (اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرح وتعدیل کی قبولیت کے لیے جارح اور معدل کا اسباب جرح وتعدیل کا جاننا ضروری ہے)

چوتھا استشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة أبي بكر الصّديق من كِتَابه "تذكرة الْحفاظ": حق على الْمُحدث أن يتورع فِيمَا يؤدبه وأن يسأل أهل الْمعرفَة والورع ليعينوه على إيضاح مروياته، وَلَا سَبِيل إلى أن يصير الْعَارِف الَّذِي يُزكي نقلة الاخبار، ويجرحهم جهبذا إلا بإدمان الطّلب والفحص عَن هَذَا الشان وَكَثْرَة المذاكرة والسهر والتيقظ والفهم مَعَ التَّقْوَى وَالدّين المتين والانصاف والتردد إلى الْعلمَاء والاتقان وإلا تفعل

فدع عَنْك الْكِتَابَة لست مِنْهَا وَلَو سودت وَجهك بالمداد

فإن أنست من نَفسك فهما وصدقا ودينا وورعا، وإلا فَلَا تفعل، وإن غلب عَلَيْك الْهوى والعصبية لرأي ولمذهب فبالله لَا تتعب، وإن عرفت أنك مخلط مخبط مهمل لحدود الله فارحنا مِنْك. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں ابوبکر صدیق کے

حالات میں فرمایا ہے کہ محدث پر یہ حق ہے (یعنی لازم ہے) کہ جو وہ ادا کر رہا ہے اس میں ورع سے کام لے، اور اہل معرفت واہل ورع سے پوچھتا رہے تا کہ وہ حضرات اس کی مرویات کی وضاحت میں اس کی مدد کریں۔ وہ عارف جو اخبار (وروایات) کے ناقلین کا تزکیہ (یعنی تعدیل) اور تجریح (یعنی جرح) بیان کرتا ہو، اس کے لئے بڑا عالم بننے کا کوئی راستہ نہیں، مگر تقوی، دین متین، انصاف اور علماء و متقنین کے پاس بار بار آنے جانے کے باوجود ہمیشگی کے ساتھ اس شان کے لوگوں سے طلب اور تحقیق وجستجو کرانا، کثرتِ مذاکرہ، رات کو جاگنا، بیداری اور سمجھ بوجھ کے ساتھ۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر:

تو اپنے سے لکھنا ہٹا دو کیونکہ آپ اس میں سے نہیں

اگرچہ آپ نے اپنا چہرہ سیاہی سے کالا کیا

اگر آپ نے اپنے آپ سے سمجھ، سچائی، دین اور ورع مانوس کرایا (پھر تو صحیح ہے) ورنہ ایسا نہ کر، (یعنی لوگوں کی جرح وتعدیل سے باز آجا)۔ اگر آپ پر کسی رائے یا مذہب کے متعلق خواہش پرستی اور عصبیت غالب ہو تو خدا کے لیے اپنے آپ کو مت تھکاؤ، اگر آپ جانتے ہیں کہ آپ اللہ کی حدود کو خلط ملط کرنے والے، خبط کرنے والے اور بے کار کرانے والے ہو تو ہمیں اپنے آپ سے راحت دلا دیجیے۔ (اس عبارت میں جارح اور معدل کے لیے اسباب جرح وتعدیل کے جاننے کے ساتھ ساتھ متقی اور پرہیزگار ہونے کی شرط کا ذکر ہے، اسی طرح مذہبی تعصب اور خواہش پرستی سے بچنے کو بھی ضروری قرار دیا ہے)

پانچواں استشہاد:

وَفِي "فواتح الرحموت شرح مُسلم الثُّبُوت" لَا بُد للمزاكي أن

يكون عدلا عَارِفًا بأسباب الجَرْح وَالتَّعْدِيل، وأن يكون منصفا ناصحا لَا أن يكون متعصبا ومعجبا بِنَفسِهِ، فإنه لَا اعْتِدَاد بقول المتعصب كَمَا قدح الدَّارَقُطْنِيّ فِي الامام الهمام أبي حنيفَة رَضِي الله عَنهُ بأنه ضَعِيف فِي الحَدِيث وأي شناعة فَوق هَذَا، فإنه إمام ورع تَقِيّ نقي خَائِف من الله، وَله كرامات شهيرة فَبِأَي شَيْء تطرق إليه الضَّعِف، فَتَارَة يَقُولُونَ: إنه كَانَ مشتغلا بالفقه انْظُر بالانصاف أي قبح فِيمَا قَالُوا، بل الْفَقِيه أولى بِأَن يُؤْخَذ الحَدِيث مِنْهُ، وَتارَة يَقُولُونَ: إنه لم يلاق أئمة الحَدِيث إنما أخذ مَا أخذ من حَمَّاد، وَهَذَا أيضا بَاطِل فإنه روى عَن كثير من الائمة كالامام مُحَمَّد الباقر، والاعمش، وَغَيرهمَا مَعَ أن حمادا كَانَ وعَاء للْعلم، فالاخذ مِنْهُ اغناه عَن الأخذ عَن غَيره، وَهَذَا ايضا آيَة على ورعه وَكَمَال تقواه وَعلمه، فإنه لم يكثر الأساتذه لِئَلَّا تتكثر الْحُقُوق فيخاف عَجزه عَن إيفائها، وَتارَة يَقُولُونَ: إنه كَانَ من أصحاب الْقيَاس والرأي، وَكَانَ لَا يعْمل بِالْحَدِيثِ حَتَّى وضع أبي بكر بن أبي شيبَة فِي كِتَابه بَابا للرَّدّ عَلَيْهِ تَرْجَمه بَاب الرَّد على أبي حنيفَة، وَهَذَا أيضا من التعصب كَيفَ وَقد قبل الْمَرَاسِيل، وَقَالَ: مَا جَاءَ عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فبالرأس وَالْعين، وَمَا جَاءَ عَن أصحابه فَلَا أتركه، وَلم يخصص بِالْقِيَاسِ عَام خبر الْوَاحِد

فضلا عَن عَام الْكتاب، وَلم يعْمل بالاخالة والمصالح الْمُرْسلَة، وَالْعجب أنهم طعنوا فِي هَذَا الإمام مَعَ قبولهم الإمام الشَّافِعِي رَحمَه الله، وَقد قَالَ فِي أقوال الصَّحَابَة وَكَيف اتمسك بقول من لَو كنت فِي عصره لحاججته ورد الْمَرَاسِيل وخصص عَام الْكتاب بِالْقِيَاسِ وَعمل بالاخالة، وَهل هَذَا إلا بهت من هَؤُلَاءِ الطاعنين، وَالْحق أن الأقوال الَّتِي صدرت عَنْهُم فِي حق هذا الإمام الْهمام كلهَا صدرت من التعصب لَا تسْتَحق أن يلْتَفت إليها، وَلَا ينطفىء نور الله بأفواههم، فاحفظ وَتثبت. انْتهى.

ترجمہ:

''فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت'' میں ہے کہ تزکیہ کرنے والے (یعنی تعدیل بیان کرانے والے) کے لیے ضروری ہے کہ وہ عادل ہو اسباب جرح وتعدیل کا جاننے والا ہو، اور وہ انصاف کرنے والا خیر خواہ ہو، نہ یہ کہ وہ متعصب اور اپنے آپ سے عجب میں ہو، کیونکہ متعصب شخص کے قول کو شمار نہیں کیا جاتا، جیسا کہ امام دارقطنی نے امام الہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن کیا کہ وہ حدیث میں ضعیف ہے۔ اس سے بڑھ کر کونسی شناعت ہوگی؟ کیونکہ (امام ابوحنیفہ) ایک پرہیزگار، متقی، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے امام ہیں۔ آپ کی بڑی مشہور کرامات ہیں، تو کس چیز کے ذریعے سے آپ رحمہ اللہ میں ضعف سرایت کر گیا؟

کبھی کہتے ہیں کہ (امام صاحب) فقہ میں مشغول تھے۔ انصاف سے دیکھو،

جوانہوں نے کہا اس میں کونسی قباحت ہے بلکہ فقیہ سے حدیث لینا تو سب سے اولی (بہتر بات) ہے۔

کبھی کہتے ہیں کہ آپ ائمہ حدیث سے نہیں ملے اور جو بھی (علم) حاصل کی ہے وہ حماد رحمہ اللہ سے حاصل کی ہے۔ یہ بھی باطل ہے کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے بہت سے ائمہ سے روایت کی ہے، جیسے امام محمد باقر رحمہ اللہ اور اعمش وغیرہ۔ باوجود اس کے کہ حماد علم کا برتن تھے تو ان سے علم حاصل کرنے نے دوسرے لوگوں سے علم حاصل کرنے سے مستغنی کردیا۔ اور یہ بھی آپ رحمہ اللہ کے ورع، کمالِ تقوی اور کمال علم کی نشانی ہے کہ آپ نے اساتذہ کو زیادہ نہیں بنایا تاکہ آپ رحمہ اللہ کے اوپر (اپنے اساتذہ کے) حقوق زیادہ نہ ہوں، پھر وہ ان کے حقوق پورا کرنے سے عاجز رہنے کی وجہ سے ڈرتے تھے۔

کبھی کہتے ہیں کہ آپ اصحاب القیاس واصحاب رائے میں سے تھے، اور حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں آپ رحمہ اللہ کے رد میں ''باب الرد علی ابی حنیفہ'' کے عنوان سے ایک باب قائم کردیا۔ یہ بھی تعصب کی وجہ سے ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ آپ رحمہ اللہ نے مراسیل کو قبول فرمایا، اور فرمایا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہو تو وہ سر آنکھوں پر، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی طرف سے آئے میں اسے نہیں ترک نہیں کروں گا، اور قیاس کے ذریعے سے خبر واحد کی عمومیت کو خاص نہیں کیا، چہ جائیکہ کتاب اللہ کی عمومیت کی تخصیص کرے اور اخالہ اور مصالح مرسلہ پر عمل نہیں کیا۔

تعجب اس پر ہے کہ انہوں نے اس امام پر طعن کیا باوجود اس کے کہ انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو قبول کیا۔ حالانکہ (امام شافعی رحمہ اللہ) نے اقوال صحابہ کے متعلق فرمایا کہ ایسے شخص کے قول سے کیسے دلیل پکڑلوں، جس کے دور میں میں ہوتا تو اس کے ساتھ

مناظرہ کرتا؟ اور مراسیل کو رد کر دیا، کتاب اللہ کے عام کو قیاس کے ذریعے خاص کر دیا، اور خالہ پر عمل کیا۔ یہ ان طعن کرنے والوں کی طرف سے سوائے بہتان کے کچھ نہیں۔

حق بات یہ ہے کہ وہ اقوال جو اس عظیم امام کے بارے میں ان سے صادر ہوئے وہ سب تعصب کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں، وہ اقوال اس کے مستحق نہیں کہ ان کی طرف التفات کیا جائے، اور نہ اللہ تعالیٰ کا نور ان کے منہ کی پھونکوں سے بجھتا ہے۔

لہٰذا اس (تفصیل) کو یاد کرو اور پختہ کرو۔

توضیح اور تشریح:

(اس عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تعصب کے ہوتے ہوئے کسی کی جرح قابل قبول نہیں، یہ جس کتاب کی عبارت پیش کی ہے، یہ بحر العلوم مولانا عبد العلی کی تصنیف ہے، جو کہ ملا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں، یہ وہ ملا نظام الدین ہے، جنہوں نے برصغیر میں درس نظامی کی بنیاد رکھی، انہیں کے نام کی طرف مروجہ درس نظامی منسوب ہے)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر فقہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے جو اعتراض ہوا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے ائمہ کے ہاں فقہاء کی حدیث شیوخ کی حدیث سے اولی ہوتی ہے، چنانچہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الجرح والتعدیل'' میں فرمایا کہ كان حديث الفقهاء احب اليهم من حديث المشيخة. اسی طرح شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''منهاج السنة النبوية'' میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ معرفة الحديث والفقه فيه احب الى من حفظه. ''تدریب الراوی'' میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح اعمش کا قول نقل کیا ہے کہ حديث يتداوله الفقهاء خير من حديث يتداوله الشيوخ.

ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر رد کرنے کے لیے مستقل ایک باب باندھا ہے، شیخ محمد زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ان 125 مسائل پر تفصیلی بحث کی ہے، جو ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ذکر کئے اور ان سب کا مدلل جواب دیا، جس کا نام ہے ''النکت الطریفۃ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبۃ علی ابی حنیفۃ۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حنبلی نے فرمایا کہ ''جس نے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا آپ کے علاوہ دیگر ائمہ کے متعلق یہ گمان کیا کہ یہ ائمہ جان بوجھ کر قیاس وغیرہ کے ذریعے حدیثِ صحیح کی مخالفت کرتے ہیں، تو ان کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ یہ یا تو ان گمان کرنے والوں کا صرف ظن اور گمان ہی ہے یا خواہشات کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ اسی ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرتے ہوئے سفر میں نبیذ سے وضو کرنے کو جائز قرار دیا ہے، حالانکہ قیاس کے خلاف بات ہے۔ اسی طرح نماز میں قہقہہ سے وضو کے ٹوٹ جانے کا حکم حدیث ہی کی وجہ سے دیا ہے، حالانکہ یہ بات خلافِ قیاس ہے۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھی اس بات پر متفق ہیں کہ ابوحنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس اور رائے سے اولیٰ یعنی بہتر ہے۔''

مذکورہ عبارت میں اس بات کا ذکر ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مراسیل قبول کیے اور ''اخالہ'' اور ''مصالح مرسلہ'' پر عمل نہیں کیا، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مراسیل کو ترک کردیا اور اخالہ اور مصالح مرسلہ پر عمل کیا، گویا کہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بہت سی جگہوں پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے احادیث یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اخبار پر عمل کیا، چاہے وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ان کے مقابلے میں قیاس پر عمل نہیں

کیا۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان تمام جگہوں پر مراسیل کو ترک کردیا، اسی طرح اخالہ اور مصالح مرسلہ پر عمل کیا۔

مرسل کی تعریف:

حدیث مرسل وہ حدیث ہے کہ جس میں راوی کا ذکر آخر سند سے حذف کردیا جائے، مثلاً تابعی صحابی کا نام لیے بغیر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔

اخالہ کی تعریف:

اخالہ علت کے مسالک میں سے ایک مسلک ہے، اس کو اخالہ، مصلحہ، استدلال اور رعایۃ المقاصد سے تعبیر کرتے ہیں، اس کے استخراج کو تخریج المناط کہتے ہیں۔

مصالح مرسلہ کی تعریف:

وہ مصلحتیں جو فی الجملہ شارع کے مقاصد میں داخل ہوں لیکن نہ خاص اس مصلحت یا اس نوع کی مصلحت کے معتبر ہونے پر نص وارد ہے، اور نہ ہی نصوص اس کو غیر معتبر قرار دیتی ہیں۔[1]

چھٹا استشهاد:

وَفِي "تنوير الصحيفه بمناقب الامام ابي حنيفَة" لَا تغتر بكلام الخَطِيب فان عِنْده العصبية الزَّائِدَة على جمَاعَة من الْعلمَاء كابي حنيفَة وَاحْمَدْ وَبَعض اصحابه وتحامل عَلَيْهِم بِكُل وَجه وصنف فِيهِ بَعضهم السهْم الْمُصِيب فِي كبد الخَطِيب واما ابْن الْجَوْزِيّ فقد تَابع الخَطِيب وَقد عجب سبطه مِنْهُ حَيْثُ قَالَ فِي مرْآة الزَّمَان وَلَيْسَ العجب من

[1] (قاموس الفقہ: 5/108)

الْخَطِيب فإنه طعن فِي جمَاعَة من الْعلمَاء وانما الْعجب من الْجد كَيفَ سلك اسلوبه وَجَاء بِمَا هُوَ اعظم. انْتهى.

ترجمہ:

''تنویر الصحیفۃ بمناقب الامام ابی حنیفہ'' میں ہے کہ خطیب بغدادی کی بات سے دھوکہ نہ کھاؤ، کیونکہ ان کے ہاں علماء کی ایک جماعت کے متعلق زیادہ عصبیت ہے، جیسا کہ ابوحنیفہ، احمد اور آپ کے بعض ساتھی۔ اور ان پر ہر طریقے سے زیادتی کی۔ اس بارے میں کسی نے ''السھم المصیب فی کبد الخطیب'' (نامی کتاب) تصنیف کی۔ (یعنی خطیب بغدادی کا امام ابوحنیفہ کے ساتھ تعصب کی وجہ سے خطیب بغدادی کے خلاف کتاب لکھی)۔ جہاں تک ابن الجوزی ہے تو انہوں نے بھی خطیب بغدادی کی پیروی کی، چنانچہ آپ کے پوتے نے اس پر تعجب کا اظہار کیا، جیسا کہ ''مرآۃ الزمان'' میں فرمایا کہ خطیب بغدادی پر تو تعجب نہیں کیا جاتا، کیونکہ انہوں نے تو علماء کی پوری ایک جماعت پر طعن کیا، بلکہ تعجب دادا پر ہے کہ کیسے اس (خطیب) کے اسلوب پر چلے، اور ایسی چیزیں لائے جو بہت بڑی ہیں؟ (اس عبارت سے بھی ایسے شخص کی جرح کو رد کرنے کا ذکر ہے جو متعصب ہو، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جارح اور معدل کے لیے تعصب سے احتراز لازمی شرط ہے)۔

تبصرہ از مصنف:

قلت: الْحَاصِل أنه إذا علم بالقرائن المقالية أَوْ الحالية ان الْجَارِح طعن على أُحَدُ بِسَبَب تعصب مِنْهُ عَلَيْهِ لَا يقبل مِنْهُ ذَلِك الْجرْح وإن علم أنه ذُو تعصب على جمع من الأكابر

ارتفع الأمان عَن جرحه وعد من أصحاب القرح وَسَيأتي لهَذَا مزِيد بسط فِي المرصد الرَّابِع ان شَاءَ الله فانتظره مفتشا.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ حاصل یہ ہے کہ جب قرائنِ مقالیہ یا حالیہ سے معلوم ہو جائے کہ جرح کرنے والے نے کسی ایک پر تعصب کے سبب طعن کیا، تو اس سے یہ جرح قبول نہیں کی جائے گی، اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اکابر کی جماعت کے ساتھ تعصب کرنے والا ہے تو اس کی جرح سے امان مرتفع ہو جاتا ہے، اور اسے اصحاب قرح میں سے شمار کیا جائے گا۔ اس کی مزید تفصیل ''المرصد الرابع'' میں آجائے گی، ان شاء اللہ، تفتیش کرتے ہوئے اس کا انتظار کرو۔



المرصد الأول

فِيمَا يقبل من الجرْح وَالتَّعْدِيل وَمَا لَا يقبل مِنْهُمَا وتفصيل الْمُفَسّر والمبهم فيهمَا

پہلا مرصد مقبول اور غیر مقبول جرح وتعدیل اور ان دونوں میں سے مفسر اور مبہم کے بارے میں

عبارت:

إعْلَم أن التَّعْدِيل وَكَذَا الجرْح قد يكون مُفَسّرًا، وَقد يكون مُبْهما، فَالْأول مَا يذكر فِيهِ الْمعدل أَو الْجَارِح السَّبَب، وَالثَّانِي مَا لَا يبين السَّبَب فِيهِ. وَاخْتلفُوا بَعْدَمَا اتَّفقُوا على قبُول الجرْح وَالتَّعْدِيل الْمُفَسّرين بشروطهما الْمَذْكُورَة فِي مَوْضِعه وَقد مر ذكر بَعْضهَا وَسَيَأْتِي ذكر بَعْضهَا فِي قبُول الجرْح الْمُبْهم وَالتَّعْدِيل الْمُبْهم على أَقْوَال.

ترجمہ:

جان لو کہ تعدیل اور اسی طرح جرح کبھی مفسر ہوتی ہے اور کبھی مبہم، اول وہ ہے جس میں معدل یا جارح سبب بیان کرے اور دوم وہ ہے جس میں سبب بیان نہ کرے۔

جرح مفسر اور تعدیل مفسر کا اپنی جگہ ذکر کردہ شرائط کے ساتھ (جن میں سے بعض کا ذکر گزر گیا اور بعض کا ذکر آگے آئے گا) قبولیت پر اتفاق کرنے کے بعد علماء

نے جرح مبہم اور تعدیل مبہم کی قبولیت میں اختلاف کیا ہے، جس میں کئی اقوال ہیں۔
(یعنی اگر جارح اور معدل کے لیے ضروری شرائط پائی جاتی ہوں، ان شرائط کے ہوتے ہوئے کوئی ناقد مبہم جرح اور تعدیل کرے، تو اس کو قبول کیا جائے گا یا نہیں؟ نیز ان کی قبولیت اور عدم قبولیت میں علماء کے کتنے آراء ہیں؟)

پہلا قول اور اس کی دلیل:

أنه يقبل التَّعْدِيل من غير ذكر سَببه لِأن أسبَابه كَثِيرَة فيثقل ذكرهَا فان ذَلِك حوج الْمعدل إِلَى أن يَقُول لَيْسَ يفعل كَذَا وَلَا كَذَا ويعد مَا يجب تَركه وَيفْعل كَذَا وَكَذَا فيعد مَا يجب عَلَيْهِ فعله واما الْجرْح فانه لَا يقبل إِلَّا مُفَسرًا مُبين سَبَب الْجرْح لِأن الْجرْح يحصل بِأَمْر وَاحِد فَلَا يشق ذكره وَلِأن النَّاس مُخْتَلفُونَ فِي أَسبَاب الْجرْح فيطلق أحدهم الْجرْح بِنَاء على مَا اعتقده جرحا وَلَيْسَ الْجرْح فينفس الْأَمر فَلَا بُد من بَيَان سَببه ليظْهر أهو قادح أم لَا، واأمثلته كَثِيرَة ذكرهَا الْخَطِيب الْبَغْدَادِيّ فِي "الْكِفَايَة".

ترجمہ:

پہلا قول یہ ہے کہ تعدیل سبب کے ذکر کیے بغیر قبول کی جائے گی، (اس کی دلیل یہ ہے) کہ اس کے اسباب زیادہ ہیں، جس کا ذکر کرنا بھاری ہوجائے گا۔ جس کی وجہ سے تعدیل بیان کرنے والا اس بات کا محتاج ہوجائے گا کہ وہ یہ کہے کہ "یہ راوی اس طرح نہیں کرتا اور اس طرح نہیں کرتا۔" اور ان چیزوں کو شمار کرتا رہے گا جن چیزوں کا ترک کرنا ضروری ہے۔ (اسی طرح وہ

یہ بھی کہتا رہے گا) کہ ''یہ راوی ایسا کرتا ہے اور ایسا کرتا ہے۔'' لہٰذا وہ ان چیزوں کو بھی گنتا رہے گا جن کا کرنا اس پر ضروری ہے۔ (یعنی راوی کی تمام اچھائیوں کو بیان کرنا پڑے گا اور جن جن برائیوں سے بچتا ہے ان تمام برائیوں کو بیان کرنا پڑے گا، اور یہ بہت مشکل کام ہے، اس لیے تعدیل کی صورت میں سبب بیان کیے بغیر تعدیل قبول کی جائے گی)

جہاں تک جرح کی بات ہے تو وہ سبب جرح بیان کیے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ جرح تو ایک چیز سے بھی حاصل ہو سکتی ہے، پس اس کا ذکر کرنا گراں نہیں ہوتا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ لوگ اسباب جرح میں مختلف ہیں، کیونکہ ایک اپنے اعتقاد کے مطابق کسی چیز پر جرح کا اطلاق کرے گا، جبکہ وہ نفس الامر میں جرح نہیں ہوگی، اس لیے اس کا سبب بیان کرنا ضروری ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ (حقیقت) میں قادح ہے یا نہیں۔ اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں، جنہیں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''الکفایہ'' میں ذکر کی ہیں۔

پہلی مثال:

فَمِنْهَا أنه قيل لشعبه: لم تركت حَدِيث فلَان؟ قَالَ: رَأَيْته يرْكض على برذون فتركته، وَمن الْمَعْلُوم أن هَذَا لَيْسَ بِجرح مُوجب لتركته.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ آپ نے فلاں کی حدیث کیوں چھوڑی؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے برذون پر سواری کرتے ہوئے دیکھا، پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جبکہ یہ بات

معلوم ہے کہ یہ کوئی ایسی جرح نہیں جو اس کے چھوڑنے کا سبب ہو۔

توضیح اور تشریح:

برذون کی جمع براذین ہے، یہ ترکی النسل گھوڑے کو کہتے ہیں، اس کی ضد عراب ہے۔

دوسری مثال:

وَمِنهَا أنه أتَى شُعْبَة المْنْهَال بن عَمْرو فَسمع صَوتا أي صَوت الطنبور من بَيته أو صَوت الْقِرَاءَة بألحان فتَركه.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ المنہال بن عمرو کے پاس آئے، تو شعبہ رحمہ اللہ نے اس کے گھر سے کچھ آواز یعنی رباب کی آواز سنی، یا لحن کے ساتھ قرأت کرنے کی آواز سنی، تو شعبہ رحمہ اللہ نے اسے چھوڑ دیا، (یعنی منہال بن عمرو سے حدیث نہیں لی)۔

توضیح اور تشریح:

کسی کے گھر سے ساز یا رباب کی آواز سننے کی وجہ سے صاحبِ خانہ کو مجروح قرار دیا، حالانکہ اس سے تو یہ لازم نہیں آتا کہ گھر اندر واقعی کوئی ساز بجا رہا ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی برتن یا کسی دوسری شے کی آواز ہو۔

تیسری مثال:

وَمِنهَا أنه سُئِلَ الحكم بن عتيبة لِمَ لم ترو عَن زَاذَان؟ قَالَ: كَانَ كثير الْكَلَام.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ حکم بن عتبہ سے پوچھا گیا کہ آپ

زاذان سے کیوں روایت نہیں کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ زیادہ باتیں کرنے والا تھا۔

توضیح اور تشریح:

تو کثیر الکلام شخص سے روایت اس لیے نہیں لی، کیونکہ کثیر الکلام شخص کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں، اور جس شخص کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں، وہ عادل نہیں رہ سکتا۔ لیکن سب کچھ احتمالات ہیں، اور احتمال کی وجہ سے کسی پر جرح کا حکم نہیں لگا سکتے۔

چوتھی مثال:

وَمِنْهَا أنه رأى جرير سماك بن حَرْب يَبُول قَائِما فتركه.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ جریر نے سماک بن حرب کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا، تو اسے چھوڑ دیا۔

توضیح اور تشریح:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اگرچہ مروت کے خلاف ہے، لیکن کیا پتہ کہ اس نے اس طرح کیوں کیا؟ ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف ہو، جس کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے عمل سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے، کہ عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی کوئی سبب جرح نہیں ہو سکتا۔

پانچویں مثال:

وَمِنْهَا أن الْقَائِلين بِكَوْن الْعَمَل جُزْءا من الْإِيمَان كَانُوا يطلقون على من أنكر ذَلِك وهم أهل الْكُوفَة غَالِبا الإرجاء، ويتركون الرِّوَايَة عَنْهُم، وَكَانُوا لَا يقبلُونَ شَهَادَتهم، وَهَذَا

لَيْسَ بجرح بِمُوجب لتركهم.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ عمل کا جزء ایمان ہونے کے قائلین اس کے منکرین پر ارجاء کا اطلاق کرتے تھے جو کہ اکثر اہل کوفہ تھے، اور ان سے روایت نقل کرنے کو ترک کرتے تھے، اور ان کی گواہی قبول نہیں کرتے تھے، حالانکہ یہ ایسی جرح نہیں جو ترک کا سبب ہو۔

توضیح اور تشریح:

احناف رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی پوری تفصیل کتاب کے آخر میں ایقاظ نمبر 22 میں آئے گی۔

چھٹی مثال:

وَمِنْهَا أن كثير مِنهُم يُطلق على أبي حنيفَة وَغيرهم من أهل الْكُوفَة أَصْحَاب الرَّأْي، وَلَا يلتفتون إِلَى رواياتهم، وَهُوَ أمر بَاطِل عِنْد غَيرهم ونظائره كَثِيرَة.

ترجمہ:

ان مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان (محدثین) میں سے بہت سے لوگ کوفہ والوں میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ پر اصحاب الرائے کا اطلاق کرتے ہیں، اور ان کی روایات کی طرف التفات نہیں کرتے، جبکہ یہ دیگر لوگوں کے ہاں ایک باطل امر ہے۔ اور اس کے نظائر زیادہ ہیں۔

دوسرا قول اور اس کی دلیل:

الْقَوْل الثَّانِي عكس الْقَوْل الأول: وَهُوَ أنه يجب بَيَان سَبَب

الْعَدَالَة، وَلَا يجب بَيَان أسبَاب الْجرْح لِأَن أسبَاب الْعَدَالَة يكثر التصنع فِيهَا وَيجب بَيَانهَا بِخِلَاف أسبَاب الْجرْح.

ترجمہ:

دوسرا قول پہلے قول کے برعکس ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عدالت کا سبب بیان کرنا لازمی ہے، اور جرح کے اسباب بیان کرنا واجب نہیں، (اس کی دلیل یہ ہے) کہ اسباب عدالت میں بناوٹ زیادہ ہوتی ہے اس لیے اس کا بیان کرنا لازمی ہے، بخلاف اسباب جرح کے۔

تیسرا قول:

القَوْل الثَّالِث: أنه لَا بُد من ذكر سَبَب الْجرْح وَالْعَدَالَة كليهمَا.

ترجمہ:

تیسرا قول یہ ہے کہ سببِ جرح وعدالت دونوں کا ذکر کرنا لازمی ہے۔

چوتھا قول:

القَوْل الرَّابِع: عَكسه وَهُوَ أنه لَا يجب بَيَان سَبَب كل مِنْهُمَا إِذا كَانَ الْجَارِح والمعدل عَارِفًا بَصيرًا بأسبابهما.

ترجمہ:

چوتھا قول اس (تیسرے قول) کا برعکس ہے، اور وہ یہ ہے کہ جب جارح اور معدل ان دونوں (یعنی جرح وتعدیل) کے اسباب کو جاننے والا اور بصیرت والا ہو، تو ان دونوں میں سے کسی کا سبب بیان کرنا لازمی نہیں ہے۔

علامہ ابن صلاح کا رجحان اور وجہ رجحان:

وَقد اكْتفى ابْن الصّلاح فِي "مقدمته" على القَوْل الأول من

هَذِه الْأَقْوَال، وَقَالَ: ذكر الْخَطِيب الْحَافِظ أنه مَذْهَب الْأَئمة من حفاظ الحَدِيث، ونقاده مثل البُخَارِيّ وَمُسلم وَلذَلِك احْتج البُخَارِيّ بِجَمَاعَة سبق من غَيره الْجرْح فِيهَا كعكرمة مولى ابْن عَبَّاس وكإسماعيل بن أبي أويس وَعَاصِم بن عَليّ وَعَمْرو بن مَرْزُوق وَغَيرهم وَاحْتج مُسلم سُوَيْد بن سعيد وَجَمَاعَة اشْتهر الطعْن فيهم وَهَكَذَا فعل أَبُو دَاوُد السجسْتانِي وَذَلِكَ دَال على أنهم ذَهَبُوا إِلَى أن الْجرْح لَا يثبت إِلَّا إِذا فسر سَبَبه.

ترجمہ:

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں ان اقوال میں سے پہلے قول پر اکتفاء کیا، (یعنی علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ کا رجحان پہلے قول کی طرف ہے) اور (وجہ رجحان کے طور پر) فرمایا کہ حافظ خطیب نے ذکر کیا ہے کہ یہ حفاظ الحدیث اور نقاد الحدیث میں سے بخاری اور مسلم جیسے ائمہ کا مذہب ہے، اس لیے امام بخاری نے ایک ایسی جماعت سے دلیل پکڑی ہے جن پر دوسروں کی طرف سے جرح ہوئی ہے، جیسے عکرمہ مولی ابن عباس، اسماعیل بن ابی اویس، عاصم بن علی، عمرو بن مرزوق وغیرہ۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے سوید بن سعید اور ایک ایسی جماعت سے دلیل پکڑی ہے جن پر لوگوں کا طعن کرنا مشہور ہو چکا۔ اسی طرح امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ نے بھی کیا۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جرح سبب کی وضاحت کیے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی۔

چاروں اقوال کے قائلین، قولِ صحیح کا تعین اور دوسرے قول کا قاضی ابوبکر کی طرف انتساب کے متعلق علامہ عراقی رحمہ اللہ کی توضیح:

وَقَالَ الزين الْعِرَاقِيّ فِي شرح ألفيته فِي القَوْل الأول: إنه الصَّحِيح الْمَشْهُور، انْتهى. وَفِي القَوْل الثَّانِي: حَكَاهُ صَاحب الْمَحْصُول وَغَيره، وَنَقله إِمَام الْحَرَمَيْنِ فِي الْبُرْهَان وَالْغَزالِيّ فِي المنخول تبعا لَهُ عَن القَاضِي أبي بكر، وَالظَّاهِر أنه وهم مِنْهُمَا، وَالْمَعْرُوف عَنهُ أنه لَا يجب ذكر أسبابهما، انْتهى. وَفِي القَوْل الثَّالِث: حَكَاهُ الْخَطِيب والأصوليون، انْتهى. وَفِي القَوْل الرَّابِع: هُوَ اخْتِيَار القَاضِي أبي بكر، وَنَقله عَن الْجُمْهُور، فَقَالَ: قَالَ الْجُمْهُور من أهل الْعلم: إِذا جرح من لَا يعرف الْجرْح يجب الْكَشْف عَن ذَلِك، وَلم يوجبوا ذَلِك على أهل الْعلم بِهَذَا الشَّأْن قَالَ: وَالَّذِي يُقَوي عندنَا ترك الْكَشْف عَن ذَلِك إِذا كَانَ الْجَارِح عَالما كَمَا لَا يجب استفسار الْمعدل عَمَّا بِهِ صار عِنْده الْمُزَكي عدلا، إِلَى أخر كَلَامه.

ترجمہ:

زین عراقی نے اپنی ''شرح الفیہ'' میں پہلے قول کے متعلق لکھا ہے کہ یہی صحیح اور مشہور ہے۔ اور دوسرے قول کے متعلق فرمایا کہ اس کو صاحب ''المحصول'' وغیرہ نے حکایت کیا ہے، اور امام الحرمین نے ''البرہان'' میں اور امام غزالی رحمہ اللہ نے ''المنخول'' میں (صاحب المحصول) کی تابع داری کرتے ہوئے قاضی ابوبکر سے نقل کیا ہے۔

اور تیسرے قول کے متعلق فرمایا کہ اس کو خطیب اور اصولیین نے حکایت کیا ہے۔

اور چوتھے قول کے متعلق فرمایا کہ یہ قاضی ابوبکر کا پسندیدہ ہے، اور اسے جمہور سے نقل کیا ہے۔ جمہور اہل علم نے فرمایا کہ جب ایسا بندہ جرح کرے جو جرح جانتا نہ ہو تو اس کی وضاحت ضروری ہے، اور یہ کام اس شان والے اہل علم پر لازم نہیں کیا ہے۔ (یعنی اگر جرح نہ جاننے والا ہو پھر تو کشف وتوضیح ضروری ہے لیکن اگر جرح جانتا ہو تو پھر اس کی توضیح لازمی نہیں)۔ اور فرمایا کہ جو بات ہمارے نزدیک مضبوط ہے وہ یہ ہے کہ جب جارح عالم (یعنی جاننے والا) ہو تو اس کی جرح کی توضیح اور کشف ترک کی جائے گی، جس طرح معدل سے اس چیز کے متعلق استفسار کرنا لازمی نہیں جس کے ذریعے سے اس نے مزکی کی تزکیہ اور تعدیل بیان کی۔ (یعنی جس طرح تعدیل بیان کرنے والے سے کسی کی کچھ وجوہات کی بناء پر تعدیل بیان کرنے کے سبب ان وجوہات کے متعلق نہیں پوچھا جاتا، اسی طرح اگر کسی جارح نے کسی کی جرح بیان کی ہو اور وہ جرح کا علم رکھتا ہو تو اس جرح کرنے کی وجہ پوچھنا لازمی نہیں)۔

دوسرے قول کا قاضی ابوبکر کی طرف انتساب میں تضاد اور اس کی مزید وضاحت:

وَمِمَّنْ حَكَاهُ عَنَ القَاضِي أَبِي بكر الْغَزالِيّ فِي الْمُسْتَصْفى خلاف مَا حَكَاهُ عَنهُ فِي المنخول وَمَا ذكر عَنهُ فِي الْمُسْتَصْفى هُوَ الَّذِي حَكَاهُ صَاحب الْمَحْصُول والامدي وَهُوَ الْمَعْرُوف عَنَ القَاضِي كَمَا رَوَاهُ الْخَطِيب فِي الْكِفَايَة، انْتهى.

ترجمہ:

قاضی ابوبکر رحمہ اللہ سے جن لوگوں نے جو قول نقل کیا ہے ان میں سے امام غزالی رحمہ اللہ نے "مستصفی" کے اندر جو قول نقل کیا ہے وہ اس کے برخلاف

ہے جوانہوں نے ''المنخول'' میں قاضی ابوبکر سے نقل کیا ہے، اس کی حکایت صاحب محصول اور آمدی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے اور یہی قاضی ابوبکر کا مشہور قول ہے جیسا کہ خطیب رحمہ اللہ نے ''الکفایہ'' میں روایت کیا ہے۔

چاروں اقوال کا انتساب اور قول صحیح کی تعین کے متعلق مزید مؤیدات:

پہلی تائید اور استشہاد:

وَاكْتفى النَّوَوِيّ أَيْضا فِي التَّقْرِيب على الأول، وَقَالَ: هُوَ الصَّحِيح انْتهى. وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي شَرحه التدريب: وَمُقَابل الصَّحِيح أَقْوَال، ثمَّ ذكر الْأَقْوَال السَّابِقَة. وَقَالَ فِي القَوْل الثَّانِي: نَقله إِمَام الْحَرَمَيْنِ وَالْغَزالِيّ والرازي فِي الْمَحْصُول، انْتهى. وَفِي القَوْل الثَّالِث: حَكَاهُ الْخَطِيب والاصوليون، انْتهى. وَفِي القَوْل الرَّابِع: هَذَا اخْتِيَار القَاضِي أبي بكر، وَنَقله عَن الْجُمْهُور، وَاخْتَارَهُ الْغَزالِيّ والرازي والخطيب، وَصَححهُ أَبُو الْفضل الْعِرَاقِيّ والبلقيني فِي محَاسِن الِاصْطِلَاح، انْتهى.

ترجمہ:

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ''التقریب'' میں پہلے قول پر اکتفاء کیا، اور فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی شرح ''التدریب'' میں فرمایا کہ صحیح (قول) کے مقابلے میں کئی اقوال ہیں، پھر گزشتہ تین اقوال ذکر کیے۔ دوسرے قول کے متعلق فرمایا کہ اس کو امام الحرمین، غزالی رحمہ اللہ اور رازی نے ''المحصول'' میں نقل کیا ہے۔ تیسرے قول کے متعلق فرمایا کہ اس کو خطیب اور اصولیین نے حکایت کیا۔ اور چوتھے قول کے متعلق فرمایا کہ یہ

قاضی ابوبکر کا پسندیدہ (قول) ہے، اسے جمہور سے نقل کیا، اور اسے غزالی، رازی اور خطیب نے پسند کیا، اور ابوالفضل عراقی اور بلقینی نے ''محاسن الاصطلاح'' میں اس کی تصحیح کی۔

دوسری تائید اور استشہاد:

وَقَالَ الْبَدْر بن جمَاعَة فِي مُخْتَصره عِنْد ذكر القَوْل الأول: هَذَا هُوَ الصَّحِيح الْمُخْتَار فيهمَا، وَبِه قَالَ الشَّافِعِي، انْتهى.

ترجمہ:

بدر بن جماعہ نے اپنی ''مختصر'' میں پہلے قول کے ذکر کرتے وقت فرمایا کہ ان دونوں میں یہی صحیح اور پسندیدہ ہے، اور یہی بات امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے۔

تیسری تائید اور استشہاد:

وَقَالَ الطّيبِي فِي خلاصته فِي حق القَوْل الأول: على الصَّحِيح الْمَشْهُور، انْتهى.

ترجمہ:

طیبی نے اپنے ''خلاصہ'' میں پہلے قول کے حق میں فرمایا کہ یہ قول صحت اور شہرت پر مبنی ہے۔

چوتھی تائید اور استشہاد:

وَفِي "إمعان النّظر بشرح شرح نخبة الْفِكر": أَكثر الْحفاظ على قبُول التَّعْدِيل بِلَا سَبَب وَعدم قبُول الْجرْح إِلَّا بِذكر السَّبَب، انْتهى.

ترجمہ:

''امعان النظر بشرح شرح نخبۃ الفکر'' میں ہے کہ اکثر حفاظ تعدیل کو بغیر سبب کے قبول کرنے اور جرح کو بغیر سبب کے ذکر کیے قبول نہ کرنے پر (متفق) ہیں۔

پانچویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "شرح شرح النخبة لعَلي الْقَارِئ": التجريح لَا يقبل مَا لم يبين وَجهه بِخِلَاف التَّعْدِيل فإنه يَكْفِي فِيهِ أن يَقُول: عدل أو ثِقَة مثلا، انْتهى.

ترجمہ:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ''شرح شرح نخبہ'' میں ہے کہ جرح تب تک قبول نہیں کی جائے گی، جب تک اس کی وجہ بیان نہ کی جائے، برخلاف تعدیل کے، کیونکہ اس میں مثال کے طور پر ''عدل'' یا ''ثقہ'' کہنا بھی کافی ہے۔

چھٹی تائید اور استشہاد:

وَفِي "شرح الْإِلْمَام بِأَحَادِيث الْأَحْكَام لِابْنِ دَقِيق الْعِيد" بعد أن يوثق الراوي من جِهَة المزكين قد يكون الْجرْح مُبْهما فِيهِ غير مُفَسّر وَمُقْتَضى قَوَاعِد الأصول عِنْد أهله أنه لايقبل الْجرْح إلا مُفَسرًا، انْتهى.

ترجمہ:

ابن دقیق العید کی ''شرح الالمام باحادیث الاحکام'' میں ہے کہ تعدیل بیان کرنے والوں کی طرف سے راوی کی توثیق کے بعد کبھی کبھار جرح مبہم غیر

مفسر ہوتی ہے، اور اہلِ اصول کے ہاں اصول کے قواعد کا مقتضی یہ ہے کہ جرح مفسر ہی قبول کی جائے گی، (اس کے علاوہ غیر مفسر قبول نہ کی جائے گی)۔

ساتویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "شرح صَحِيح مُسلم للنووي": لَا يقبل الجَرْح إلا مُفَسرًا مُبين السَّبَب، انْتهى.

ترجمہ:

امام نووی رحمہ اللہ کی ''شرح صحیح مسلم'' میں ہے کہ جرح، مفسر و واضح سبب کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔

آٹھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "كشف الأسرار شرح أصول البزدوي": أما الطعْن من أئمة الحَدِيث فَلَا يقبل مُجملا أي مُبْهما بِأَن يَقُول: هَذَا الحَدِيث غير ثَابت اَوْ مُنكر اَوْ فلَان مَتْرُوك الحَدِيث اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ مَجْرُوح اَوْ لَيْسَ بِعدْل من غير أن يذكر سَبَب الطعْن، وَهُوَ مَذْهَب عَامَّة الْفُقَهَاء والمحدثين. انْتهى.

ترجمہ:

''کشف الاسرار شرح اصول البزدوی'' میں ہے کہ ائمہ حدیث کی جانب سے اگر طعن ہو تو اسے مجملاً یعنی مبہم قبول نہیں کیا جائے گا، کہ وہ سبب طعن بیان کیے بغیر یہ کہے کہ ''ھذا الحدیث غیر ثابت'' یا ''منکر'' یا ''فلاں متروک الحدیث'' یا ''ذاھب الحدیث'' یا ''مجروح'' یا ''لیس بعدل''، یہی عام فقہاء اور محدثین کا مذہب ہے۔

توضیح اور تشریح:

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "کشف الاسرار" کے اندر مذکورہ اطلاق درست نہیں، کیونکہ اگر کسی ناقد اور حدیث وعلوم حدیث میں بصیرت رکھنے والے عالم نے یہ کہا کہ "ھذا الحدیث غیر ثابت یا حدیث منکر، یا فلان متروک الحدیث" تو وہ قابل قبول ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے "اختصار علوم الحدیث" میں فرمایا۔

نوویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "تَحْرِير الأصول لِابْنِ همام": أكثر الْفُقَهَاء وَمِنْهُم الْحَنَفِيَّة والمحدثين على أنه لايقبل الْجَرْح إلا مُبينًا لَا التَّعْدِيل، وَقيل: بِقَلْبِه، وَقيل: فيهمَا وقيل: لا فيهما. انْتهى.

ترجمہ:

علامہ ابن الہمام کی "تحریر الاصول" میں ہے کہ اکثر فقہاء (جن میں سے حنفیہ بھی ہیں) اور محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ جرح قبول نہیں کی جائے گی مگر واضح، نہ کہ تعدیل، (یعنی جرح واضح ہوگی اور تعدیل کا واضح ہونا ضروری نہیں)۔ اور ایک قول اس کے برعکس ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں میں وضاحت ہوگی، اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں میں وضاحت نہ ہوگی۔

توضیح اور تشریح:

یعنی تین قول ہیں، پہلا قول یہ ہے کہ جرح مبین اور تعدیل غیر مبین قابل قبول ہے، دوسرا قول اس کے برعکس ہے یعنی جرح غیر مبین اور تعدیل مبین قابل قبول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جرح وتعدیل دونوں کا مبین ہونا ضروری ہے، لیکن ان تینوں اقوال میں سے پہلا قول راجح ہے۔

دسویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "الْمنَار" وَشَرحه "فتح الْغفار": الطعْن الْمُبْهم من أئمة الحَدِيث بَأن يَقُول: هَذَا الحَدِيث غير ثَابت أَوْ مُنكر أَوْ مَجْرُوح أَوْ راوِيه مَتْرُوك الحَدِيث أَوْ غير الْعدْل لايجرح الرَّاوِي، فَلَا يقبل إلا إذا وَقع مُفَسرًا بِمَا هُوَ الْجرْح مُتَّفق عَلَيْهِ. انْتهى.

ترجمہ:

"المنار" اور اس کی شرح "فتح الغفار" میں ہے کہ ائمہ حدیث کی جانب سے مبہم طعن راوی کو مجروح نہیں کرتا، بایں طور کہ وہ کہے کہ "هذا الحديث غير ثابت" یا "منکر" یا "مجروح" یا "راویہ متروک الحدیث" یا "غیر العدل"۔ پس اس کو قبول نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ ایسی مفسر (یعنی واضح جرح) واقع ہو جائے جو کہ متفق علیہ جرح ہو۔

گیارھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "شرح مُخْتَصر الْمنَار" لِابْنِ قطلوبغا: لَا يسمع الْجرْح فِي الرَّاوِي إلا مُفَسرًا بِمَا هُوَ قَادِح. انْتهى.

ترجمہ:

علامہ ابن قطلوبغا کی "شرح مختصر المنار" میں ہے کہ راوی کے متعلق جرح کی سماعت نہیں کی جائے گی، مگر یہ کہ وہ ایسی مفسر ہو جو قادح ہو۔

بارھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "شرح الْمنَار" لِابْنِ الْملك: قَالَ بعض الْعلمَاء: الطعْن

الْمُبْهم يكون جرحا لِأَن التَّعْدِيل الْمُطلق مَقْبُول، فَكَذَا الْجرْح، قُلْنَا: أَسبَاب التَّعْدِيل غير منضبطة، وَالْجرْح لَيْسَ كَذَلِك. انْتهى.

ترجمہ:

ابن الملک کی ''شرح المنار'' میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا کہ مبہم طعن ایک قسم کی جرح ہے، کیونکہ مطلق تعدیل مقبول ہے، اس طرح جرح بھی مقبول ہے، ہم کہتے ہیں کہ تعدیل کے اسباب غیر منضبط ہیں جبکہ جرح ایسی نہیں ہے۔ (یعنی جرح کے اسباب بیان کرنا سہل ہے اور تعدیل کے اسباب بیان کرنا مشکل ہے)۔

تیرھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "الامتاع باحكام السماع": من ذَلِك قَوْلهم: فلَان ضَعِيف، وَلَا يبينون وَجه الضعْف، فَهُوَ جرح مُطلق، وَفِيه خلاف وتفصيل ذَكرْنَاهُ فِي الأصول، والأولى ألا يقبل من متأخري الْمُحدثين؛ لأنهم يجرحون بِمَا لَا يكون جرحا، وَمن ذَلِك قَوْلهم: فلَان سيء الْحِفْظ، وَلَيْسَ بِالْحَافِظِ لَا يكون جرحا مُطلقًا بل ينظر إِلَى حَال المحدث والْحَدِيث. انْتهى.

ترجمہ:

''الامتاع باحکام السماع'' میں ہے کہ ان مثالوں میں سے ان ائمہ جرح تعدیل کا یہ کہنا ہے کہ ''فلاں ضعیف'' یعنی فلاں ضعیف ہے جبکہ ضعف کی وجہ بیان نہیں کرتے، تو یہ جرح مطلق ہے، اس میں اختلاف اور تفصیل

ہے، جسے ہم نے اصول میں ذکر کیا۔ بہتر یہ ہے کہ متاخرین محدثین سے قبول نہ کیا جائے، کیونکہ وہ ایسی چیزوں کی بنیاد پر جرح کرتے ہیں جو کہ جرح نہیں ہوتی۔ انہی مثالوں میں سے ان کا یہ کہنا کہ ”فلاں سیئ الحفظ“ اور ”لیس بالحافظ“ یہ کوئی جرح مطلق نہیں ہے، بلکہ محدث اور حدیث کی حالت کو دیکھا جائے گا۔

چودھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "التَّحْقِيق شرح الْمُنْتَخب الحسامي" إن طعن طَعنا مُبْهما لَا يقبل كَمَا لَا يقبل فِي الشَّهَادَة، وَكَذَا إذا كَانَ مُفَسرًا بأمر مُجْتَهد فِيهِ، وَكَذَا إذا كَانَ مُفَسرًا بِمَا يُوجب الْجرْح بالِاتِّفَاقِ، وَلَكِن الطاعن مَعْرُوف بالتعصب أَوْ مُتَّهم فِيهِ. انْتهى.

ترجمہ:

”التحقیق شرح المنتخب الحسامی“ میں ہے کہ اگر کوئی مبہم طعن کرے تو قبول نہ کی جائے گی، جیسا کہ گواہی میں قبول نہیں کی جاتی، اسی طرح اگر کسی مجتہد فیہ امر کی وجہ سے مفسر جرح ہو، (تب بھی قبول نہیں کی جائے گی)، اور اسی طرح اگر کسی ایسی چیز کے ذریعے سے مفسر جرح ہو جو کہ بالاتفاق جرح کا سبب ہو، لیکن طعن کرنے والا تعصب کرنے میں مشہور یا متہم ہو، (تب بھی جرح قبول نہیں کی جائے گی)۔

پندرھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "التبيين شرح الْمُنْتَخب الحسامي": إن كَانَ الإنكار من أئمة الحَدِيث فَلَا يَخْلُو إما أن يكون الإنكار والطعن

مُبْهما بَأن قَالَ: مطعون اَوْ مَجْرُوح اَوْ مُفَسرًا فإن كَانَ مُبْهما فَلَا يكون مَقْبُولًا. انْتهى.

ترجمہ:

اسی طرح ''التبیین شرح المنتخب الحسامی'' میں ہے کہ اگر انکار ائمہ حدیث کی جانب سے ہو تو یہ (دو حال سے) خالی نہیں، یا تو انکار اور طعن مبہم ہوگا اس طور پر کہ اس نے کہا کہ ''مطعون'' یا ''مجروح'' یا مفسر (یعنی واضح) ہوگا اگر وہ مبہم تھا تو وہ قابل قبول نہیں۔

سولہویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "التَّوْضِيح شرح التَّنْقِيح": فإن كَانَ الطعْن مُجملا لَا يقبل، وإذا كَانَ مُفَسرًا بِمَا هُوَ جرح- شرعا- مُتَّفق عَلَيْهِ والطاعن من أهل النَّصِيحَة لَا من أهل الْعَدَاوَة والعصبية: يكون جرحا، وَإِلَّا فَلَا. انْتهى.

ترجمہ:

''التوضیح شرح التنقیح'' میں ہے کہ اگر طعن اجمالی ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر جرح مفسر ہو اور تفسیر ایسے سب کی وجہ سے ہو جو کہ شرعی اعتبار سے متفقہ طور پر جرح ہے، اور طعن کرنے والا بھی خیر خواہی کرنے والوں میں سے ہے نہ کہ دشمنی کرنے والوں اور عصبیت والوں میں سے، تو جرح شمار ہوگی ورنہ نہیں۔

سترھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "البناية شرح الْهِدَايَة" فِي بحث شعر الميته: الْجرْح الْمُبْهم

غير الْقبُول عِنْد الحذاق من الأصولين. انْتهى. وَفِيه أيضاً فِي بحث سُؤر الْكَلْب نقلا عَن تَجْرِيد الْقَدُورِيّ: الجرْح الْمُبْهم غير مُعْتَبر. انْتهى.

ترجمہ:

"البنایۃ شرح الھدایۃ" میں مردار کے بالوں کی بحث میں ہے کہ اصولیین میں سے ماہرین کے نزدیک جرح مبہم غیرِ مقبول ہے۔ اور اسی ہی میں "تجرید القدوری" سے نقل کرتے ہوئے کتے کے جوٹھے کی بحث میں ہے کہ جرح مبہم غیر معتبر ہے۔

آٹھارھویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "الأصول مرْآة شرح مرقاة الْوُصُول": إن كَانَ الطاعن من أهل الحدِيث فمجمله نَحْو إن الحدِيث غير ثَابت اَوْ مَجْرُوح اَوْ مَتْرُوك او راوِيه غير عدل: لَا يقبل، ومفسره بِمَا اتّفق على كَونه جرحا- شرعا- والطاعن نَاصح: جرح، وَإِلَّا: فَلَا. انْتهى.

ترجمہ:

"مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول" میں ہے کہ اگر طعن کرنے والا محدثین میں سے ہو، تو اس کی اجمالی (جرح) قبول نہیں کی جائے گی، جیسے "ان الحدیث غیر ثابت" یا "مجروح" یا "متروک" یا "راویہ غیر عدل۔" اور جو اس کی مفسر (جرح) ہو، اس طور پر کہ وہ ایسی چیز کی وجہ سے ہو جس کے شرعاً جرح ہونے پر اتفاق ہو چکا ہو، اور طعن کرنے والا بھی خیر خواہ ہو، تو جرح قبول کی جائے گی، ورنہ نہیں۔

انیسویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "فتح الْبَاقِي بشرح ألفية الْعِرَاقِيّ" عِنْد ذكر القول الأول من الْأَقْوَال الْأَرْبَعَة: قَالَ ابْن الصّلاح: إِنَّه ظَاهر مُقَرر فِي الْفِقْه، وأصوله، وَقَالَ الْخَطِيب: إِنَّه الصَّوَاب عندنَا. انْتهى.

وَعند القَوْل الرَّابِع: اخْتَارَهُ القَاضِي أَبُو بكر الباقلاني، وَنَقله عَن الْجُمْهُور، وَلما كَانَ هَذَا مُخَالفا لما اخْتَارَهُ ابْن الصّلاح من كَون الْجرْح الْمُبْهم لَا يقبل قَالَ جمَاعَة -مِنْهُم التَّاج السُّبْكِيّ-: لَيْسَ هَذَا قولاً مُسْتَقْبلا بل تَحْرِير لمحل النزاع إِذ من لَا يكون عَالما بأسبابهما لَا يقبلان مِنْهُ لَا بِإِطْلَاق وَلَا بتقييد؛ لِأَن الحكم على الشَّيْء فرع تصَوره، أي فالنزاع فِي إطلاق الْعَالم دون إطلاق غَيره.

ترجمہ:

"فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی" میں اقوالِ اربعہ میں سے پہلے قول کے ذکر کے ساتھ یہ بات فرمائی ہے کہ علامہ ابن صلاح نے فرمایا کہ یہ فقہ اور اصول فقہ میں ظاہر اور مقرر (قول) ہے، اور خطیب نے فرمایا کہ یہی ہمارے نزدیک درست ہے۔ (یعنی پہلا قول)

اور چوتھے قول کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اس کو ابوبکر باقلانی نے پسند کیا اور جمہور سے نقل کیا ہے۔ جب یہ اس قول کے برخلاف تھا جسے ابن صلاح نے پسند فرمایا کہ جرح مبہم قبول نہیں کی جائے گی، تو ایک جماعت نے کہا جن میں سے التاج السبکی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ یہ کوئی مستقل قول نہیں، بلکہ یہ محل نزاع کے لیے سے ایک قسم کی

خلاصی ہے، کیونکہ جو شخص ان دونوں (جرح وتعدیل) کے اسباب کا عالم نہ ہو، تو یہ (جرح وتعدیل) اس سے قبول نہیں کی جائیں گی، نہ اطلاق کے ساتھ اور نہ تقیید کے ساتھ۔ کیونکہ کسی چیز پر حکم لگانا اس کے تصور کی فرع ہوتی ہے۔ یعنی نزاع (اسباب کے) عالم کے اطلاق کے سلسلے میں ہے، اس کے علاوہ کے اطلاق کے سلسلے میں نہیں۔ (اطلاق کا مطلب ہے تفسیر اور وضاحت کے ساتھ جرح یا تعدیل بیان کرنا اور تقیید کا مطلب ہے کہ غیر مفسر جرح وتعدیل کرنا، یعنی سبب بیان کیے بغیر)۔

بیسویں تائید اور استشہاد:

وَفِي "فتح المغيث" عِنْد ذكر القول الرَّابِع: اخْتَارَهُ الْقَاضِي أَبُو بكر الباقلاني وَنَقله عَن الْجُمْهُور وَاخْتَارَهُ الْخَطِيب أيضا، وَذَلِكَ بعد تَقْرِير الْقَوْل الأول الَّذِي صَوبه. وَبِالْجُمْلَةِ فَهَذَا خلاف مَا اخْتَارَهُ ابْن الصّلاح فِي كَون الْجرْح الْمُبْهم لَا يقبل، وَلَكِن قد قَالَ ابْن جمَاعَة: إنه لَيْسَ قولا مُسْتَقْبلا بل هُوَ تَحْقِيق لمحل النزاع وتحرير لَهُ إذ من لَا يكون عَالما بالأسباب لَا يقبل مِنْهُ جرح، وَلَا تَعْدِيل لَا بالإطلاق وَلَا بالتقييد. انْتهى.

ترجمہ:

"فتح المغیث" میں چوتھے قول کے ذکر کے دوران بیان کیا ہے کہ اس کو قاضی ابوبکر باقلانی نے پسند کیا ہے، اور اسے جمہور سے نقل کیا ہے، اور اسے خطیب نے بھی پسند کیا۔ اور یہ پہلے قول کے بیان کے بعد ہے جس کو درست قرار دیا۔ بہر حال یہ اس بات کے خلاف ہے جسے علامہ ابن صلاح

نے پسند کیا ہے کہ جرح مبہم قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن ابن جماعہ نے فرمایا کہ یہ کوئی مستقل قول نہیں بلکہ یہ محلِ نزاع کے لیے تحقیق اور تحریر ہے، کیونکہ جو اسبابِ جرح کا عالم نہ ہو اس سے جرح قبول نہیں کی جائے گی، نہ اطلاق کے ساتھ اور نہ قید کے ساتھ۔

تبصرہ از مصنف رحمہ اللہ:

وَمثل هَذِه الْعبارَات فِي كتب أصول الْفِقْه وأصول الحَدِيث وَكتب الْفِقْه كَثِيرَة لَا تخفى على مهرَة الشَّرِيعَة، وَكلهَا شاهدة على أن عدم قبُول الْجرْح الْمُبْهم هُوَ الصَّحِيح النجيح، وَهُوَ مَذْهَب الْحَنَفِيَّة وأكثر الْمُحدثين، مِنْهُم الشَّيْخَانِ وأصحاب "السّنَن الأربعة" وأنه مَذْهَب الْجُمْهُور، وَهُوَ القَوْل الْمَنْصُور، وَمن النَّاس من ظن أن الْجرْح الْمُبْهم يقبل من الْعَارِف الْبَصِير، وَنسبَه إلى الجماهير وأنه الصَّحِيح عِنْد الْمُحدثين والأصوليين، وَقد عرفت أنه قَول أبي بكر الباقلاني وَجمع من الْأُصُولِيِّينَ وَهُوَ لَيْسَ قولا مُسْتقِلّا عِنْد الْمُحَقِّقين وعَلى تَقْدِير كَونه قولا مُسْتقِلّا لَا عِبْرَة بِهِ بحذاء مَذْهَب نقاد الْمُحدثين مِنْهُم البُخَارِيّ وَمُسلم وَغَيرهمَا من أئمة الْمُسلمين.

ترجمہ:

اس جیسی عبارات اصول فقہ، اصول حدیث اور فقہ کی کتابوں بہت زیادہ ہیں جو کہ شریعت کے ماہرین پر مخفی نہیں، اور سب (عبارات) اس پر شاہد ہیں کہ جرح مبہم کی عدم قبولیت ہی صحیح اور معقول بات ہے۔ یہی حنفیہ اور اکثر محدثین

کا مذہب ہے جن میں سے شیخین اور اصحابِ سنن اربعہ بھی ہیں، یہی جمہور کا مذہب ہے اور یہی قولِ منصور ہے۔ (یعنی اس قول والوں کی مدد کی گئی ہے)۔

اور لوگوں میں سے جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جرح مبہم عارف اور بصیرت والے کی جانب سے قبول کی جائے گی، اور اسے جماہیر کی طرف منسوب کیا، اور یہ (باور کرایا) کہ یہی محدثین اور اصولیین کے ہاں صحیح ہے، جبکہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہ ابوبکر باقلانی اور اصولیین کی ایک جماعت کا قول ہے، محققین کے ہاں یہ کوئی مستقل قول نہیں، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ ایک مستقل قول ہے۔ پھر بھی محدثین میں سے زبردست ناقدین کے مذہب کے مقابلے میں اس کا کوئی اعتبار نہیں، جن میں ائمہ مسلمین میں سے امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ جیسے ناقدین ہوں۔

توضیح وتشریح:

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ ''تعلیقات'' میں فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے چوتھے قول کو کم تر قرار دینے میں مبالغہ سے کام لیا، باوجود اس کے کہ یہ قول پہلے قول کا مقابل ہے، اور باقلانی رحمہ اللہ نے اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے، اور علماء حدیث کے ایک گروہ نے اسے صحیح قرار دیا، اسی پر جمہور متاخرین بھی قائم ہیں، جیسا کہ اگلے فقرے میں ابن صلاح کے کلام سے معلوم ہوجائے گا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

فَائِدَة

قَالَ ابْن الصَّلاح فِي "مقدمته" بعد أن صحّح عدم قبُول الْجرْح الْمُبْهم بِإِطْلَاقِهِ: لقَائِل أن يَقُول: إِنَّمَا يعْتَمد النَّاس فِي جرح الروَاة ورد حَدِيثهمْ على الْكتب الَّتِي صنفها أئمة

الحَدِيث فِي الْجرْح أو فِي الْجرْح وَالتَّعْدِيل، وقلما يتعرضون فِيهَا لبَيَان السَّبَب بل يقتصرون على مُجَرّد قَوْلهم: فلَان ضَعِيف، وَفُلَان لَيْسَ بِشَيْء، وَنَحْو ذَلِك، أو هَذَا حَدِيث ضَعِيف، أو حَدِيث غير ثَابت، وَنَحْو ذَلِك، فاشتراط بَيَان السَّبَب يُفْضِي إِلَى تَعْطِيل ذَلِك وسد بَاب الْجرْح فِي الأغلب الأكثر. وَجَوَابه: أن ذَلِك وَإِن لم نعتمده فِي إِثْبَات الْجرْح وَالْحكم بِهِ فقد اعتمدناه فِي أن توقفنا عَن قبُول حَدِيث من قَالُوا فِيهِ مثل ذَلِك، بِنَاء على أن ذَلِك أوقع عندنَا فِيهِ رِيبَة قَوِيَّة يُوجب مثلهَا التَّوَقُّف، ثمَّ من انزاحت عَن الرِّيبَة بالبحث عَن حَاله قبلنَا حَدِيثه، وَلم نتوقف كَالَّذين احْتج بهم صاحبا الصَّحِيحَيْنِ وَغَيرهمَا مِمَّن مسهم مثل هَذَا الْجرْح من غَيرهم، فَافْهَم ذَلِك، فإنه مخلص حسن. انتهى.

ترجمہ:

فائدہ

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ نے اپنے "مقدمہ" میں اطلاق کے ساتھ جرح مبہم کے عدمِ قبولیت کی تصحیح کے بعد فرمایا کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ لوگ راویوں کی جرح اور ان کی حدیث کو رد کرنے میں ان کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں جو ائمہ حدیث نے صرف جرح میں یا جرح وتعدیل دونوں میں لکھی ہیں، اور وہ (مصنفین) ان کتابوں میں بیانِ سبب سے بہت کم ہی تعارض کرتے ہیں، بلکہ وہ صرف "فلان ضعیف"، "فلان لیس بشیئ" اور اس جیسے

اقوال پر اکتفاء کرتے ہیں۔ تو سبب کے بیان کی شرط لگانا اکثر طور پر اس بات کی تعطیل اور جرح کے باب کو بند ہونے کو مفضی ہو جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر اگرچہ ہم اثباتِ جرح اور اس کے ذریعے حکم لگانے میں اعتماد نہیں کریں گے، لیکن جن لوگوں کے متعلق ایسی باتیں کہی گئی ہوں، تو ان لوگوں کی حدیث قبول کرنے میں توقف کرنے کی صورت میں (ان کتابوں) پر اعتماد کریں گے۔ اس بنیاد پر کہ اس (سبب کے بغیر جرح) نے ہمارے ہاں ان (راویوں) میں ایک مضبوط شک ڈالا، کہ اس جیسا شک توقف کا سبب بنتا ہے۔ پھر جس کی حالت سے تحقیق کر کے شک ختم ہو گیا تو ہم نے اس کی حدیث قبول کی اور توقف سے کام نہیں لیا۔ جیسا کہ وہ رواۃ جن کے ذریعے سے صحیحین وغیرہ کے مصنفین نے دلیل پکڑی، جن پر دوسروں کی جانب سے اس جیسی (مبہم) جرح ہوا تھا۔ اس (فائدہ) کو سمجھ لو کیونکہ یہ (اس اعتراض سے) بہترین چھٹکارا ہے۔

تنبیہ وتبصرہ از مصنف رحمہ اللہ:

قلت: فاحفظ هَذِه الْفَائِدَة الغريبة على الْمَذْهَب الصَّحِيح فِي بَاب الْجرْح الْمُبْهم من الْمذَاهب الشهيرة، وَلَا تبادر تقليدا بِمن لَا يفهم الحَدِيث وأصوله وَلَا يعرف فروعه إِلَى تَضْعِيف الحَدِيث وتوهينه بِمُجَرَّد الأقوال المبهمة والجروح الْغَيْر المفسرة الصادرة من نقاد الأئمة من شَأْن رَاوِيه، وَإِلَى الله المشتكى من طَرِيقَة أهل عصرنا الْمُخَالفين لشريعة الْأَئِمَّة الَّذين مضوا قبلنَا، يبادرون إِلَى تَضْعِيف الْقوي وتوهين السوي، من غير تَأمل وتفكر، وتعمل وتبصر.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ مشہور مذاہب میں سے جرح مبہم کے باب میں صحیح مذہب کے متعلق اس عجیب وغریب فائدہ کو یاد رکھو، اور ان لوگوں کی تقلید میں کسی حدیث کے راوی میں ائمہ نقاد کی جانب سے صادر شدہ خالی مبہم اقوال اور غیر مفسر جرح کے ذریعے سے حدیث کی تضعیف اور توہین میں جلدی مت کرو جو نہ حدیث اور اس کے اصول سمجھتا ہے اور نہ اس کے فروع کو جانتا ہے۔ (یعنی جو کچھ بھی نہ جانتا ہو اس نے مبہم اقوال کو لے کر حدیث کو ضعیف قرار دیا، اس کی پیروی اور تقلید کرنے میں جلدی نہ کرو، کہ آپ بھی بس اس کا قول نقل کر کے حدیث کو ضعیف قرار دے دیں، کیونکہ اس نے تو مبہم اقوال اور غیر مفسر جرح کے ذریعے سے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے)۔

ہمارے زمانے کے ہم سے پہلے گزرے ہوئے ائمہ کے شریعت کے مخالفین کے طریقے پر اللہ تعالیٰ ہی سے شکوہ کیا جا سکتا ہے، جو کہ بغیر تامل وتفکر کے اور بغیر تعمل وتبصر کے قوی کی تضعیف اور سیدھی کی توہین کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ (یعنی بغیر غور وفکر کیے جلدی سے قوی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں)۔

پانچویں قول کا توہم اور اس کا فائدہ:

تذنيب مُفِيد لكل لَبِيب

اختَار الحَافِظ ابن حجر فِي "نخبته" وَ"شَرحه": أن التجريح الْمُجْمل الْمُبْهم يقبل فِي حق من خلا عَن التَّعْدِيل؛ لأنه لما خلى عَن التَّعْدِيل صَار فِي حيّز الْمَجْهُول، وإعمال قَول المجرح أولى من إهماله فِي حق هَذَا الْمَجْهُول، وأما فِي حق

من وثق وَعدل فَلَا يقبل الْجرْح الْمُجْمل. وَهَذَا وإن كَانَ مُخَالفا لما حَقَّقَهُ ابْن الصّلاح وَغَيره من عدم قبُول الْجرْح الْمُبْهم باطلاقه، لكنه تَحْقِيق مستحسن وتدقيق حسن، ومن هَاهُنَا علم أن المسألة مخمسة -فِيهَا اقوال خَمْسَة- ﴿وَلكل وجهة هُوَ موليها فاستبقواْ الْخيرَات﴾. وسارعوا الى الْحسَنَات.

ترجمہ:

ہر عقلمند کے لیے آخری بات

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''نخبہ'' اور اس کی ''شرح'' میں یہ بات اختیار کی ہے کہ مجمل و مبہم جرح اس شخص کے حق میں قبول کی جائے گی، جو تعدیل سے خالی ہو۔ کیونکہ جب وہ تعدیل سے خالی ہوا، تو وہ مجہول کی جگہ ہوا۔ تو اس مجہول شخص کے حق میں اس (مبہم) جرح کرنے والے کے قول کو مہمل قرار دینے کی بجائے اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ جہاں تک وہ شخص ہے جس کی توثیق کی گئی اور تعدیل بیان کی گئی، تو (اس کے حق میں) مجمل جرح قبول نہیں کی جائے گی۔

یہ اگرچہ اطلاق کے ساتھ جرح مبہم کے عدم قبولیت کے برخلاف ہے، جس کی تحقیق علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ وغیرہ نے کی۔ لیکن پھر بھی مستحسن تحقیق اور اچھی تدقیق ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ مخمسہ ہے (یعنی اس میں پانچ اقوال ہیں)، ﴿اور ہر گروہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے، لہٰذا تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو﴾ (سورۃ البقرۃ: 148) اور نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔

المرصد الثَّانِي فِي تَقْدِيم الْجرْح على التَّعْدِيل وَغير ذَلِك من الْمَسَائِل المفيدة لمن يطالع كتب الْجرْح وَالتَّعْدِيل

دوسرا مرصد جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا اور اس جیسے دیگر مسائل مفیدہ کے بیان میں اس شخص کے لیے جو کتبِ جرح وتعدیل کا مطالعہ کرتا ہو۔

گواہوں اور راویوں کی تعدیل اور جرح میں کتنے لوگوں کی تعدیل اور جرح کافی ہے؟

مسالة

ذكر الْعِرَاقِيّ وَغَيره من شرَّاح "الألفية" أنهم اخْتلفُوا فِي الِاكْتِفَاء بتعديل الْوَاحِد وجرحه فِي بَاب الشَّهَادَة وَالرِّوَايَة على أقوال.

ترجمہ:

مسئلہ

''الفیہ'' کے شارحین میں سے علامہ عراقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ علماء نے شہادت اور روایت کے باب میں ایک بندے کی تعدیل اور جرح پر اکتفاء کرنے کے متعلق (مختلف) اقوال (اختیار کر کے) اختلاف کیا ہے۔

پہلا قول:

الأول: أنه لايقبل فِي التَّزْكِيَة إلا قَول رجلَيْنِ فِي الشَّهَادَة وَالرِّوَايَة كليهما، وَهُوَ الَّذِي حَكَاهُ القَاضِي أَبُو بكر الباقلاني عَن أكثر الْفُقَهَاء من أهل الْمَدِينَة وَغَيرهم.

ترجمہ:

پہلا قول یہ ہے کہ شہادت اور روایت دونوں ہی میں دو بندوں ہی کی

تعدیل قبول کی جائے گی، اور یہ وہ قول ہے جسے قاضی ابوبکر باقلانی نے مدینہ وغیرہ کے اکثر فقہاء سے نقل کیا ہے۔

دوسرا قول:

الثَّانِي: الِاكْتِفَاء بِوَاحِد فِي الشَّهَادَة وَالرِّوَايَة مَعًا، وَهُوَ اخْتِيَار القَاضِي أبي بكر؛ لِأَن التَّزْكِيَة بِمَثَابَة الْخَبَر.

ترجمہ:

دوسرا قول: شہادت اور روایت دونوں میں ایک ہی پر اکتفاء کرنا، اور یہ قاضی ابوبکر کا پسندیدہ قول ہے، کیونکہ تعدیل بیان کرنا خبر کی طرح ہے۔

تیسرا قول:

الثَّالِث: التَّفْرِقَة بَين الشَّهَادَة وَالرِّوَايَة، فيكتفى الْوَاحِد فِي الرِّوَايَة دون الشَّهَادَة، وَرجحه الإمام فَخر الدّين وَالسيف الأمدي، وَنَقله عَن الأكثرين، وَنَقله أَبُو عمر وبن الْحَاجِب أيضا عَن الأكثرين. قَالَ ابْن الصّلاح: وَالصَّحِيح الَّذِي اخْتَارَهُ الْخَطِيب وَغَيره أنه يثبت فِي الرِّوَايَة بِوَاحِد؛ لِأَن الْعدَد لم يشْتَرط فِي قبُول الْخَبَر لم يشْتَرط فِي جرح رِوَايَة وتعديله بِخِلَاف الشَّهَادَة.

ترجمہ:

تیسرا قول: شہادت اور روایت میں تفرقہ ہے۔ چنانچہ روایت میں ایک پر اکتفاء کیا جائے گا نہ کہ شہادت میں۔ اس کو امام فخر الدین اور سیف آمدی نے راجح قرار دیا ہے، اور اسے اکثر لوگوں سے نقل کیا ہے۔ اور ابو عمرو بن

الحاجب نے بھی اکثر لوگوں سے نقل کیا ہے۔ ابن صلاح نے فرمایا کہ صحیح وہ ہے جسے خطیب وغیرہ نے پسند کیا کہ (تعدیل) روایت میں ایک (بندے کی تعدیل بیان کرنے سے) ثابت ہوسکتی ہے، کیونکہ خبر کی قبولیت میں تعداد کی شرط نہیں لگائی گئی ہے، تو اس کے راوی کی جرح اور تعدیل میں بھی (تعداد) کی شرط نہیں لگائی جائے گی، برخلاف شہادت کے، (کیونکہ گواہی دینے میں تعدد کی شرط پائی جاتی ہے تو گواہ کی تعدیل یا تجریح میں بھی تعداد کی شرط ہونی چاہئے)۔

مَسْأَلَة

عبارت:

تقبل تَزْكِيَة كل عدل وجرحه ذكرا كَانَ أَو أُنْثَى حرا كَانَ أَو عبدا صرح بِهِ الْعِرَاقِيّ فِي شرح ألفيته.

ترجمہ:

مسئلہ

ہر عادل کی تعدیل اور جرح قبول کی جائے گی، چاہے مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اس کی تصریح علامہ عراقی نے اپنی "شرح الفیہ" میں کی ہے۔

ایک ہی راوی کے متعلق جرح وتعدیل میں تعارض کے متعلق مختلف اقوال اور قول صحیح کا تعین:

مَسْأَلَة

إِذا تعَارض الْجرْح وَالتَّعْدِيل فِي راوٍ وَاحِد، فجرحه بَعضهم وعدله بعضم، فَفِيهِ ثَلَاثَة أَقْوَال.

ترجمہ:

مسئلہ

جب ایک ہی راوی میں جرح وتعدیل کا تعارض آجائے، کہ بعض نے اس پر جرح کی ہے اور بعض نے تعدیل بیان کی ہے۔ تو اس میں تین قول ہیں۔

پہلا قول:

أحدها: أن الْجرْح مقدما مُطلقًا وَلَو كَانَ المعدلون أكثر نَقله الْخَطِيب عَن جُمْهُور الْعلمَاء وَصَححهُ ابْن الصّلاح والإمام فَخر الدّين الرَّازِيّ والآمدي وَغَيرهمَا من الأصوليين.

ترجمہ:

پہلا قول یہ ہے کہ جرح مطلقاً مقدم ہے، اگرچہ تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہوں۔ اس کو خطیب نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے، اور علامہ ابن صلاح، امام فخر الدین الرازی اور آمدی وغیرہ جیسے اصولیین نے اس کی تصحیح بیان کی ہے۔

پہلے قول کی دلیل اور وجہ:

لِأَن مَعَ الْجَارِح زِيَادَة علم لم يطلع عَلَيْهَا الْمعدل وَلأَن الْجَارِح مُصدق لمعدل فِيمَا أخبر بِهِ عَن ظَاهر حَاله إِلَّا أَنه يخبر عَن أَمر بَاطِن خَفِي عَن الْمعدل.

ترجمہ:

(پہلی وجہ) کیونکہ جارح کے پاس ایک زیادہ علم ہے جس پر تعدیل بیان کرنے والا مطلع نہیں ہوا، (دوسری وجہ یہ ہے) کہ جارح، معدل کی اس بات کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس نے ظاہری حالت کے اعتبار سے

بتائی۔ مگر وہ ایک ایسے باطن امر کے متعلق بتا رہا ہے جو معدل سے مخفی رہا۔ (یعنی ایک اضافی چیز کے متعلق بتا رہا ہے جو معدل نے نہیں بتائی)۔

دوسرا قول:

وَثَانِيها: إن كَانَ عدد المعدلين أكثر قدم التَّعْدِيل حَكَاهُ الْخَطِيب فِي الْكِفَايَة وَصَاحب الْمَحْصُول.

ترجمہ:

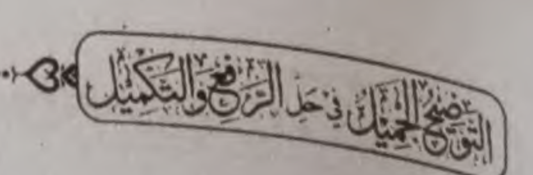
دوسرا قول یہ ہے کہ اگر تعدیل بیان کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو تو تعدیل مقدم کی جائے گی۔ یہ قول خطیب نے "الکفایہ" میں اور صاحب "المحصول" نے نقل کی ہے۔

دوسرے قول کی دلیل اور وجہ:

فإن كَثْرَة المعدلين تقَوِّي حَالهم وَقلة الجارحين تضعف خبرهم قَالَ الْخَطِيب: وَهَذَا خطأ مِمَّن توهمه؛ لِأَن المعدلين وإن كَثُرُوا لَيْسُوا يخبرون عَن عدم مَا أخبر بِهِ الجارحون، وَلَو أخبروا بذلك لكَانَتْ شَهَادَة بَاطِلَة على نفي.

ترجمہ:

کیونکہ معدلین کی کثرت ان کی حالت کو قوت بخشتی ہے۔ اور جارحین کی قلت ان کی خبر کو ضعیف کر دیتی ہے۔ خطیب نے فرمایا کہ جس نے یہ وہم کیا ہے یہ اس کی طرف سے خطاء ہے۔ کیونکہ معدلین اگرچہ زیادہ ہوں لیکن وہ اس چیز کے متعلق نہیں بتا رہے ہیں، جس کے متعلق جارحین بتا رہے ہیں۔ اور اگر اس کی خبر دیدی تو یہ نفی کے اوپر ایک باطل شہادت ہوگی۔



توضیح وتشریح:

(مذکورہ بالا عبارت کو سمجھنے سے قبل یہاں پر شہادت کے متعلق ایک اصول کا جاننا ضروری ہے، کہ شہادت تب قابل قبول ہوتی ہے جب اس میں کسی چیز کا اثبات ہو، اگر کسی چیز کی نفی ہورہی ہو، تو اس کو شہادۃ علی نفی سے تعبیر کرتے ہیں، جو قابل قبول نہیں، کیونکہ شہادت کے ذریعے کسی چیز کا اثبات تو کر سکتے ہیں لیکن کسی چیز کی نفی نہیں کر سکتے۔ اب یہاں پر شہادۃ علی نفی اس طور پر ہورہی ہے، کہ معدلین نے جب تعدیل بیان کی، اس کے بعد اس چیز کے عدم کی خبر دی، جس کی خبر جارحین دے رہے ہیں، کہ اس راوی میں فلاں فلاں اسبابِ جرح نہیں پائے جاتے ہیں، یعنی ان عیوب ونقائص اور اسبابِ جرح کے پائے جانے کی نفی کی، جن کے متعلق جارحین نے خبر دی تھی، تو یہ شہادت علی نفی ہوئی، جو کہ باطل ہے، کیونکہ اس صورت میں معدلین کسی چیز کے اثبات کی گواہی نہیں دے رہے، بلکہ نفی کی گواہی دے رہے ہیں، اور کسی چیز کی نفی اور عدمِ اثبات کی گواہی دینا درست نہیں، اور نہ اس گواہی کے ذریعے کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف فیصلہ کرنا درست ہے)۔

تیسرا قول:

وثالثها أنه يتعارض الجرْح وَالتَّعْدِيل فَلَا يتَرَجَّح أحدهمَا إِلَّا بمرجح حَكَاهُ ابْن الْحَاجِب كَذَا فَصله الْعِرَاقِيّ فِي شرح ألفيته والسيوطي فِي التدريب وَغَيرهمَا.

ترجمہ:

تیسرا قول یہ ہے کہ جرح وتعدیل میں تعارض ہوا، اب ان دونوں میں سے کسی ایک کو بغیر مرجح کے ترجیح نہیں دیں گے۔ اس کو ابن الحاجب نے نقل

کیا ہے، اسی طرح عراقی نے اپنی ''شرح الفیہ'' میں اور سیوطی رحمہ اللہ نے ''تدریب'' میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

تنبیہ وتبصرہ از مصنف رحمہ اللہ:

قلت: قد زل قدم كثير من عصرنا بِمَا تحقق عِنْد الْمُحَقِّقين أن الْجرْح مقدم على التَّعْدِيل لغفلتهم عَن التَّقْيِيد وَالتَّفْصِيل توهماً مِنْهُم أن الْجرْح مُطلقًا أي جرح كَانَ من أي جارح كَانَ فِي شَأْن أي راوٍ كَانَ مقدم على التَّعْدِيل مُطلقًا أي تَعْدِيل كَانَ من أي معدل كَانَ فِي شَأْن أي راوٍ كَانَ، وَلَيْسَ الْأَمر كَمَا ظنُّوا، بل الْمَسْأَلَة أي تقدم الْجرْح على التَّعْدِيل مُقَيّدَة بِأَن يكون الْجرْح مُفَسرًا فَأن الْجرْح الْمُبْهم غير مَقْبُول مُطلقًا على الْمَذْهَب الصَّحِيح، فَلَا يُمكن أن يُعَارض التَّعْدِيل وإن كَانَ مُبْهماً.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ (اس مسئلے کی) تقیید وتفصیل سے غافل ہونے کی وجہ سے محققین کی تحقیق کی بناء پر ہمارے زمانے کے بہت سے علماء کے قدم پھسل گئے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ ان کی طرف سے یہ وہم کرتے ہوئے کہ جرح مطلقاً چاہے کیسی بھی جرح ہو، کسی بھی قسم کے جارح کی طرف سے ہو اور کسی بھی راوی کی شان میں ہو، یہ تعدیل پر مطلقاً مقدم ہے، چاہے کسی بھی قسم کی تعدیل ہو، کسی بھی قسم کے معدل کی طرف سے ہو اور کسی بھی راوی کی شان میں ہو۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ان کا

خیال ہے، بلکہ تعدیل پر جرح کے مقدم ہونے کا مسئلہ اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ جرح مفسر (یعنی واضح) ہو، کیونکہ صحیح مذہب کے مطابق جرح مبہم غیر مقبول ہے مطلقاً، تو یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ تعدیل کے معارض ہو سکے اگرچہ تعدیل بھی مبہم ہو۔

جرح مفسر کا تعدیل پر مقدم ہونے پر سات مؤیدات اور استشہادات پیش کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی تائید واستشہاد:

وَيدل عَلَيْهِ أن الأصوليين يذكرُونَ مَسْأَلَة الْجرْح الْمُبْهم ويرجحون عدم قبول الْمُبْهم ويذكرون بعيدها أَوْ قبيلها مَسْأَلَة تعَارض الْجرْح وَالتَّعْدِيل وَتقدم الْجرْح على التَّعْدِيل، فَدلَّ ذَلِكِ على أن مُرَادهم فِي هَذَا الْبَحْث هُوَ الْجرْح الْمُفَسّر دون غير الْمُفَسّر، فإن لامعنى لتعارض غير المقبول بالمقبول عند ذَوي الْعُقُول.

ترجمہ:

اور اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اصولیین جرح مبہم کا مسئلہ ذکر کرتے ہیں، اور عدمِ قبول مبہم کو ترجیح دیتے ہیں، اور اس سے تھوڑا پہلے یا تھوڑا بعد میں جرح وتعدیل کے تعارض اور جرح کا تعدیل پر مقدم ہونے کا مسئلہ ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ان کی مراد اس بحث میں جرح مفسر ہے، جرح غیر مفسر نہیں ہے۔ کیونکہ عقلمندوں کے ہاں غیر مقبول کا مقبول کے ساتھ تعارض کا کوئی معنی نہیں۔

دوسری تائید واستشہاد:

وَيشْهد لَهُ: قَول السُّيُوطِيّ فِي تدريب الرَّاوِي: إذا اجْتمع فِيهِ أي فِي الرَّاوِي جرح مُفَسّر وتعديل، فالجرح مقدم وَلَو زَاد عدد الْمعدل، هَذَا هُوَ الأصح عِنْد الْفُقَهَاء والأصولين.

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی ''تدریب الراوی'' میں سیوطی کا قول دیتا ہے کہ جب راوی میں جرح مفسر اور تعدیل جمع ہوجائے، تو جرح مقدم ہے، اگرچہ تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہوں۔ یہی فقہاء اور اصولیین کے نزدیک اصح ہے۔

تیسری تائید واستشہاد:

وَقَول الْحَافِظ ابْن حجر فِي "نخبة الْفِكر" وَشَرحه "نزهة النّظر": الْجرْح مقدم من التَّعْدِيل، وأطلق ذَلِك جمَاعَة، لَكِن مَحَله التَّفْصِيل، وَهُوَ أنه إن صدر مُبينًا من عَارِف بأسبابه؛ لأنه إن كَانَ غير مُفَسّر لم يقْدَح فِيمَن ثبتَتْ عَدَالَته، وإن صدر من غير عَارِف بالأسباب لم يعْتَبر بِهِ أيضا، فإن خلا عَن التَّعْدِيل قبل مُجملا غير مُبين السَّبَب الخ...

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی ''نخبۃ الفکر'' میں اور اس کی شرح ''نزہۃ النظر'' میں حافظ ابن حجر کا قول دیتا ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ اس کو ایک جماعت نے مطلقاً ذکر کیا ہے لیکن اس جگہ تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ (جرح تب مقدم ہے) جب جرح واضح اور اس کے اسباب کے جاننے والے کی طرف سے

صادر ہو جائے، کیونکہ اگر وہ غیر مفسر ہو، تو اس شخص میں یہ وہ، وَلَا يُقَال:
جس کی عدالت ثابت ہو چکی ہو، اور اگر جرح کے اسباب نہ جاننے وح ثابتا
جانب سے صادر ہو جائے تب بھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اگر تعدیل
سے خالی ہو، تو پھر مجمل سبب بیان کئے بغیر قبول کی جائے گی۔

چوتھی تائید واستشہاد:

وَقَول السندي فِي "شرح شرح نخبة الْفِكر" الْمُسَمّى "إمعان النّظر": هَاهُنَا مسألتان، الأولى: إذا اخْتلف الْجرْح وَالتَّعْدِيل قدم الْجرْح. وَقيل: إن كَانَ المعدلون أكثر قدم التَّعْدِيل. وَقيل: لا يرجح أحدهما إلا بمرجح. الثَّانِيَة: أكثر الْحفاظ على قبُول التَّعْدِيل بِلَا ذكر السَّبَب وَعدم قبُول الْجرْح إلا بِذكر السَّبَب. وَقيل: بعكسه. وَقيل: لَا بُد من بَيَان سببهما. وَاخْتَارَ الْمُصَنّف فِي كل من الْمَسْأَلَتَيْنِ القَوْل الأول، وَركب الْمَسْأَلَتَيْنِ، فَحصل مِنْهُ تقيد تَقْدِيم الْجرْح على التَّعْدِيل إذا كَانَ مُفَسَّرًا، فَعلم من كَلَامه أن الْجرْح إذا لم يكن مُفَسَّرًا قدم التَّعْدِيل. انْتهى.

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی "شرح شرح نخبۃ الفکر" المسمی "امعان النظر" میں علامہ سندی کا قول دیتا ہے کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ جب جرح وتعدیل میں اختلاف ہو جائے، تو جرح مقدم کی جائے گی، اور ایک قول میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم کی جائے گی،

اور ایک قول میں یہ کہا گیا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو بھی ترجیح نہیں دی جائے گی مگر مرجح کے ذریعے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر حفاظ تعدیل کو بغیر سبب ذکر کیے قبولیت پر متفق ہیں، اور جرح کی سبب ذکر کیے بغیر عدم قبولیت پر متفق ہیں۔ اور مصنف نے ان دونوں مسئلوں میں سے پہلے قول کو پسند کیا، اور دونوں مسئلوں کو ترکیب دی، تو اس سے تعدیل پر جرح کی تقدیم کی تقیید (یعنی مقید کرنا) حاصل ہوئی، جب (جرح) مفسر ہو۔ تو اس کے کلام سے معلوم ہوا کہ جرح جب مفسر نہ ہو تو تعدیل مقدم کی جائے گی۔

پانچویں تائید و استشهاد:

وَقَول السخاوي فِي "شرح الالفية": يَنْبَغِي تَقْيِيد الحكم بِتَقْدِيم الْجرْح على التَّعْدِيل بِمَا إذا فسر أما إذا تَعَارضا من غير تَفسِير فإنه يقدم التَّعْدِيل. قَالَه الْمزي وَغَيره. انْتهى.

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی ''شرح الالفیۃ'' میں سخاوی کا قول دیتا ہے کہ جرح کا تعدیل پر مقدم ہونے کا حکم اس جرح کے ساتھ مقید ہونا چاہیے جو مفسر ہو، اگر (جرح وتعدیل) دونوں میں بغیر تفسیر کے تعارض آجائے تو تعدیل مقدم کی جائے گی، یہ بات حافظ مزی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہی۔

چھٹی تائید و استشهاد:

وَقَول النَّوَوِيّ فِي "شرح صَحِيح مُسلم": عَابَ عائبون مُسلما بروايته فِي صَحِيحه عَن جمَاعَة من الضُّعَفَاء، وَلَا عيب عَلَيْهِ فِي ذَلِك. وَجَوَابه من أوجه ذكرهَا ابْن الصّلاح، أحدهما: أن

يكون ذَلِك فِي ضَعِيف عِنْد غَيره ثِقَة عِنْده، وَلَا يُقَال: الْجرْح مقدم على التَّعْدِيل؛ لأَن ذَلِك فِيمَا إذا كَانَ الْجرْح ثَابتا مُفَسّر السَّبَب وإلا فَلَا يقبل الْجرْح إذا لم يكن كَذَا. انْتهى.

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی ''شرح صحیح مسلم'' میں امام نووی کا قول دیتا ہے کہ عیب جوئی کرنے والوں نے مسلم کی اپنی صحیح مسلم میں ضعفاء کی ایک جماعت سے روایت کرنے کی وجہ سے عیب جوئی کی ہے، لیکن اس میں اس پر کوئی عیب نہیں۔ اس کا جواب کئی طریقوں سے ہے جن کو ابن صلاح نے ذکر کیا ہے۔

ایک جواب یہ ہے کہ یہ عیب ایسے راوی کی وجہ سے ہے جو دوسروں کے ہاں ضعیف اور امام مسلم کے ہاں ثقہ ہیں۔ اور یہ بات نہ کہی جائے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے، کیونکہ یہ اس صورت میں ہے جب جرح سبب کی تفسیر کے ساتھ ثابت شدہ ہو، ورنہ وہ جرح قبول نہ کی جائے گی جو ایسی نہ ہو۔

ساتویں تائید واستشہاد:

وَقول الْحَافِظ ابْن حجر فِي "ديباجة لِسَان الْمِيزَان": إذا اخْتلف الْعلمَاء فِي جرح رجل وتعديله، فَالصَّوَاب التَّفْصِيل، فإن كَانَ الْجرْح وَالْحَالة هَذِه مُفَسرًا: قبل، وإلا عمل بالتعديل، فأما من جهل، وَلم يعلم فِيهِ سوى قَول إمام من أئمة الحَدِيث أنه ضَعِيف أَوْ مَتْرُوك وَنَحْو ذَلِك، فإن القَوْل قَوْله، وَلَا نطالبه بتفسير ذَلِك، فَوجه قَوْلهم: إن الْجرْح لَا يقبل إلا مُفَسرًا هُوَ فِيمَن اخْتلف فِي توثيقه وتجريحه. انْتهى.

ترجمہ:

اور اس بات کی گواہی ''لسان المیزان'' کے دیباچہ میں حافظ ابن حجر کا قول دیتا ہے کہ جب علماء ایک آدمی کی جرح وتعدیل میں اختلاف کریں، تو درست بات یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے۔ چنانچہ اگر یہی حالت ہو اور جرح مفسر ہو تو قبول کی جائے گی، ورنہ تعدیل پر عمل کیا جائے گا۔ بہر حال جن کو پتہ نہ چلا اور اس میں ائمہ حدیث میں سے کسی ایک قول کے سوا کچھ معلوم نہ ہوا جیسے ''انہ ضعیف'' یا ''متروک'' اور اس جیسے دوسرے اقوال۔ تو یہ اسی کا قول ہے۔ اور ہم اس سے اس کی تفسیر کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ تو علماء کے اس قول کی وجہ کہ جرح قبول نہیں کی جائے گی سوائے مفسر کے وہ یہ ہے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جس کی توثیق اور تجریح میں اختلاف ہوا ہو۔

خلاصہ:

فَالْحَاصِل: أن الَّذِي دلّت عَلَيْهِ كلِمَات الثقات، وَشهِدت بِهِ جمل الأثبات هُوَ أنه إن وجد فِي شان راوٍ تَعْدِيل وجرح مبهمان: قدم التَّعْدِيل. وَكَذَا: إن وجد الْجرْح مُبْهماً وَالتَّعْدِيل مُفَسّرًا: قدم التَّعْدِيل. وَتَقْدِيم الْجرْح إنما هُوَ إذا كَانَ مُفسرًا، سَوَاء كَانَ التَّعْدِيل مُبْهماً اَوْ مُفَسّرًا. فاحفظ هَذَا، فإنه ينجيك من المزلة والخطل، ويحفظك عَن المذلة والجدل.

ترجمہ:

پس حاصل یہ ہے کہ وہ بات جس پر ثقات کے کلمات دلالت کرتے ہیں، اور ثابت شدہ لوگوں کے جملے شہادت دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی راوی

کی شان میں تعدیل اور جرح دونوں مبہم پائے گئے، تو تعدیل مقدم کی جائے گی۔ اور اسی طرح اگر جرح مبہم اور تعدیل مفسر پائی جائے تو تعدیل مقدم کی جائے گی۔ البتہ جرح کو مقدم کرنا اس صورت میں ہے کہ جب (جرح) مفسر ہو، پھر چاہے تعدیل مبہم ہو یا مفسر ہو۔ اس بات کو یاد کرو، کیونکہ یہ تجھے پھسلنے اور جلد بازی میں غلطی کرنے (اور حماقت) سے نجات دے گی، اور ذلت اور لڑائی سے تیری حفاظت کرے گی۔

استثنائی صورت:

فَائِدَة

قد يقدم التَّعْدِيل على الْجرْح الْمُفَسّر أَيْضا لوجوه عارضة تَقْتَضِي ذَلِك كَمَا سَيَأْتِي ذكرهَا مفصلة فِي المرصد الرَّابِع إِن شَاءَ الله تَعَالَى.

ترجمہ:

فائدہ

کبھی کبھار کچھ پیش ہونے والی وجوہات کی بناء جرح مفسر پر تعدیل بھی مقدم کی جاتی ہے جو اس تقدیم کا تقاضا کرتی ہیں۔ جیسا کہ ان کا ذکر "المرصد الرابع" میں مفصل آئے گا، ان شاء اللہ۔

پہلی مثال:

وَلِهَذَا: لم يقبل جرح بَعضهم فِي الإِمَام أبي حنيفَة وَشَيْخه حَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان وصاحبيه مُحَمَّد وَأبي يُوسُف وَغَيرهم من أهل الْكُوفَة بِأَنَّهُم كَانُوا من المرجئة.

ترجمہ:

اس وجہ سے بعض لوگوں کا اہل کوفہ میں سے امام ابوحنیفہ، آپ کے استاذ حماد بن ابی سلیمان اور آپ کے دونوں شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف وغیرہ کے حق میں یہ جرح قبول نہیں کی جائے گی کہ یہ لوگ مرجئہ میں سے تھے۔

دوسری مثال:

وَلم يقبل جرح النَّسَائِيّ فِي أبي حنيفَة -وَهُوَ مِمَّن لَهُ تعنت وتشدد فِي جرح الرِّجَال- الْمَذْكُور فِي "ميزَان الِاعْتِدَال": ضعفه النَّسَائِيّ من قبل حفظه.

ترجمہ:

اور امام نسائی رحمہ اللہ کی امام ابوحنیفہ کے حق میں جرح قبول نہیں کی جائے جو کہ "میزان الاعتدال" میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کو امام نسائی نے حفظ کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا۔ کیونکہ وہ رجال کی جرح میں متعنت (ضدی) اور متشدد (سختی کرنے والے) ہیں۔

تیسری مثال:

وَلم يقبل جرح الْخَطِيب الْبَغْدَادِيّ فِيهِ وَفِي متبعيه، بعد قَول ابْن حجر فِي "الْخيرَات الحسان" نقلا عَن ابْن عبد الْبر راس عُلَمَاء الشَّأْن: الَّذين رووا عَن أبي حنيفَة ووثقوه وأثنوا عَلَيْهِ أَكثر من الَّذين تكلمُوا فِيهِ، وَالَّذين تكلمُوا فِيهِ من أهل الحَدِيث أَكثر مَا عابوا عَلَيْهِ الإغراق فِي الرَّأْي وَالْقِيَاس. أي: وَقد مر أن ذَلِك لَيْسَ بِعَيْب. وَقَالَ الإِمَام عَليّ بن الْمَدِينِيّ:

أبُو حنيفَة روى عَنهُ الثَّوْرِيّ وَابْن الْمُبَارك وَحَمَّاد بن زيد وَهِشَام ووكيع وَعباد بن الْعَوام وجعفر بن عون، وَهُوَ ثِقَة لَا بَأْس بِهِ. وَكَانَ شُعْبَة حسن الرَّأْي فِيهِ. وَقَالَ يحيى بن معِين: أَصْحَابنَا يفرطون فِي ابي حنيفَة وَأَصْحَابه، قيل لَهُ: أَكَانَ يكذب؟ قَالَ: لَا!. انْتهى.

ترجمہ:

اس شان کے علماء کا سردار علامہ ابن عبد البر سے نقل کرتے ہوئے ''الخیرات الحسان'' میں ابن حجر کے اس قول کے بعد کہ جنہوں نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور آپ کی ثناء بیان کی ہے وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے آپ کے بارے میں کلام کیا، امام صاحب اور آپ کے دونوں شاگردوں کے بارے میں خطیب بغدادی کی جرح قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اہل حدیث میں سے آپ کے بارے جنہوں نے کلام کیا، ان میں سے اکثر نے جو عیب لگایا ہے وہ رائے اور قیاس میں غرق ہونے (یعنی زیادہ مشغول ہونے) کی وجہ سے لگایا ہے۔ اور یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ کوئی عیب نہیں۔ اور امام علی ابن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ سے ثوری، ابن المبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے روایت کی ہے، اور وہ (یعنی امام ابوحنیفہ) ثقہ ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور شعبہ کی رائے بھی آپ کے بارے اچھی تھی۔ اور یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ ہمارے ساتھی ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق افراط (یعنی زیادہ تجاوز) سے کام لے رہے ہیں، ان سے کسی نے

پوچھا کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے؟ تو فرمایا کہ نہیں۔

مزید اعتراضات اور ان کے جوابات:

وَقد دفعت أكثر مَا طعنوا بِهِ عَلَيْهِ واجبت عَن كثير من الإيرادات الْوَارِدَة عَلَيْهِ فِي مُقَدّمَة "التَّعْلِيق الممجد الْمُتَعَلّق بموطأ مُحَمَّد" فَعَلَيْك بمطالعته بِنَظَر الإنصاف لَا ببصر الاعتساف.

ترجمہ:

اور میں نے "التعلیق الممجد المتعلق بموطاء محمد" کے مقدمہ میں زیادہ تر ان (اعتراضات) کو دفع کر دیا ہے جن کے ذریعے سے آپ پر طعن کیا گیا، اور آپ پر وارد ہونے والے بہت سے اعتراضات کے جوابات دئے، لہٰذا آپ پر اس کا انصاف کی نظر سے مطالعہ لازم ہے نہ کہ تشدد اور ظلم کی نظر سے۔



المرصد الثَّالِث فِي ذكر ألفاظ الْجرْح وَالتَّعْدِيل ومراتبهما ودرجات ألفاظهما

تیسرا مرصد جرح وتعدیل کے الفاظ، ان کے مراتب اور ان کے الفاظ کے درجات کے ذکر کے بارے میں ہے۔

عبارت:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي ديباجة "ميزَان الِاعْتِدَال": وَلم أتعرض لذكر من قيل فِيهِ: مَحَله الصدْق، وَلَا من قيل فِيهِ: لَا باس بِهِ، وَلَا من قيل: هُوَ صَالح الحَدِيث أَوْ يكْتب حَدِيثه أَوْ هُوَ شيخ، فَإِن هَذَا وَشبهه يدل على عدم الضعْف الْمُطلق.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الاعتدال'' کے دیباچہ میں فرمایا کہ میں نے اس کتاب میں ان لوگوں کے ذکر کرنے سے تعارض نہیں کیا ہے جن کے متعلق کہا گیا کہ ''محلہ الصدق''، ''لا باس بہ'' اور ''ھو صالح الحدیث، او یکتب حدیثہ، او ھو شیخ''، کیونکہ یہ عبارات اور ان جیسی دیگر عبارات عدمِ ضعفِ مطلق پر دلالت کرتی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک جرح وتعدیل کے الفاظ کی ترتیب:

تعدیل کے الفاظ:

فأعلى الْعبارَات فِي الروَاة المقبولين: ثَبت حجَّة، وَثَبت

حَافظ، وثقة متقن، وثقة ثِقَة، ثمَّ ثِقَة، ثمَّ صَدُوق، وَلَا باس بِهِ، وَلَيْسَ بِهِ باس، ثمَّ مَحَله الصدْق، وجيد الحَدِيث، وَصَالح الحَدِيث، وَشَيخ وسط، وَشَيخ حسن الحَدِيث، وصدوق إِن شَاءَ الله، وصويلح، وَنَحْو ذَلِك.

ترجمہ:

مقبول روات میں سب سے اعلیٰ عبارات: ثَبت حجَّة وَثَبت حَافظ وثقة متقن وثقة ثِقَة، پھر ثِقَة پھر صَدُوق وَلَا باس بِهِ وَلَيْسَ بِهِ باس، پھر مَحَله الصدْق وجيد الحَدِيث وَصَالح الحَدِيث وَشَيخ وسط وَشَيخ حسن الحَدِيث وصدوق ان شَاءَ الله وصويلح اور اس جیسی دیگر عبارات ہیں۔

جرح کے الفاظ:

وأردأ عِبَارَات الْجرْح: دجال كَذَّاب أَوْ وَضاع يضع الحَدِيث، ثمَّ مُتَّهم بِالْكَذِبِ، ومتفق على تَركه، ثمَّ مَتْرُوك، وَلَيْسَ بِثِقَة، وسكتوا عَنهُ، وذاهب الحَدِيث، وَفِيه نظر، وهالك، وساقط، ثمَّ واه بِمرَّة، وَلَيْسَ بِشَيْء، وَضَعِيف جدا، وضعفوه، وَضَعِيف، وواه وَنَحْو ذَلِك، وَضَعِيف، وواه وَنَحْو ذَلِك، ثمَّ يضعف، وَفِيه ضعف، وَقد ضعف، لَيْسَ بِالْقَوِيّ، لَيْسَ بِحجَّة، لَيْسَ بذَاك، يعرف وينكر، فِيهِ مقَال، تكلم فِيهِ، لين، سيء الْحِفْظ، لَا يحْتَج بِهِ، اخْتلف فِيهِ، صَدُوق لكنه مُبْتَدع، وَنَحْو ذَلِك من الْعبارَات الَّتِي تدل على اطراح الرَّاوِي

بالأصالة أوْ على ضعفه أوْ على التَّوَقُّف فِيهِ أوْ على عدم جَوَاز أن يحْتَج بِهِ. انْتهى.

ترجمہ:

اور جرح میں سے سب سے ردی عبارات:- دجال كَذَّاب اَوْ وَضاع يضع الحَدِيث - پھر مُتَّهم بِالْكَذِبِ ومتفق على تَركه، پھر مَتْرُوك وَلَيْسَ بِثِقَة، وسكتوا عَنهُ وذاهب الحَدِيث وَفِيه نظر وهالك وساقط، پھر واه بِمرَّة وَلَيْسَ بِشَيْء وَضَعِيف جداً وضعفوه وَضَعِيف وواه اور اس جیسی دیگر عبارات ہیں۔ پھر يضعف وَفِيه ضعف وَقد ضعف لَيْسَ بِالْقَوِيّ لَيْسَ بِحجَّة لَيْسَ بِذَاكَ يعرف وينكر فِيهِ مقَال تكلم فِيهِ لين سيء الْحِفْظ لَا يحْتَج بِهِ اخْتلف فِيهِ صَدُوق لكنه مُبْتَدع.

اور اس جیسی دیگر عبارات بلا واسطہ راوی کے گھٹانے یا اس پر توقف کرنے یا اس کے ذریعے سے دلیل پکڑنے کے عدمِ جواز پر دلالت کرنے والی ہیں۔

علامہ عراقی رحمہ اللہ کے نزدیک مراتب جرح وتعدیل کی تفصیل:

تعدیل کا پہلا مرتبہ:

وَفِي "شرح الألفية للعراقي": مَرَاتِب التَّعْدِيل على أَرْبَع أَوْ خمس طَبَقَات: فالمرتبة الأولى الْعليا من أَلفاظ التَّعْدِيل -وَلم يذكرهَا ابْن أبي حَاتِم، وَلَا ابْن الصّلاح- هِيَ إِذا كرر لفظ التوثيق إِما مَعَ تبَاين اللَّفْظَيْنِ، كَقَوْلِهِم: ثَبت حجَّة، أَوْ ثَبت حَافظ، أَوْ ثِقَة ثَبت، أَوْ ثِقَة متقن، أَوْ نَحْو ذَلِك، وإِما مَعَ

إعادة اللَّفْظ الأول كَقَوْلِهِم: ثِقَة ثِقَة وَنَحْوهَا.

ترجمہ:

عراقی کی ''شرح الالفیہ'' میں ہے کہ تعدیل کے مراتب چار یا پانچ طبقات پر ہیں۔ الفاظِ تعدیل میں سے سب سے اعلی پہلا مرتبہ جسے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ابن صلاح نے، وہ یہ ہے کہ اس میں لفظ توثیق مکرر (یعنی دوبار) ذکر کیا جائے، یا تو مختلف لفظ کے ساتھ جیسے ثَبت حجَّة اَوْ ثَبت حَافظ اَوْ ثِقَة ثَبت اَوْ ثِقَة متقن یا ان جیسے دیگر الفاظ، یا پہلے ہی لفظ کے اعادہ کے ساتھ جیسے ثِقَة ثِقَة اور ان جیسی دیگر الفاظ۔

تعدیل کا دوسرا مرتبہ:

المْرتبَة الثَّانِيَة: هِيَ الَّتِي جعلهَا ابْن أبي حَاتِم -وَتَبعهُ ابْن الصّلاح- الْمرتبَة الأولى. قَالَ ابْن أبي حَاتِم: وجدت الْأَلفاظ فِي الْجرْح وَالتَّعْدِيل عل مَرَاتِب شَتَّى، فإِذا قيل للْوَاحِد: إنه ثقه اَوْ متقن، فَهُوَ مِمَّن يحْتَج بحَدِيثه. قَالَ ابْن الصّلاح: وَكَذَا إِذا قيل فِي الْعدْل: إنه ضَابِط أَوْ حَافظ وَقَالَ الْخَطِيب: أرْفَع الْعبارَات أن يُقَال: حجَّة أَوْ ثِقَة.

ترجمہ:

دوسرا مرتبہ وہ ہے جسے ابن ابی حاتم اور ان کی پیروی کرتے ہوئے ابن اصلاح نے پہلا مرتبہ بنایا، ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ میں نے جرح وتعدیل میں الفاظ مختلف مراتب پر پائے، جب ایک سے کہا جائے انه ثقه اَوْ متقن تو وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جن کی حدیث سے دلیل

پکڑی جاسکتی ہے۔ ابن صلاح نے فرمایا کہ اسی طرح جب کسی عادل بندے کے بارے کہا جائے انه ضَابِط اَوْ حَافظ تو اس کی حدیث سے بھی دلیل پکڑی جاسکتی ہے۔ خطیب نے فرمایا کہ سب سے ارفع عبارات یہ ہے کہ حجَّة اَوْ ثِقَة کہا جائے۔

تعدیل کا تیسرا مرتبہ:

المرتبَة الثَّالِثَة، قَوْلهم: لَيْسَ بِهِ بَأْس، أولا بأس بِهِ، أَوْ صَدُوق، أَوْ مامون، وَجعل ابْن أبي حَاتِم وَابْن الصّلاح هَذِه ثَانِيَة، وأدخلا فِيهَا قَوْلهم: مَحَله الصدْق.

ترجمہ:

تیسرا مرتبہ ائمہ جرح وتعدیل کا لَيْسَ بِهِ بَأْس اولا باس بِهِ اَوْ صَدُوق اَوْ مامون کہنا ہے، ابن ابی حاتم اور ابن صلاح نے اسے دوسرا مرتبہ بنایا، اور اس میں محدثین کا قول مَحَله الصدْق بھی داخل کیا۔

تعدیل کا چوتھا مرتبہ:

الْمرتبَة الرَّابِعَة، قَوْلهم: مَحَله الصدْق، أَوْ رووا عَنهُ، أَوْ إِلَى الصدْق مَا هُوَ، أَوْ شيخ وسط، أَوْ وسط، أَوْ شيخ، أَوْ صَالح الحَدِيث، أَوْ مقارب الحَدِيث بِفَتْح الرَّاء وَكسرهَا، أَوْ جيد الحَدِيث، أَوْ حسن الحَدِيث، أَوْ صُوَيْلِح إِن شَاءَ الله، أَوْ أَرْجُو أَنه لَيْسَ بِهِ بَأْس. وَاقْتصر ابْن أبي حَاتِم فِي الثَّالِثَة على قَوْلهم: شيخ، وَقَالَ: هُوَ بالمنزلة الَّتِي قبلهَا يكْتب حَدِيثه وَينظر فِيهِ إِلَّا أَنه دونهَا، وَاقْتصر فِي الرَّابِعَة على قَوْلهم: صَالح الحَدِيث. ثمَّ

ذکر ابْن الصّلاح من ألفاظهم على غير تَرْتِيب قَوْلهم: فلَان روى عَنهُ النَّاس، فلَان وسط، فلَان مقارب الحَدِيث، فلَان مَا أعْلَم بِهِ بَأْسا، قَالَ: وَهُوَ دون قَوْلهم، لَا بَأْس بِهِ. انْتهى.

ترجمہ:

چوتھا مرتبہ ان (ائمہ جرح وتعدیل) کا یہ کہنا کہ قَوْلهم محَله الصدْق أَوْ رووا عَنهُ أَوْ الى الصدْق مَا هُوَ أَوْ شيخ وسط أَوْ وسط أَوْ شيخ أَوْ صَالح الحَدِيث أَوْ مقارب الحَدِيث (راء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ) جيد الحَدِيث أَوْ حسن الحَدِيث أَوْ صُوَيْلِح ان شاءَ الله أَوْ ارجو انه لَيْسَ بِهِ بَأْس ہے۔ ابن ابی حاتم نے تیسرے مرتبے میں ائمہ جرح وتعدیل کے قول شیخ پر اکتفاء کیا، اور فرمایا کہ یہ اس سے پہلے والے الفاظ (یعنی) يكتب حَدِيثه وَينظر فِيهِ کے مرتبے میں ہے، مگر فرق یہ ہے کہ یہ لفظ ان سے کم درجے میں ہے۔ اور چوتھے درجے میں صَالح الحَدِيث پر اکتفاء کیا۔ پھر علامہ ابن صلاح نے ان کے الفاظ میں سے بغیر ترتیب کے فلَان روى عَنهُ النَّاس فلَان وسط فلَان مقارب الحَدِيث فلَان مَا اعْلَم بِهِ بَأْسا کے ساتھ ذکر کئے، ابن صلاح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ محدثین کے قول لاباس به سے کم تر ہے۔

الفاظِ تجریح کے مراتب:

وفيهَا أيضا مَرَاتِب ألفاظ التجريح على خمس مَرَاتِب، وَجعلهَا ابْن أبي حَاتِم، وَتَبعهُ ابْن الصّلاح أَرْبَع مَرَاتِب.

ترجمہ:

(شرح الالفیہ للعراقی رحمہ اللہ) میں یہ بھی ہے کہ الفاظ جرح پانچ مراتب پر ہیں، اور ابن ابی حاتم نے چار مراتب بنائے اور ابن صلاح نے بھی ان کی پیروی کی۔

پہلا مرتبہ:

المْرتبَة الأولى، وَهِي اسوؤها أن يُقَال: فلَان كَذَّاب، أوْ يكذب، أوْ يضع الحَدِيث، أوْ وَضاع، أوْ وضع حَدِيثا، أوْ دجال. وأدخل ابْن حَاتِم والخطيب بعض ألفاظ المْرتبَة الثَّانِيَة فِي هَذِه. قَالَ ابْن أبي حَاتِم: إذا قَالُوا: مَتْرُوك الحَدِيث، أوْ ذَاهِب الحَدِيث، أوْ كَذَّاب، فَهُوَ سَاقِط، لَا يكْتب حَدِيثه.

ترجمہ:

پہلا مرتبہ، اور وہ سب سے برا ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلَان كَذَّاب اَوْ يكذب اَوْ يضع الحَدِيث اَوْ وَضاع اَوْ وضع حَدِيثا اَوْ دجال.
اور ابن ابی حاتم اور خطیب نے دوسرے مرتبہ کے بعض الفاظ اس میں داخل کئے، ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ جب مَتْرُوك الحَدِيث اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ كَذَّاب کہا جائے، تو وہ ساقط ہو جاتا ہے اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔

جرح کا دوسرا مرتبہ:

المْرتبَة الثَّانِيَة: فلَان مُتَّهم بِالْكَذِبِ أوْ الْوَضع، وَفُلَان سَاقِط، وَفُلَان هَالك، وَفُلَان ذَاهِب، أوْ ذَاهِب الحَدِيث، أوْ مَتْرُوك، أوْ مَتْرُوك الحَدِيث، أوْ تَرَكُوهُ، أوْ فِيهِ نظر، أوْ سكتوا عَنهُ، فلَان لَا يعْتَبر بِهِ، أوْ لَا يعْتَبر بحَديثه، أوْ لَيْسَ بالثقة، أوْ

لَيْسَ بِثِقَة، وَلَا مَأْمُون وَنَحْو ذَلِك.

ترجمہ:

دوسرا مرتبہ فلَان مُتَّهم بِالْكَذِبِ اَوْ الْوَضع وَفُلَان سَاقِط وَفُلَان هَالك وَفُلَان ذَاهِب اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ مَتْرُوك اَوْ مَتْرُوك الحَدِيث اَوْ تَرَكُوهُ اَوْ فِيهِ نظر اَوْ سكتوا عَنهُ فلَان لَا يعْتَبر بِهِ اَوْ لَا يعْتَبر بحَدِيثه اَوْ لَيْسَ بالثقة اَوْ لَيْسَ بِثِقَة وَلَا مَأْمُون جیسے الفاظ ہیں۔

جرح کا تیسرا مرتبہ:

الْمرتبَة الثَّالِثَة: فلَان رد حَدِيثه، أَوْ ردُّوهُ حَدِيثه، أَوْ مَرْدُود الحَدِيث، وَفُلَان ضَعِيف جدا، وواه بِمرَّة، وطرحوا حَدِيثه، أَوْ مطرح، أَوْ مطرح الحَدِيث، وَفُلَان ارْمِ بِهِ، وَلَيْسَ بشيء، أَوْ لَا شئ، وَفُلَان لَا يُسَاوِي شَيْئا، وَنَحْو ذَلِك، وكل من قيل فِيهِ ذَلِك من هَذِه الْمَرَاتِب الثَّلَاث: لَا يحْتَج بِهِ، وَلَا يستشهد بِهِ، وَلَا يعْتَبر بِهِ.

ترجمہ:

تیسرا مرتبہ فلَان رد حَدِيثه اَوْ ردُّوهُ حَدِيثه اَوْ مَرْدُود الحَدِيث وَفُلَان ضَعِيف جدا وواه بِمرَّة وطرحوا حَدِيثه اَوْ مطرح اَوْ مطرح الحَدِيث وَفُلَان ارْمِ بِهِ وَلَيْسَ بشيء اَوْ لَا شئ وَفُلَان لَا يُسَاوِي شَيْئا اوران جیسے دیگر الفاظ شامل ہیں۔اور ہر وہ شخص جس میں ان تین مراتب میں سے کچھ کہا گیا ہو، اس کے ذریعے سے نہ دلیل پکڑی

جا سکتی ہے، نہ استشہاد کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو بطور اعتبار کے لایا جا سکتا ہے۔

جرح کا چوتھا مرتبہ:

المرتبة الرَّابِعَة: فلَان ضَعِيف، مُنكر الحَدِيث، أَوْ حَدِيثه مُنكر، أَوْ مضطرب الحَدِيث، وَفُلَان واه، وضعفوه، وَفُلَان لَا يحْتَج بِهِ.

ترجمہ:

چوتھا مرتبہ **فلَان ضَعِيف مُنكر الحَدِيث أَوْ حَدِيثه مُنكر أَوْ مظطرب الحَدِيث وَفُلَان واه وضعفوه وَفُلَان لَا يحْتَج بِهِ** ہے۔

جرح کا پانچواں مرتبہ:

المرتبَة الخَامِسَة: فلَان فِيهِ مقَال، فلَان ضَعِيف، أَوْ فِيهِ ضعف، أَوْ فِي حَدِيثه ضعف، وَفُلَان يعرف وينكر، وَلَيْسَ بِذَاكَ، أَوْ بِذَاكَ الْقوي، وَلَيْسَ بالمتين، وَلَيْسَ بِالْقَوِيّ، وَلَيْسَ بِحجَّة، وَلَيْسَ بعمدة، وَلَيْسَ بالمرضي، وَفُلَان للضعف مَا هُوَ، وَفِيه خلف، وطعنوا فِيهِ، ومطعون، وسيء الْحِفْظ، ولين، أَوْ لين الحَدِيث، أَوْ فِيهِ لين، وَتَكَلَّمُوا فِيهِ، وكل من ذكر من بعد قولي: لَا يُسَاوِي شَيْئا، فإنه يخرج حَدِيثه للاعتبار. انْتهى.

ترجمہ:

پانچواں مرتبہ **فلَان فِيهِ مقَال فلَان ضَعِيف أَوْ فِيهِ ضعف أَوْ فِي حَدِيثه ضعف وَفُلَان يعرف وينكر وَلَيْسَ بِذَاكَ أَوْ بِذَاكَ الْقوي وَلَيْسَ بالمتين وَلَيْسَ بِالْقَوِيّ وَلَيْسَ بِحجَّة وَلَيْسَ بعمدة وَلَيْسَ بالمرضي وَفُلَان للضعف مَا هُوَ وَفِيه خلف**

وطعنوا فِيهِ ومطعون وسيء الْحِفْظ ولين أَوْ لين الحَدِيث أَوْ فِيهِ لين وَتَكَلَّمُوا فِيهِ ہے، اور ہر وہ شخص جس کے بارے میں میرے قول لَا يُسَاوِي شَيْئا کے بعد کے الفاظ کہے گئے ہوں تو اس کی حدیث اعتبار کے لیے لائی جاسکتی ہے۔

حافظ سخاوی رحمہ اللہ اور علامہ سندی رحمہ اللہ کے نزدیک مراتب جرح وتعدیل کی تفصیل:

الفاظ تعدیل:

وَذكر السخاوي فِي "شرح الالفية" والسندي فِي "شرح النخبة" فِي هَذَا الْمقَام تَفْصِيلًا حسنا، وَجعلا لكل من ألفاظ الْجرْح والتزكية سِتّ مَرَاتِب، وبيناها بَيَانا مستحسنا، ومحصله: أن ألفاظ التَّعْدِيل على سِتّ مَرَاتِب. أرفعها عِنْد الْمُحدثين: الْوَصْف بِمَا دلّ على الْمُبَالغَة، أَوْ عبر عَنهُ بأفعل كأوثق النَّاس، وأضبط النَّاس، وإليه الْمُنْتَهى فِي التثبيت، وَيلْحق بِهِ لَا أعرف لَهُ نظيرا فِي الدُّنْيَا. ثمَّ مَا يَلِيهِ كَقَوْلِهِم: فلَان لَا يسْأَل عَنهُ. ثمَّ مَا تأكد بِصفة من الصِّفَات الدَّالَّة على التوثيق كثقة ثِقَة، وَثَبت ثَبت، وأكثر مَا وجد فِيهِ قَول ابْن عُيَيْنَة حَدثنَا عَمْرو بن دِينَار، وَكَانَ ثِقَة ثِقَة إِلَى أن قَالَه تسع مَرَّات، وَمن هَذِه الْمرتبَة قَول ابْن سعد فِي شُعْبَة: ثِقَة مَأْمُون ثَبت حجَّة صَاحب حَدِيث، ثمَّ مَا انْفَرد فِيهِ بِصِيغَة دَالَّة على التوثيق كثقة، أَوْ ثَبت، أَوْ كَأَنَّهُ مصحف، أَوْ حجَّة، أَوْ إِمَام، أَوْ ضَابِط، أَوْ حَافظ، وَالْحجّة، أقوى من الثِّقَة، وَالْحجّة أقوى

من الثِّقَة. ثمَّ قَوْلهم: لَيْسَ بِهِ بَأْس أَوْ لَا بَأْس بِهِ عِنْد غير ابْن معِين على -مَا سياتي ذكر اصْطِلَاحه- أَوْ صَدُوق أَوْ مَأْمُون أَوْ خِيَار الْخلق. ثمَّ مَا أشعر بِالْقربِ من التجريح، وَهُوَ أدنى الْمَرَاتِب كَقَوْلِهِم: لَيْسَ بِبَعِيد من الصَّوَاب، أَوْ شيخ، أَوْ يروي حَدِيثه، أَوْ يعْتَبر بِهِ، أَوْ -صَالح الحَدِيث أَوْ يكْتب- حَدِيثه أَوْ مقارب الحَدِيث، أَوْ صُوَيْلِح، أَوْ صَدُوق إِن شَاءَ الله، وأرجو أن لَا بَأْس بِهِ وَنَحْو ذَلِك. هَذِه مَرَاتِب التَّعْدِيل.

ترجمہ:

امام سخاوی نے "شرح الفیۃ" میں اور علامہ سندی رحمہ اللہ نے "شرح النخبۃ" میں اس مقام پر اچھی تفصیل ذکر کی ہے، اور جرح وتعدیل میں سے ہر ایک کے لیے چھ مراتب بنائے، اور انہیں اچھی وضاحت سے بیان کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ الفاظِ تعدیل چھ مراتب پر ہیں۔ محدثین کے ہاں سب سے اعلی وہ وصف ہے جو مبالغہ پر دلالت کرے، یا اسے "أفعل" (صیغہ اسم تفضیل) کے ساتھ تعبیر کیا جائے، جیسے أوثق النَّاس واضبط النَّاس واليه الْمُنْتَهى فِي التثبيت اور اس کے ساتھ لَا اعرف لَهُ نظيرا فِي الدُّنْيَا لاحق کیا جاتا ہے۔ پھر جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہو، جیسے (ائمہ جرح وتعدیل) کا کہنا کہ فلَان لَا يسْأَل عَنهُ. پھر وہ جو توثیق پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے کسی لفظ کے ساتھ مؤکد کیا جائے، جیسے ثقة ثِقَة وَثَبت ثَبت اور سب سے زیادہ جو اس طرح پایا گیا، وہ ابن عیینہ کا قول ہے کہ حَدثنَا عَمْرو بن دِينَار وَكَانَ ثِقَة ثِقَة یہاں تک کہ نو مرتبہ تک کہا۔ اسی مرتبہ میں سے ابن سعد کا شعبہ کے

متعلق یہ قول کہ ثِقَة مَأْمُون ثَبت حجَّة صَاحب حَدِيث (یعنی ایک ہی لفظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کرنا یا مختلف قسم کے الفاظ پے درپے ذکر کرنا)۔ پھر وہ جس کے بارے میں توثیق پر دلالت کرنے والا صیغہ (یعنی کلمہ) منفرد (یعنی ایک بار) آجائے، جیسے ثقة اَوْ ثَبت اَوْ كَأَنَّهُ مصحف اَوْ حجَّة اَوْ امام اَوْ ضَابِط اَوْ حَافظ وَالْحجّة اقوى من الثِّقَة. اور الحجۃ زیادہ قوی تر ہے بنسبت ثقہ کے۔ پھر ان (ائمہ جرح وتعدیل) کا کہنا کہ لَيْسَ بِهِ بَأْس اَوْ لَا بَأْس بِهِ، ابن معین کے علاوہ، جس کی اصطلاح کا ذکر عنقریب آئے گا، یا صَدُوق اَوْ مَأْمُون اَوْ خِيَار الْخلق پھر وہ الفاظ جو جرح کے قریب سمجھے جاتے ہیں، اور یہ تمام مراتب میں سب سے کم درجے کا مرتبہ ہے، جیسا کہ ائمہ جرح وتعدیل کا کہنا کہ لَيْسَ بِبَعِيد من الصَّوَاب اَوْ شيخ اَوْ يروي حَدِيثه اَوْ يعْتَبر بِهِ اَوْ صَالح الحَدِيث اَوْ يكْتب حَدِيثه اَوْ مقارب الحَدِيث اَوْ صُوَيْلِح اَوْ صَدُوق ان شَاءَ الله وارجو ان لَا بَأْس بِهِ اور اس جیسے دیگر الفاظ، یہ تعدیل کے مراتب ہیں۔

الفاظِ جرح:

وأما مَرَاتِب الْجرْح فست، الأولى مِنْهَا مَا يدل على الْمُبَالغَة: كأكذب النَّاس، أَوْ إليه الْمُنْتَهى فِي الْكَذِب، أَوْ هُوَ ركن الْكَذِب، أَوْ منبعه، أَوْ معدنه وَنَحْو ذَلِك. الثَّانِيَة مَا هُوَ دون ذَلِك: كالدجال، والكذاب، والوضاع، فإنها وإن اشْتَمَلت على الْمُبَالغَة لَكِنَّهَا دون الأولى، وَكَذَا يضع أَوْ يكذب. الثَّالِثَة مَا يَليهَا: كقولهم: فلَان يسرق الحَدِيث، وَفُلَان مُتَّهم بِالْكَذِب،

أَوْ الْوَضع، أَوْ سَاقِط، أَوْ مَتْرُوك، أَوْ هَالك، أَوْ ذَاهِب الحَدِيث، أَوْ تَرَكُوهُ، أَوْ لَا يعْتَبر بِهِ أَوْ بحَديثه، أَوْ لَيْسَ بالثقة، أَوْ غير ثِقَة. الرَّابِعَة مَا يَليهَا: كَقَوْلِهِم: فلَان رد حَدِيثه، أَوْ مَرْدُود الحَدِيث، أَوْ ضَعِيف جدا، أَوْ واه بِمرَّة، أَوْ طرحوه، أَوْ مطروح الحَدِيث، أَوْ مطروح، أَوْ لَا يكْتب حَدِيثه، أَوْ لَا تحل كِتَابَة حَدِيثه، أَوْ لَا تحل الرِّوَايَة عَنهُ، وَلَيْسَ بشئ، أَوْ لَا شَيْء خلافًا لِابْنِ معِين. الخامسة مَا دونهَا، وَهِي فلَان لَا يحْتَج بِهِ، أَوْ ضَعَّفُوهُ، أَوْ مضطرب الحَدِيث، أَوْ لَهُ مَا يُنكر، أَوْ لَهُ مَنَاكِير، أَوْ مُنكر الحَدِيث، أَوْ ضَعِيف. السَّادِسَة وَهِي أسهلها: قَوْلهم: فِيهِ مقَال، أَوْ أدنى مقَال، أَوْ ضعف، أَوْ يُنكر مرّة وَيعرف أخرى، أَوْ لَيْسَ بِذَاكَ، أَوْ لَيْسَ بِالْقَوِيّ، أَوْ لَيْسَ بالمتين، أَوْ لَيْسَ بِحجَّة، أَوْ لَيْسَ بعمدة، أَوْ لَيْسَ بمأمون، أَوْ لَيْسَ بِثِقَة، أَوْ لَيْسَ بالمرضي، أَوْ لَيْسَ يحمدونه، أَوْ لَيْسَ بِالْحَافِظِ، أَوْ غَيره أوثق مِنْهُ، أَوْ فِيهِ شئ، أَوْ فِيهِ جَهَالَة، أَوْ لَا أدري مَا هُوَ، أَوْ ضَعَّفُوهُ، أَوْ فِيهِ ضعف، أَوْ سئ الْحِفْظ، أَوْ لين الحَدِيث، أَوْ فِيهِ لين -عِنْد غير الدَّارَقُطْنِيّ فإنه قَالَ: إذا قلت: لين، لَا يكون سَاقِطا مَتْرُوك الِاعْتِبَار وَلَكِن مجروحا بشئ لَا يسْقط بِهِ عَن الْعَدَالَة- وَمِنْه قَوْلهم: تكلمُوا فِيهِ نظر عِنْد غير البُخَارِيّ فإنه سَيَجِيءُ إصْطِلَاحه. هَذَا وليطلب تَفْصِيل أحكام هَذِه الْمَرَاتِب، وَمَا يتَعَلَّق بهَا من

الْكتب المبسوطة فِي أصول الحَدِيث.

ترجمہ:

جہاں تک جرح کے مراتب ہیں تو وہ چھ ہیں۔ پہلا مرتبہ ان میں سے وہ ہے جو مبالغہ پر دلالت کرے، جیسے أكذب النَّاس اَوْ اليه الْمُنْتَهى فِي الْكَذِب اَوْ هُوَ ركن الْكَذِب اَوْ منبعه اَوْ معدنه اور اس جیسے دوسرے الفاظ۔ دوسرا مرتبہ وہ ہے جو اس سے کم درجے کا ہو، جیسے الدجال والكذاب والوضاع کیونکہ یہ اگرچہ مبالغہ پر مشتمل ہے لیکن پہلے والے سے کم تر ہے، اسی طرح يضع اَوْ يكذب تیسرا مرتبہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے ان کا کہنا کہ فلَان يسرق الحَدِيث وَفُلَان مُتَّهم بِالْكَذِبِ اَوْ الْوَضع اَوْ سَاقِط اَوْ مَتْرُوك اَوْ هَالك اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ تَرَكُوهُ اَوْ لَا يعْتَبر بِهِ اَوْ بحَدِيثه اَوْ لَيْسَ بالثقة اَوْ غير ثِقَة چوتھا مرتبہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہو، جیسے فلَان رد حَدِيثه اَوْ مَرْدُود الحَدِيث اَوْ ضَعِيف جدا اَوْ واه بِمرَّة اَوْ طرحوه اَوْ مطروح الحَدِيث اَوْ مطروح اَوْ لَا يكْتب حَدِيثه اَوْ لَا تحل كِتَابَة حَدِيثه اَوْ لَا تحل الرِّوَايَة عَنهُ وَلَيْسَ بشيء اَوْ لَا شَيْء ابن معین کے برخلاف۔ (کیونکہ وَلَيْسَ بشيء اَوْ لَا شَيْء کے متعلق اس کی اپنی اصطلاح ہے)۔ پانچواں مرتبہ وہ ہے جو اس سے کم تر ہو، اور وہ فلَان لَا يحْتَج بِهِ اَوْ ضَعَّفُوهُ اَوْ مظطرب الحَدِيث اَوْ لَهُ مَا يُنكر اَوْ لَهُ مَنَاكِير اَوْ مُنكر الحَدِيث اَوْ ضَعِيف ہیں۔ چھٹا مرتبہ: اور وہ سب سے کمزور مرتبہ ہے، جیسے ان (ائمہ جرح وتعدیل) کا

رواۃ کے متعلق کہنا کہ فِيهِ مقَال اَوْ ادنى مقَال اَوْ ضعف اَوْ يُنكر مرّة وَيعرف اخرى اَوْ لَيْسَ بِذَاكَ اَوْ لَيْسَ بِالْقَوِيّ اَوْ لَيْسَ بالمتين اَوْ لَيْسَ بِحجَّة اَوْ لَيْسَ بعمدة اَوْ لَيْسَ بمأمون اَوْ لَيْسَ بِثِقَة اَوْ لَيْسَ بالمرضي اَوْ لَيْسَ يحمدونه اَوْ لَيْسَ بِالْحَافِظِ اَوْ غَيره اوثق مِنْهُ اَوْ فِيهِ شئ اَوْ فِيهِ جَهَالَة اَوْ لَا ادري مَا هُوَ اَوْ لَيْسَ بالمتين اَوْ لَيْسَ بِحجَّة اَوْ لَيْسَ بعمدة اَوْ الِاعْتِبَار وَلَكِن مجروحا بشئ لَا يسْقط بِهِ عَن الْعَدَالَة اور اس میں سے امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کا تكلمُوا فِيهِ او سكتو عنه او فِيهِ نظر کہنا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی اپنی اصطلاح کا ذکر عنقریب آجائے گا۔ اسی طرح ان مراتب کے احکام کی تفصیل اور اس کے متعلقات اصولِ حدیث کی بڑی کتابوں میں تلاش کئے جائیں۔

توضیح اور تشریح:

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں ''کذاب'' لفظ کے متعلق علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی کا قول نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اس لفظ کا اطلاق بہت سے متعنتین اس شخص پر بھی کرتے ہیں جسے وہم ہوتا ہو، یا حدیث میں غلطی کر جاتا ہو۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ من جملہ ان الفاظ کے ہے، کہ جن کو مطلق ذکر کیا جاتا ہے اور سبب کی تفسیر نہ بیان کی گئی ہو کیونکہ کذب لغوی حقیقت میں وہم یعنی غلطی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور تعمد یعنی قصداً کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔[1]

[1] (تعلیقات، ص:168)

المرصد الرَّابع

فِي فَوَائِد مُتَفَرِّقَة مُتَعَلقَة بالمباحث الْمُتَقَدّمَة مفيدة لمن يَسْتَفِيد من كتب أسماء الرِّجَال، وَيُرِيد تنقيد الأسانيد بدرك مَرَاتِب الرِّجَال، وَجمعهَا من خَواص هَذَا الْكتاب، فلينتفع بهَا أولوا الألباب.

ترجمہ:

چوتھا مرصد

متفرق فوائد کے بارے میں، جوگزشتہ مباحث سے متعلق ہیں، جوکہ اسماء الرجال کی کتابوں سے استفادہ اور رجال کے مراتب میں پختگی کے ساتھ اسانید کی تنقید کرنے والوں کے لیے مفید ہیں۔ اوراس کا جمع ہونا اس کتاب کے خصوصیات میں سے ہے، پس عقلمندوں کواس سے نفع اٹھانا چاہیے۔

إيقاظ من الْمُفَارقَة بَين قَوْلهم: حَدِيث صَحِيح الإسناد أَوْ حسن الإسناد، وَقَوْلهمْ: حَدِيث صَحِيح أَوْ حسن

ایقاظ نمبر 4، ائمہ جرح وتعدیل کے قول "حدیث صحیح الاسناد" یا "حسن الاسناد" اور "حدیث حسن" یا "حسن" کے درمیان فرق کرنا

قَوْلهم: هَذَا حَدِيث صَحِيح الْإِسْنَاد أَو حسن الْإِسْنَاد دون قَوْلهم: هَذَا حَدِيث صَحِيح أَوْ حسن؛ لأنه قد يُقَال: هَذَا حَدِيث صَحِيح الإسناد، وَلَا يَصح الحَدِيث؛ لكَونه شَاذا أَوْ معللا.

ترجمہ:

محدثین کا قول هَذَا حَدِيث صَحِيح الْإِسْنَاد یا حسن الْإِسْنَاد ان کے قول هَذَا حَدِيث صَحِيح یا حسن سے مختلف ہے، کیونکہ کبھی کبھار کہا جاتا ہے کہ هذا الحدیث صحیح الاسناد، جبکہ شاذ یا معلل ہونے کی وجہ سے حدیث صحیح نہیں ہوتی۔

استثنائی صورت:

غير أن الْمُصَنّف الْمُعْتَمد مِنْهُم إذا اقْتصر على قَوْله: صَحِيح الإسناد، وَلم يذكر لَهُ عِلّة قادحة، وَلم يقْدَح فِيهِ، فَالظَّاهِر منه الحكم بأنه صَحِيح فِي نَفسه لأَن عدم الْعلَّة، والقادح هُوَ الأصل، وَالظَّاهِر كَذَا ذكره ابْن الصّلاح فِي "مقدمته".

ترجمہ:

علاوہ اس کے اگر معتمد مصنف اپنے قول صحیح الاسناد پر اکتفاء کرے، اور اس کے لیے علتِ قادحہ ذکر نہ کرے، اور اس میں طعن بھی نہ کرے، تو بظاہر اس سے فی نفسہ صحیح ہونے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ عدمِ علت اور عدمِ طعن ہی اصل اور ظاہر ہے، اسی طرح ابن صلاح نے اپنے ''مقدمہ'' میں ذکر کیا ہے۔

استثنائی صورت پر استشہاد:

وَقَالَ الزين الْعِرَاقِيّ فِي "شرح الفيته": وَكَذَلِكَ إن اقْتصر من قَوْله: حسن الإسناد وَلم يعقبه بِضعْف، فَهُوَ أيضا مَحْكُوم لَهُ بالْحسنِ.

ترجمہ:

اور زین عراقی نے ''شرح الفیہ'' میں فرمایا کہ اسی طرح اگر اپنے قول میں حسن الاسناد پر اکتفاء کیا، اور اس کے بعد ضعف کا تذکرہ نہ کیا، تو وہ بھی محکوم لہ بالحسن ہے، (یعنی یہ ان روایات میں شمار کیا جائے گا جن پر حسن کا حکم لگایا گیا ہو)۔ (اس عبارت سے پتہ چلا کہ اگر کوئی معتبر شخصیت کسی روایت کے متعلق حسن الاسناد کہہ دے، اور اس روایت کے ضعف کے متعلق مزید کچھ نہ کہے، تو وہ روایت بھی حسن کے درجے کی ہو جاتی ہے، یعنی یہاں پر یہ نہیں کہا جائے گا، کہ یہ تو حسن الاسناد ہے اور حدیث حسن نہیں ہے، کیونکہ حسن الاسناد اور حدیث حسن میں فرق ہے، یہ اعتراض نہیں کیا جائے گا اور یہاں پر اس فرق کا اعتبار نہیں کیا جائے گا)۔



إيقاظ فِي مدى الحكم على الحَدِيث بِالصِّحَّةِ أَوْ الْحسن أَوْ الضعْف

ایقاظ نمبر 5، حدیث پر صحت یا حسن یا ضعف کا حکم لگانے کی غایت اور منتہیٰ

عبارت:

حَيْثُ قَالَ أهل الحَدِيث: هَذَا حَدِيث صَحِيح أَوْ حسن، فمرداهم فِيمَا ظهر لنا عملا بِظَاهِرِ الإسناد لَا أنه مَقْطُوع بِصِحَّتِهِ فِي نفس الأمر لجَوَاز الْخَطَأ وَالنِّسْيَان على الثِّقَة، وَكَذَا قَوْلهم: هَذَا حَدِيث ضَعِيف فمرداهم أنه لم تظهر لنا فِيهِ شُرُوط الصِّحَّة لَا أنه كذب فِي نفس الأمر لجَوَاز صدق الْكَاذِب وإصابة من هُوَ كثير الْخَطَأ. هَذَا هُوَ القَوْل الصَّحِيح الَّذِي عَلَيْهِ أكثر أهل الْعلم كَذَا فِي "شرح الألفية للعراقي" وَغَيره.

ترجمہ:

جہاں اہل حدیث (یعنی محدثین) کہیں کہ "ھذا الحدیث صحیح" یا "حسن"، تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ (یہ حدیث صحیح یا حسن ہے) ظاہرِ اسناد پر عمل کرتے ہوئے ہمارے لیے جو ظاہر ہوا۔ ثقہ سے خطاء اور بھول چوک ہونا جائز ہونے کی بنیاد پر یہ ایسا نہیں کہ نفس الامر میں بھی قطعی طور پر صحیح ہے۔

اسی طرح (محدثین) کا قول "ھذا حدیث ضعیف"، تو ان کی مراد یہ ہے کہ

ہمارے لیے اس (حدیث) میں شرائط صحت ظاہر نہیں ہوئے، جھوٹے کے سچا ہونے اور کثیر الخطاء (یعنی زیادہ غلطی کرنے والے) کے صحیح ہونے کے جواز کی بنیاد پر یہ ایسا نہیں کہ نفس الامر میں بھی جھوٹ ہے۔ یہی وہ صحیح بات ہے جس پر اکثر اہل علم متفق ہیں، اسی طرح ''شرح الالفیہ للعراقی'' میں بھی ہے۔

توضیح وتشریح:

مطلب یہ ہے کہ محدثین جب کسی حدیث کے بارے میں صحت یا ضعف کا حکم لگاتے ہیں، تو وہ ظاہر کو دیکھ کر حکم لگاتے ہیں، یعنی حدیث کی سند میں مذکور رواۃ میں غور کر کے حکم لگاتے ہیں، جس روایت کی سند میں مذکور رواۃ میں سے کوئی راوی بظاہر ضعیف ہو، تو اس خبر پر ضعف کا حکم لگاتے ہیں، اور جس روایت کی سند میں مذکور سارے رواۃ بظاہر ثقہ ہوں، تو اس روایت پر صحت کا حکم لگاتے ہیں۔ اور اس حکم کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ حدیث نفس الامر میں بھی ایسی ہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ روایت نفس الامر میں اس حکم کے برخلاف ہو، کیونکہ ثقہ راوی سے غلطی کا صدور ممکن ہے، اسی طرح جھوٹے راوی سے درست بات کا صدور ممکن ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے استاد محترم حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ المنیب صاحب تخصص فی الحدیث کے طلباء کے حدیثی فتاوی پر دستخط کرنے سے قبل ''ھذا ما ظھر لنا''، یا ''ھذا ما لاح لنا'' کے کلمات تحریر فرماتے تھے۔[1]

---

[1] حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ المنیب صاحب جامعہ فاروقیہ کے فاضل اور متخصص ہیں، جامعہ اشرف المدارس کراچی میں کافی عرصہ تک استاذ الحدیث اور شعبہ تخصص فی الحدیث کے نگران اعلی رہے۔ 2015ء سے جامعہ ہاشمیہ کراچی میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے، جہاں شعبہ تخصص فی الحدیث اور شعبہ تخصص فی الفقہ کی نگرانی بھی فرما رہے ہیں، نیز تفسیر قرآن کریم، اصلاحی مجالس اور رد فرق باطلہ کی مختلف علمی اور اصلاحی سرگرمیوں میں بھی مشغول ہیں۔ حفظہ اللہ تعالی ورعاہ۔



إيقاظ فِي أن نفي الصِّحَّة والثبوت لَا يلْزم مِنْهُ الحكم بالضعف أَوْ الْوَضع

ایقاظ نمبر 6، اس بارے میں کہ صحت اور ثبوت کی نفی سے ضعف یا وضع کا حکم لگانا لازم نہیں آتا

عبارت:

كثيرا مَا يَقُولُونَ: لَا يَصح وَلَا يثبت هَذَا الحَدِيث، ويظن مِنْهُ من لَا علم لَهُ أنه مَوْضُوع أَوْ ضَعِيف، وَهُوَ مَبْنِي على جهله بمصطلحاتهم وَعدم وُقُوفه على مصرحاتهم. فقد قَالَ عَليّ الْقَارِي فِي "تذكرة الموضوعات": لَا يلْزم من عدم الثُّبُوت وجود الْوَضع. انْتهى. وَقَالَ فِي مَوضِع أخر: لَا يلْزم من عدم صِحَّته وَضعه. انْتهى.

ترجمہ:

بہت دفعہ "محدثین" کہتے ہیں کہ "لا یصح" اور "لا یثبت ھذا الحدیث" (یعنی یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ حدیث ثابت نہیں)۔ اور بے علم آدمی اس سے یہ سمجھتا ہے کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے۔ اور یہ ان کی مصطلحات اور ان کی تصریحات سے لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "تذکرۃ الموضوعات" میں فرمایا کہ عدم ثبوت سے وضع کا پایا جانا لازم نہیں آتا۔ اور

ایک دوسری جگہ فرمایا کہ اس کی عدم صحت سے اس کی وضع لازم نہیں آتی۔

مذکورہ بالا مسئلے پر پہلا استشہاد:

وَقَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي تَخْرِيج أحاديث الأذكار الْمُسَمّى بـ "نتائج الافكار": ثَبت عَن أَحْمد بن حَنْبَل أنه قَالَ: لَا أعْلَم فِي التَّسْمِيَة أي فِي الْوضُوء حَدِيثا ثَابتا، قلت: لَا يلْزم من النَّفْي الْعلم ثُبُوت الْعَدَم، وعَلى التنزل لَا يلْزم من نفي الثُّبُوت ثُبُوت الضعْف لاحْتِمَال أن يُرَاد بالثبوت الصِّحَّة فَلَا يَنْتَفِي الْحسن، وعَلى التنزل لَا يلْزم من نفي الثُّبُوت عَن كل فَرد نَفْيه عَن الْمَجْمُوع. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "الاذکار" کی احادیث کی تخریج المسمی بہ "نتائج الافکار" میں فرمایا کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے، کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تسمیہ یعنی وضوء کے متعلق کوئی ثابت حدیث نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں، کہ علم کی نفی سے ثبوتِ عدم لازم نہیں آتا، اور ثبوت سے صحت کی نفی مراد ہونے کے احتمال کی وجہ سے بر سبیل تنزل نفی ثبوت سے ثبوتِ ضعف لازم نہیں آتا، کیونکہ اس صورت میں اس سے حسن منتفی نہیں ہوتا۔ اور اس سے بھی زیادہ بر سبیل تنزل ہر فرد کی ثبوت کی نفی سے مجموعے کی نفی لازم نہیں آتی۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ "لایثبت" کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حدیث

ہی نہیں، کیونکہ اس سے یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے، کہ اس حدیث کا علم اور پتہ نہیں، اسی طرح یہ بھی مراد لے سکتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح نہیں، جس کی وجہ سے ہم حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے، کیونکہ حدیث صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک تیسرا درجہ بھی ہے، جسے حدیث حسن کہتے ہیں، تو ہوسکتا ہے کہ وہ حدیث صحیح نہ ہو بلکہ حدیث حسن ہو، باقی نصوص سے بھی اسی طرز پر استدلال کرتے ہیں)۔

دوسرا استشہاد:

وَقَالَ نور الدّين السمهودي فِي "جَوَاهِر الْعقْدَيْنِ فِي فضل الشرفين": قلت: لَا يلْزم من قَول أَحْمَد فِي حَدِيث التَّوسعَة على الْعِيَال يَوْم عَاشُورَاء: (لَا يَصح) أن يكون بَاطِلا، فقد يكون غير صَحِيح وَهُوَ صَالح للاحتجاج بِهِ إذ الْحسن رتبة بَين الصَّحِيح والضعيف. انْتهى.

ترجمہ:

نورالدین السمہودی رحمہ اللہ نے "جواہر العقدین فی فضل الشرفین" میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام احمد رحمہ اللہ کا "حدیثِ توسع علی العیال یوم عاشوراء" کے متعلق "لا یصح" کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ باطل ہو، کیونکہ کبھی کبھار (حدیث) غیر صحیح ہوتی ہے درانحالیکہ وہ اس قابل ہوتی ہے کہ اس سے استدلال کیا جائے، کیونکہ صحیح اور ضعیف کے درمیان حسن بھی ایک درجہ ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے اس بات پر استدلال کرنا مقصود ہے، کہ "لا یصح" سے حدیث کا باطل ہونا مطلوب نہیں ہوتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حدیث صحیح نہ ہو، اور ضعیف بھی نہ

ہو، بلکہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک تیسرے درجے کا ہو یعنی حسن ہو۔)

تیسرا استشہاد:

وَقَالَ الزَّرْكَشِي فِي "نكته" على ابْن صَلَاح: بَين قَوْلنَا: مَوْضُوع وَبَين قَوْلنَا: لَا يَصح بون كثير، فإن الأول إثبات الْكَذِب والاختلاق، وَالثَّانِي إخبار عَن عدم الثُّبُوت، وَلَا يلْزم مِنْهُ إثبات الْعَدَم، وَهَذَا يَجِيء فِي كل حَدِيث قَالَ فِيهِ ابْن الْجَوْزِيّ: لَا يَصح وَنَحْوه. انْتهى. وَقَالَ أيضا: لَا يلْزم مِنْهُ أن يكون مَوْضُوعا، فإن الثَّابِت يَشْمَل الصَّحِيح، والضعيف دونه.

ترجمہ:

علامہ زرکشی نے ''نکت علی ابن صلاح'' میں فرمایا کہ ہمارے قول ''موضوع'' اور ہمارے ''قول لا یصح'' کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے، کیونکہ پہلا اثباتِ کذب اور اختلاق ہے اور دوسرا عدمِ ثبوت کے متعلق خبر دینا ہے۔ اور اس (عدم ثبوت کے خبر دینے) سے عدم کا اثبات لازم نہیں آتا۔ اور یہ ہر اس حدیث میں آتا ہے جس کے متعلق ابن الجوزی نے ''لا یصح'' وغیرہ کہا ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ثابت صحیح کو شامل ہے اور ضعیف اس سے کم تر ہوتا ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے اس بات پر استدلال کرنا مقصود ہے، کہ ''لا یصح'' کہنے سے حدیث کے ضعف کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ ''لا یصح'' اور ''موضوع'' کے درمیان فرق ہے، کیونکہ ''لا یصح'' کا مطلب یہ ہے کہ قائل اس حدیث کے ثابت نہ ہونے

کے متعلق بتارہا ہے، جس سے یہ بات لازمی طور پر معلوم نہیں ہوتی ہے کہ اب یہ حدیث ثابت ہی نہیں، وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ حدیث صحیح نہ ہو بلکہ حسن ہو۔)

چوتھا استشہاد:

وَقَالَ الحافظ ابْن حجر فِي "القول المسدد فِي الذب عَن مُسْنَد أَحْمَد" فِي بحث حَدِيث عُمُوم مغْفرَة الْحجَّاج: لَا يلْزم من كَون الحَدِيث لم يَصح أن يكون مَوْضُوعا. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر نے ''القول المسدد فی الذب عن مسند احمد'' میں ''عموم مغفرت الحجاج'' والی حدیث کی بحث میں فرمایا کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

پانچواں استشہاد:

وَقَالَ على الْقَارِي فِي "تذكرة الموضوعات" تَحت حَدِيث (من طَاف بِهَذَا الْبَيْت أسبوعا...): مَعَ أن قَول السخاوي: لَا يَصح لَا يُنَافِي الضعْف وَالْحسن. انْتهى.

ترجمہ:

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الموضوعات'' میں من طَاف بِهَذَا الْبَيْت أسبوعا... کے تحت امام سخاوی رحمہ اللہ کے قول ''لا یصح'' کے ساتھ فرمایا کہ یہ ضعف اور حسن کے منافی نہیں ہے۔

چھٹا استشہاد:

وَقَالَ مُحَمَّد بن عبد الْبَاقِي الزَّرْقَانِيّ فِي "شرح الْمَوَاهِب

اللدنية" للقسطلاني عِنْد ذكر حَدِيث (يطلع الله لَيْلَة النّصْف من شعْبَان فَيغْفر لجَمِيع خلقه إلا لمشرك أَوْ مُشَاحِن): وَنقل الْقُسْطَلَانِيّ عَن ابْن رَجَب أن ابْن حبان صَححهُ: فِيهِ رد على قَول ابْن دحْيَة: لم يَصح فِي لَيْلَة نصف شعْبَان شَيْء إلا أن يُرِيد نفي الصِّحَّة الإصطلاحية، فإن حَدِيث معَاذ هَذَا حسن لَا صَحِيح. انْتهى.

ترجمہ:

علامہ قسطلانی کی ''المواہب اللدنیہ'' کی شرح ''شرح المواہب اللدنیۃ'' میں حدیث **يطلع الله لَيْلَة النّصْف من شعْبَان فَيغْفر لجَمِيع خلقه إلا لمشرك أَوْ مُشَاحِن** کے ذکر کے وقت اور قسطلانی کا ابن رجب سے یہ بات نقل کرنے کے وقت کہ ابن حبان نے اس کی تصحیح فرمائی، محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں ابن دحیہ کے اس قول پر رد ہے کہ لیلۃ نصف شعبان کے متعلق (کوئی حدیث) بھی صحیح نہیں، الّا یہ کہ اس سے اصطلاحی صحت کی نفی مراد لی جائے، کیونکہ معاذ کی یہ حدیث حسن ہے صحیح نہیں۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(یعنی محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ نے فرمایا کہ لیلہ نصف شعبان کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، جبکہ ابن حبان اس حدیث کو صحیح ٹھہراتے ہیں، تو یہ ابن دحیہ کے قول کی تردید ہوئی، البتہ اگر ابن دحیہ کی مراد اصطلاحی صحیح ہے، تو پھر ابن حبان کے قول سے تردید نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ حدیث اصطلاحی صحیح نہیں

بلکہ حسن ہے، ہاں اگر صحیح سے مراد عدم ثبوت ہے تو پھر ابن حبان کی قول سے تردید شمار کی جائے گی)۔

مزید تحقیقات کے خواہشمند حضرات کے لیے:

وَفِي الْمَقام أبحاث ذَكرنَاهَا فِي تعليقات رسالتنا "تحفة الطّلبَة فِي مسح الرَّقَبَة" الْمُسَمَّاة بـ "تحفة الكملة على حَوَاشِي تحفة الطّلبَة"، فَعَلَيْك بمطالعتها، فإنها مفيدة للطلبة.

ترجمہ:

اس مقام پر کئی ابحاث ہیں جنہیں ہم نے اپنے رسالہ ''تحفۃ الکملۃ علی حواشی تحفۃ الطلبۃ'' کی تعلیقات ''تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ'' میں ذکر کیا ہے۔ آپ پر اس کا مطالعہ لازم ہے کیونکہ وہ طلبہ کے لیے مفید ہے۔



إيقاظ فِي الْفرق بَين قَوْلهم: حَدِيث مُنكر، ومنكر الحَدِيث، ويروي الْمَنَاكِير

ایقاظ نمبر 7، محدثین کے قول حدیث منکر، منکر الحدیث اور یروی المناکیر کے درمیان فرق کے بیان میں

مسئلہ:

بَين قَوْلهم: هَذَا حَدِيث مُنكر وَبَين قَوْلهم: هَذَا راوي مُنكر الحَدِيث وَبَين قَوْلهم: يروي الْمَنَاكِير فرق وَمن لم يطلع عَلَيْهِ زل وأضل وابتلى بِالْغَرَقِ.

ترجمہ:

محدثین کے قول "ھذا حدیث منکر" اور ان کے قول "ھذا الراوی منکر الحدیث" اور ان کے قول "یروی المناکیر" میں فرق ہے۔ جو اس پر مطلع نہ ہوا وہ پھسل گیا، گمراہ ہو گیا اور ہلاکت میں مبتلاء ہوا۔

گمان نمبر 1 کی تردید:

وَلَا تَظنن من قَوْلهم: هَذَا حَدِيث مُنكر أن راويه غير ثِقَة فكثيرا مَا يطلقون النكارة على مُجَرّد التفرد وإن اصْطلحَ الْمُتَأَخّرُونَ على أن المنكر هُوَ الحَدِيث الَّذِي رَوَاهُ ضَعِيف مُخَالفا لثقة، وأما إذا خَالف الثِّقَة غَيره من الثِّقَات فَهُوَ شَاذ.

ترجمہ:

محدثین کے قول ''ھذا احدیث منکر'' سے یہ گمان نہ کرنا کہ اس کا راوی غیرِ ثقہ ہے، کیونکہ محدثین اکثر نکارت کا اطلاق صرف تفرد پر بھی کرتے ہیں۔ اگرچہ متاخرین نے یہ اصطلاح بنائی کہ منکر وہ حدیث ہے جسے ثقہ کی مخالفت کرتے ہوئے ضعیف راوی روایت کرے۔ اور جہاں پر ثقہ دوسرے ثقات کی مخالفت کرے تو وہ شاذ ہے۔

گمان نمبر 2 کی تردید:

وَكَذَا لَا تظنن من قَوْلهم: فلَان روى الْمَنَاكِير أَوْ حَدِيثه هَذَا مُنكر وَنَحْو ذَلِك: أنه ضَعِيف.

ترجمہ:

اسی طرح ان کے قول ''فلان روی المناکیر'' یا ''حدیثہ ھذا منکر'' اور اس جیسے دوسرے کلمات سے یہ گمان نہ کرنا کہ وہ ضعیف ہے۔

مذکورہ بالا مسئلے کے متعلق تائیدات وشواہد:

پہلی تائید واستشہاد:

قَالَ الزين الْعِرَاقِيّ فِي "تَخْرِيج أحاديث احياء الْعُلُوم": كثيرا مَا يطلقون الْمُنكر على الرَّاوِي؛ لكَونه روى حَدِيثا وَاحِدًا. انْتهى.

ترجمہ:

علامہ زین العراقی نے ''تخریج احادیث احیاء العلوم'' میں فرمایا کہ (محدثین) اکثر کسی راوی پر بوجہ ایک روایت نقل کرنے کے منکر کا اطلاق کرتے ہیں۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ منکر کا اطلاق کرنے سے راوی ضعیف نہیں ہوتا، بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس راوی نے ایک ہی روایت نقل کی ہے، کیونکہ محدثین اس راوی پر بھی منکر کا اطلاق کرتے ہیں، جس نے صرف ایک ہی روایت نقل کی ہو۔)

دوسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": وَقد يُطلق ذَلِك على الثِّقَة إذا روى الْمَنَاكِير عَن الضُّعَفَاء قَالَ الْحَاكِم: قلت للدارقطني: فسليمان ابْن بنت شُرَحْبِيل؟ قَالَ: ثِقَة قلت: اليسْ عِنْده مَنَاكِير؟ قَالَ: يحدث بهَا عَن قوم ضعفاء اما هُوَ فَثِقَة انتهى.

ترجمہ:

امام سخاوی رحمہ اللہ نے فتح المغیث میں فرمایا کہ کبھی کبھار اس کا اطلاق ثقہ پر ہوتا ہے جب وہ ضعفاء سے مناکیر روایت کرے۔ حاکم نے فرمایا کہ میں نے دارقطنی سے کہا کہ سلیمان بن بنت شرحبیل کیسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ثقہ ہے، میں نے عرض کیا کہ کیا ان کے پاس مناکیر نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ان (مناکیر) کو ضعیف لوگوں سے بیان کرتا ہے، جہاں تک ان کی بات ہے تو بذاتِ خود وہ ثقہ ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس سے یہ بات ثابت کرنا مقصود ہے کہ ''نکارت'' کا اطلاق ثقہ پر بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا اس کے اطلاق کی صورت میں راوی پر ضعف کا حکم لگانا

درست نہیں، کیونکہ وہ شخص جو بذات خود ثقہ ہو، لیکن ضعفاء سے مناکیر نقل کرتا ہو، اس پر بھی اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔)

تیسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "ميزَان الِاعْتِدَال" فِي تَرْجَمَة عبد الله بن مُعَاوِيَة الزبيرِي: قَوْلهم: مُنكر الحَدِيث لَا يعنون بِهِ أن كل مَا رَوَاهُ مُنكر بل إذا روى الرجل جملَة وَبَعض ذَلِك مَنَاكِير فَهُوَ مُنكر الحَدِيث، وَقَالَ أيضا فِي تَرْجَمَة أَحْمد بن عتاب الْمروزِي: قَالَ أَحْمد بْن سعيد بن معدان: شيخ صَالح روى الْفَضَائِل والمناكير، قلت: مَا كل من روى الْمَنَاكِير يضعف. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الاعتدال'' میں عبداللہ بن معاویہ الزبیری کے حالات میں فرمایا کہ محدثین کی منکر الحدیث کہنے سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ جو بھی اس نے روایت کیا ہے وہ سب منکر ہے، بلکہ جب آدمی بہت سی روایات نقل کرتا ہے اور ان میں سے بعض مناکیر ہیں، تو وہ منکر الحدیث ہے۔ اور احمد بن عتاب المروزی رحمہ اللہ کے حالات میں بھی فرمایا کہ احمد بن سعید بن معدان نے فرمایا کہ شیخ صالح، روی الفضائل والمناکیر، میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جو مناکیر روایت کرے اس کی تضعیف کی جائے گی۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے، کہ جس راوی پر ''منکر الحدیث'' کا اطلاق ہو جائے، اس کی تمام روایات رد نہیں کی جائیں گی، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس

راوی کی تمام روایات میں سے اکثر روایات منا کیر ہیں، جس سے پتہ چلا کہ کچھ روایات صحیح بھی ہیں، نیز اس کے اطلاق سے زیادہ سے زیادہ اس کی روایات رد کر دی جائیں گی، رہی اس کی ذات کی بات، تو وہ بذاتِ خود ضعیف نہیں سمجھا جائے گا)

چوتھی تائید و استشہاد:

وَقَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي مُقَدّمَة فتح الْبَارِي" عِنْد ذكر مُحَمَّد بن ابراهيم التَّيْمِيّ وتوثيقه مَعَ قَول احْمَد فِيهِ: يروي احاديث مَنَاكِير قلت: الْمُنكر أطلقه احْمَد بن حَنْبَل وَجَمَاعَة على الحَدِيث الْفَرد الَّذِي لَا متابع لَهُ فَيحمل هَذَا على ذَلِك وَقد احْتج بِهِ الْجَمَاعَة. انْتهى. وَقَالَ أَيْضا عِنْد ذكر تَرْجَمَة بريد بن عبد الله: احْمَد وَغَيره يطلقون الْمَنَاكِير على الْأَفْرَاد الْمُطلقَة. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "مقدمۃ فتح الباری" میں محمد بن ابراہیم التیمی کے ذکر اوران کے متعلق احمد کے قول "یروی احادیث منا کیر" کے باوجود توثیق کے وقت فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور پوری ایک جماعت نے منکر کا اطلاق اس حدیث مفرد پر کیا ہے جس کا کوئی متابع نہ ہو، تو یہ بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، (یعنی محمد بن ابراہیم التیمی کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ کا یہ کہنا، کہ "یروی احادیث منا کیر"، کیونکہ اس سے ضعف ثابت نہیں ہوتا)۔ درانحالیکہ جماعت نے اس کے ذریعے سے استدلال کیا ہے۔ اور برید بن عبد اللہ کے حالات ذکر کرتے وقت بھی فرمایا کہ امام احمد وغیرہ منا کیر کا

اطلاق افراد مطلقہ پر کرتے ہیں۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ محمد بن ابراہیم تیمی خود ثقہ ہیں، اس کے باوجود امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے متعلق ''یروی احادیث مناکیر'' کہا ہے۔ یہاں پر یہ راوی اس عبارت کی وجہ سے ضعیف نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ یہ الفاظ اس راوی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں، کہ جس نے ایسا تفرد اختیار کیا ہو، جس کا کوئی حدیث متابع نہ ہو۔ لہٰذا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ان الفاظ کی وجہ سے کسی کا ضعف ثابت نہیں کیا جاسکتا)۔

پانچویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": قَالَ ابْن دَقِيق الْعِيد فِي "شرح الالمام": قَوْلهم: روى مَنَاكِير لَا يَقْتَضِي بِمُجَرَّدِهِ ترك رِوَايَته حَتَّى تكْثر الْمَنَاكِير فِي رِوَايَته وَيَنْتَهِي إِلَى أَن يُقَال فِيهِ: مُنكر الحَدِيث لَان مُنكر الحَدِيث وصف فِي الرجل يسْتَحق بِهِ التّرْك لحديثه والعبارة الأخرى لَا تَقْتَضِي الديمومة، كَيفَ وَقد قَالَ احْمَد بن حَنْبَل فِي مُحَمَّد بن ابراهيم التَّيْمِيّ: يروي أَحاديث مُنكرَة وَهُوَ مِمَّن اتّفق عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ، وإليه الْمرجع فِي حَدِيث (إنما الاعمال بِالنِّيَّاتِ) انْتهى.

ترجمہ:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''فتح المغیث'' میں فرمایا کہ ابن دقیق العید نے ''شرح الالمام'' میں فرمایا کہ محدثین کا محض ''روی مناکیر'' ذکر کرنا اس راوی کی

روایت کے ترک کرنے کا تقاضا نہیں کرتا، یہاں تک کہ اس کی روایت میں مناکیر زیادہ ہوجائیں، اور یہاں تک پہنچ جائے کہ اس کے متعلق یہ کہا جائے کہ "منکر الحدیث"، کیونکہ منکر الحدیث آدمی میں ایک ایسا وصف ہے جس کی وجہ سے اس کی حدیث ترک کرنے کا مستحق ہوجاتی ہے۔ اور دوسری عبارت (یعنی روی مناکیر، یروی المناکیر اور فی حدیثہ نکارۃ) دوام کا تقاضا نہیں کرتی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے محمد بن ابراہیم التیمی کے متعلق فرمایا کہ "یروی احادیث منکرۃ" حالانکہ وہ ان رواۃ میں سے ہے جن پر شیخین (یعنی امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ) نے اتفاق کیا، اور حدیث إنما الاعمال بِالنِّیَّاتِ میں بھی مرجع اسی کی طرف ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ منکر الحدیث سے ضعف ثابت ہوسکتا ہے، جبکہ روی مناکیر، یروی المناکیر اور فی حدیثہ نکارۃ سے ضعف ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ بہت سے ایسے رواۃ کے متعلق یہ دوسری قسم کے الفاظ کہے گئے ہیں، جن سے صحیحین وغیرہ میں بھی استدلال ہوا ہے، اس سے پتہ چلا کہ یہ الفاظ ضعف کا تقاضا نہیں کرتے)۔

چھٹی تائید واستشہاد:

وَقَالَ أَبُو المحاسن الشَّيْخ قَائِم بن صَالح السندي ثمَّ الْمدنِي فِي رسَالَته "فوز الْكِرَام بِمَا ثبث فِي وضع الْيَدَيْنِ تَحت السُّرَّة أَوْ فَوْقهَا تَحت الصَّدْر عَن الشَّفِيع المظلل بالغمام" بعد ذكر تَعْرِيف الشاذ وَالْمُنكر: فإذا أحطت علما بِهَذَا علمت أن قَول من قَالَ فِي أحد: هو مُنكر الحدبث جرح مُجَرّد إذ

حَاصله أنه ضَعِيف خَالف الثِّقَات وَلَا ريب أن قَوْلهم: هَذَا ضَعِيف جرح مُجَرّد فَيمكن أن يكون ضعفه عِنْد الجَارِح بِمَا لَا يرَاهُ الْمُجْتَهد الْعَامِل بروايته جرحا. فإن قيل: إن الإنكار جرح مُفَسّر كَمَا صرح بِهِ الْحفاظ، أجيب بِأَن معنى مُنكر الحَدِيث كَمَا سَمِعت ضَعِيف خَالف الثِّقَة والاسباب الحاملة للائمة على الْجرْح مُتَفَاوِتَة مِنْهَا مَا يقْدَح وَمِنْهَا، لَا يقْدَح فَرُبمَا ضعف بِشَيْء لَا يرَاهُ الاخر جرحا وَمَعَ قطع النّظر عَن هَذَا التَّحْقِيق لَا تضر النكارة إلا عِنْد كَثْرَة الْمُخَالفَة للثقات. انْتهى.

ترجمہ:

ابوالمحاسن الشیخ قائم بن صالح السندی ثم المدنی نے اپنے رسالہ ''فوز الکرام بما ثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ اوفوقھا تحت الصدرعن الشفیع المظلل بالغمام'' میں شاذ اور منکر کی تعریف ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جب آپ کو اس کا علم ہو گیا، تو آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کا کسی کے متعلق یہ کہنا کہ ''ھو منکر الحدیث'' یہ ایک مجرد جرح ہے۔ کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک ضعیف (راوی) ہے جس نے ثقات کی مخالفت کی۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ محدثین کا یہ کہنا کہ ''ھذا ضعیف'' ایک جرح مجرد ہے، لہٰذا یہ ممکن ہے کہ اس کا ضعف جارح کے ہاں اس چیز کی وجہ سے ہو جسے اس کی روایت پر عمل کرنے والا مجتہد کوئی جرح نہ سمجھتا ہو۔ (جرح مجرد سے مراد وہ جرح ہے جس میں کوئی سبب جرح ذکر نہ کیا ہو، اب اگر کسی راوی کے متعلق

''ھومنکرالحدیث'' کے الفاظ سے کسی نے جرح کردی، تو یہ جرح مجرد ہوئی، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ضعیف راوی ہے جو کہ ثقات کی مخالفت کررہاہے۔ اور کسی کے متعلق صرف ''ھذا ضعیف'' کہنا بھی مجرد جرح ہے، کیونکہ ہوسکتاہے کہ جارح نے اس پر کسی ایسے سبب کی بنیاد پر جرح کی ہو جواس کے ہاں تو وہ سبب جرح ہو لیکن دوسرے مجتہدین کے ہاں وہ چیز سبب جرح نہ ہو، تو جس طرح ''ھذا ضعیف'' سے صحیح طریقے پر جرح ثابت نہیں ہوتی اسی طرح ''منکرالحدیث'' کہنے سے بھی جرح ثابت نہیں ہوتی، جو حقیقت میں ''ھذا ضعیف'' کی طرح ہی ہے)۔

اگر یہ کہاجائے کہ ''انکار'' جرح مفسر ہی ہے، جیسا کہ حفاظ نے اس کی تصریح کی ہے۔تواس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ منکرالحدیث کا معنی جیسا کہ آپ نے سنا یہ ہے کہ وہ ضعیف جو ثقہ کی مخالفت کرے، اور ائمہ کو جرح پر ابھار دینے والے اسباب متفاوت ہیں۔بعض ان میں سے وہ ہیں جو عیب دار ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو عیب دار نہیں ہوتے۔ پس بسا اوقات کسی ایسی چیز کے بسبب ضعیف قرار دیا جاتا ہے جسے دوسرا جرح نہیں سمجھتا۔قطع نظر اس تحقیق کے ''نکارۃ'' پھر بھی مضر نہیں سوائے ثقات کی زیادہ مخالفت کے وقت۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہی بتانا مقصود ہے، کہ منکرالحدیث کے اطلاق سے جو ضعف ثابت ہوتا ہے وہی ضعف ضعیف کے اطلاق سے بھی ثابت ہوتا ہے، اور یہ دونوں جرح مجرد ہیں، جس میں یہ احتمال باقی ہے کہ جس امام کے ہاں جن اسباب کی وجہ سے کوئی راوی مجروح ہوا ہے، ہوسکتا ہے دوسرے امام کے ہاں وہ اسبابِ ضعف نہ

ہوں، کیونکہ اسبابِ جرح میں ائمہ جرح وتعدیل متفاوت ہیں، اس لیے ان الفاظ کے کہنے سے جرح ثابت نہیں ہوسکتی)۔

ساتویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ أيضا: من ضعفه يَعْنِي عبد الرحمن بن الوَاسِطِيّ رَاوي حَدِيث وضع الْيَد تَحت السُّرَّة الْمخْرج فِي "سنن أبي دَاوُد" إنما ضعفه لانه خَالف فِي بعض الْمَوَاضِع الثِّقَات وَتفرد فِي بَعْضهَا بالروايات وَهُوَ لَا يضر وانما تضر كَثْرَة الْمَنَاكِير وَكَثْرَة مُخَالفَة الثِّقَات وَلم تثبت. انْتهى.

ترجمہ:

اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے عبد الرحمن بن الواسطی یعنی "وضع الیدین تحت السرۃ" والی حدیث کے راوی کو ضعیف قرار دیا، جس کی تخریج سنن ابی داود میں ہوئی ہے، اس کو ضعیف اس لیے قرار دیا کہ اس نے بعض جگہوں پر ثقات کی مخالفت کی، اور بعض جگہوں پر روایات میں تفرد اختیار کیا اور یہ چیز مضر (یعنی نقصان دہ) نہیں، بلکہ مناکیر کی کثرت اور ثقات کی زیادہ مخالفت مضر (یعنی نقصان دہ) ہے، جو کہ ثابت نہیں۔ (یعنی جو چیز نقصان دہ ہے وہ ثابت نہیں اس لیے اسے ضعیف نہیں کہہ سکتے)۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ راوی کا دوسرے کسی راوی کی مخالفت کر کے تفرد اختیار کرنا اس کی ثقاہت کے لیے نقصان دہ نہیں، البتہ کثرت سے دوسرے ثقات کی مخالفت اختیار کرنا نقصان دہ ہے)۔

آٹھویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي "مُقَدّمَة فتح الْبَارِي" فِي تَرْجَمَة ثَابت بن عجلَان الأنصاري: قَالَ الْعقيلِيّ: لَا يُتَابع على ① حَدِيثه وَتعقب ذَلِك أَبُو الْحسن ابْن الْقطَّان بَان ذَلِك لَا يضرّهُ إِلا إِذا كثرت مِنْهُ رِوَايَة الْمَنَاكِير وَمُخَالفَة الثقات، وَهُوَ كَمَا قَالَ. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "مقدمہ فتح الباری" میں ثابت بن عجلان الانصاری کے حالات میں فرمایا کہ عقیلی نے فرمایا کہ اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی جائے گی، اس کا تعاقب ابوالحسن ابن القطان نے کیا کہ یہ اس (راوی) کے لیے نقصان دہ نہیں مگر یہ کہ اس سے مناکیر کی روایت اور ثقات کی مخالفت زیادہ ہوجائے، اور وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے بھی یہی بتانا چاہتے ہیں کہ عقیلی رحمہ اللہ نے راوی پر لا یتابع علی حدیثہ کے ذریعے اس لیے جرح کی کہ اس راوی نے تفرد اختیار کیا تھا، تو اس وجہ سے عقیلی کا جرح کردینا درست نہیں کیونکہ صرف تفرد اختیار کرنے کی وجہ سے راوی ضعیف نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا تفرد زیادہ ہوجائے)۔

نویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي "تدريب الرَّاوِي شرح تقريب النواوي":

① فتح الباری میں وقال العقيلي لا يتابع في حديثه کے الفاظ ہیں یعنی علی کی بجائے فی کا کلمہ ہے۔

وَقع فِي عبارتهم أنكر مَا رَوَاهُ فلَان كَذَا وان لم يكن ذَلِك الحَدِيث ضَعِيفا. قَالَ ابْن عدي: انكر مَا روى بريد بن عبد الله بن ابي بردة "اذا اراد الله بامة خيرا قبض نبيها قبلهَا." قَالَ: وَهَذَا طَرِيق حسن رواته ثِقَات وَقد ادخله قوم فِي صحاحهم. انْتهى.

ترجمہ:

سیوطی رحمہ اللہ نے "تدریب الراوی شرح تقریب النووی" میں فرمایا کہ محدثین کی عبارات میں أنكر مَا رَوَاهُ فلَان كَذَا واقع ہوا ہے، اگرچہ وہ حدیث ضعیف نہیں ہوتی۔ ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انكر مَا روى بريد بن عبد الله بن ابي بردة (یعنی سب سے منکر روایت جسے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ) اذا اراد الله بامة خيرا قبض نبيها قبلهَا، سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ طریق حسن ہے، اس کے رواۃ ثقہ ہیں، اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحاح میں داخل کیا ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہی استدلال کرنا چاہتے ہیں کہ "انکر مارواہ فلان کذا" کہنے سے ضعف پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ اس عبارت کا اطلاق بہت سے ثقہ رواۃ پر بھی ہوا ہے)۔

دسویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ أيضا: قَالَ الذَّهَبِيّ: أنكر مَا للوليد بن مُسلم من الأحاديث: حَدِيث حفظ الْقرَان، وَهُوَ عِنْد التِّرْمِذِيّ

وَحسنه، وَصَححهُ الحَاكِم على شَرط الشَّيْخَيْنِ. انْتهى.

ترجمہ:

(سیوطی رحمہ اللہ نے) یہ بھی فرمایا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احادیث میں سے ولید بن مسلم کی سب سے منکر حدیث حفظ القرآن والی حدیث ہے، حالانکہ وہ ترمذی کے ہاں بھی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کر کے علی شرط شیخین قرار دیا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے بھی یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ کسی حدیث پر منکر کا اطلاق ہونے سے وہ روایت ضعیف نہیں ہوسکتی، کیونکہ حسن اور شیخین کی شرائط پر پوری اترنے والی روایات پر اس کا اطلاق ہوا ہے، جس سے پتہ چلا کہ اس کے اطلاق سے ضعف ثابت نہیں ہوتا)۔

گیارھویں تائید و استشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" عِنْد تَرْجَمَة أبان بن جبلة الْكُوفِي وترجمة سُلَيْمَان بن دَاوُد اليمامي: إن البُخَارِيّ قَالَ: كل من قلت فِيهِ: مُنكر الحَدِيث فَلَا تحل الرِّوَايَة عَنهُ. انْتهى.

ترجمہ:

ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الاعتدال'' میں ابان بن جبلۃ الکوفی اور سلیمان بن داود الیمامی کے حالات میں فرمایا کہ بے شک بخاری نے فرمایا کہ ہر وہ راوی جس کے متعلق میں کہوں کہ ''منکر الحدیث'' تو اس کی روایت جائز نہیں۔ (یعنی نکارت کے متعلق محدثین کی اصطلاحات مختلف ہیں، بعض کے ہاں یہ

سبب ضعف ہے اور بعض کے ہاں نہیں ہے)۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

(اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ نکارت کے اطلاق کے دوران اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، کہ یہ اطلاق کس امام کی طرف سے ہوا ہے کیونکہ ائمہ جرح وتعدیل کی اپنی اپنی اصطلاحات ہیں، جن کے استعمال کے دوران وہ جو مراد لیتے ہیں، دوسرے ائمہ وہ مراد نہیں لیتے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں نکارت کے اطلاق سے روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہوتا)۔

تنبیہات از مصنف رحمہ اللہ:

پہلی تنبیہ:

قلت: فَعَلَيْك يَا من ينْتَفع من "ميزَان الِاعْتِدَال" وَغَيره من كتب أسماء الرِّجَال ألا تغتر بِلَفْظ الإنكار الَّذِي تَجدهُ مَنْقُولًا من أهل النَّقْد فِي الاسفار بل يجب عَلَيْك أن تثبت وتفهم أن الْمُنكر إذا أطلقه البُخَارِيّ على الرَّاوِي فَهُوَ مِمَّن لَا تحل الرِّوَايَة عَنهُ، وأما إذا أطلقه أَحْمد وَمن يحذو حذوه فَلَا يلْزم أن يكون الرَّاوِي مِمَّن لَا يحْتَج بِهِ.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ اے ''میزان الاعتدال'' اور دیگر اسماء الرجال کی کتابوں سے مستفید ہونے والے آپ پر لازم ہے کہ آپ بڑی کتابوں میں اہل نقد سے منقول لفظِ ''انکار'' کے پائے جانے سے دھوکہ نہ کھائیں، بلکہ آپ پر لازم ہے کہ آپ تثبت سے کام لے اور یہ سمجھ لیں کہ لفظِ منکر کا اطلاق جب

کسی راوی پر امام بخاری رحمہ اللہ کریں تو وہ راوی ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن سے روایت کرنا جائز نہیں۔ اور اگر امام احمد رحمہ اللہ یا ان کے نقش قدم پر چلنے والے ائمہ (کسی راوی پر) اس کا اطلاق کریں تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ راوی ان لوگوں میں سے ہے جن سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

دوسری تنبیہ:

وأن تفرق بَين روى الْمَنَاكِير اَوْ يروي الْمَنَاكِير اَوْ فِي حَدِيثه نَكَارَة وَنَحْو ذَلِك، وَبَين قَوْلهم: مُنكر الحَدِيث وَنَحْو ذَلِك بَأن الْعبارَات الاولى لَا تقدح الرَّاوِي قدحا يعْتد بِهِ والاخرى تجرحه جرحا معتدا بِهِ.

ترجمہ:

(اور آپ پر لازم ہے) کہ آپ ''روی المناکیر، یا یروی المناکیر، یا فی حدیثہ نکارۃ'' اور اس جیسے دیگر الفاظ میں اور محدثین کے قول ''منکر الحدیث'' اور اس جیسی دیگر عبارات میں فرق کریں، بایں طور کہ پہلی قسم کی عبارات راوی کو ایسا عیب دار نہیں کرتیں جس کو عیب شمار کیا جاتا ہو، اور دوسری عبارات معتد بہ قدح کرتی ہیں۔ (یعنی ''روی المناکیر، یا یروی المناکیر، یا فی حدیثہ نکارۃ'' سے معتد بہ قدح اور عیب نہیں ہوتا، جبکہ ''منکر الحدیث'' سے معتد بہ قدح ہوتا ہے)۔

تیسری تنبیہ:

وألا تبادر بِحكم ضعف الرَّاوِي بِوُجُود أنكر مَا روى فِي حق رِوَايَته فِي "الْكَامِل" وَ"الْمِيزَان" وَنَحْوهمَا فإنهم يطلقون هَذَا

اللفظ على الحديث الحسن والصحيح أيضا بمجرد تفرد راويهما.

ترجمہ:

(اور آپ پر لازم ہے) کہ آپ ''الکامل''، ''المیزان'' اور اس جیسی دوسری کتابوں میں کسی کی روایت کے متعلق ''انکر مارویٰ'' کے پائے جانے سے راوی پر ضعف کا حکم لگانے میں جلدی نہ کریں، کیونکہ صرف راوی کے تفرد کی وجہ سے بھی (محدثین) اس لفظ کا اطلاق حدیثِ حسن اور صحیح پر کرتے ہیں۔

چوتھی تنبیہ:

وأن تفرق بين قول القدماء: هٰذا حديث منكر وبين قول المتأخرين: هٰذا حديث منكر، فإن القدماء كثيرا ما يطلقونه على مجرد ما تفرد به راويه، وإن كان من الاثبات، والمتاخرون يطلقونه على رواية راو ضعيف خالف الثقات.

ترجمہ:

(اور آپ پر لازم ہے) کہ آپ قدماء کے قول ''ھذا حدیث منکر'' اور متاخرین کے قول ''ھذا حدیث منکر'' میں فرق کرے، کیونکہ قدماء اکثر اس روایت پر اس کا اطلاق کرتے ہیں جس میں راوی متفرد ہو، اگرچہ وہ اثبات (یعنی ثقہ) میں سے ہو۔ اور متاخرین اس کا اطلاق اس ضعیف راوی کی روایت پر کرتے ہیں جو ثقات کی مخالفت کرے۔

توضیح اور تشریح:

یہاں پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں ''حدیث منکر'' کے اطلاق کے بارے میں فرمایا کہ اس کا اطلاق جھوٹی گھڑی ہوئی موضوع حدیث پر بھی ہوتا ہے،

اس کے ذریعے سے محدثین حدیث کے ضعف اسناد اور بطلان ثبوت کے ساتھ ساتھ اس کے معنی کے نکارت کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع لملاعلی القاری'' کے مقدمہ میں ایسے 30 نصوص اس پر بطور استشہاد کے پیش کئے ہیں۔ (تعلیقات، ص:211)

تبصرہ از مصنف رحمہ اللہ:

وَقد زل قدم من اختج على ضعف حَدِيث (من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي) بقول الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة مُوسَى بن هِلَال اخد رواته: وانكر مَا عِنْده حَدِيثه عَن عبد الله بن عمر عَن نَافِع عَن ابْن عمر (من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي) رَوَاهُ ابْن خُزَيْمَة عَن مُحَمَّد بن إسماعيل الاحمسي عَنهُ. انْتهى.

ترجمہ:

اس شخص کا قدم پھسل گیا جس نے ''میزان'' میں موسی بن ہلال کے حالات کے ذیل میں حدیث من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي کے ضعف پر علامہ ذہبی کے اس قول سے استدلال کیا کہ وانكر مَا عِنْده حَدِيثه عَن عبد الله بن عمر عَن نَافِع عَن ابْن عمر من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي، اس کو ابن خزیمہ نے محمد بن اسماعیل الاحمسی سے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔

مزید تحقیق کے خواہشمند حضرات کے لیے:

وإن شِئْت زِيَادَة التَّفْصِيل فِي هَذَا الْبَحْث الْجَلِيل فَارْجِع إِلَى

رسائلي فِي بحث زِيَادَة الْقَبْر النبوي، إحداها: "الْكَلَام المبرم فِي نقض الْقَوْل الْمُحَقق الْمُحكم" وثانيتها: "الْكَلَام المبرور فِي رد الْقَوْل الْمَنْصُور" وثالثتها: "السَّعْي المشكور فِي رد الْمَذْهَب الْمَأْثُور" ألفتها ردا على رسائل من حج وَلم يزر قبر النَّبِي الْعَرَبِيّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي كل بكرَة وعشي.

ترجمہ:

اگر آپ اس زبردست بحث وتحقیق میں مزید تفصیل چاہتے ہیں تو قبرِ نبوی کی زیارت کے متعلق میرے رسائل کی طرف رجوع کیجئے، ان میں سے ایک الکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم ہے، دوسرا الکلام المبرور فی رد القول المنصور ہے اور تیسرا السعی المشکور فی رد المذھب الماثور ہے، میں نے ان کو اس شخص کی رد میں لکھا جس نے حج کیا اور نبی العربی ﷺ کے قبر کی زیارت ہر صبح وشام میں نہ کی۔

توضیح وتشریح:

یہ رسائل مصنف رحمہ اللہ نے اردو میں لکھے، جن میں شیخ محمد بشیر السہسوانی پر رد کیا گیا ہے۔



إيقاظ فِي بَيَان مُرَاد ابْن معِين من قَوْله فِي الرَّاوِي: لَيْسَ بِشَيْء

ایقاظ نمبر 8، کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول لَيْسَ بِشَيْء کے بیان میں

عبارت:

كثيرا مَا تجِد فِي "ميزَان الِاعْتِدَال" وَغَيره فِي حق الروَاة نقلا عَن يحيى بن معِين أنه لَيْسَ بِشَيْء، فَلَا تغتر بِهِ، وَلَا تَظنن أن ذَلِك الرَّاوِي مَجْرُوح بِجرح قوي، فقد قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي "مُقَدّمَة فتح الْبَارِي" فِي تَرْجَمَة عبد العزيز بن الْمُخْتَار الْبَصْرِيّ: ذكر ابْن الْقطَّان الفاسي أن مُرَاد ابْن معِين من قَوْله: لَيْسَ بِشَيْء يَعْنِي أن أحاديثه قَليلَة. انْتهى. وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": قَالَ ابْن الْقطَّان: إن ابْن الْمعِين إذا قَالَ فِي الرَّاوِي: لَيْسَ بِشَيْء أنه يُرِيد أنه لم يرو حَدِيثا كثيرا.

ترجمہ:

"میزان الاعتدال" وغیرہ میں یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہوئے رواۃ کے حق میں اکثر یہ پاؤ گے، کہ أنه لَيْسَ بِشَيْء تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ

اور یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ یہ راوی قوی جرح کے ساتھ مجروح ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''مقدمۃ فتح الباری'' میں عبد العزیز بن المختار البصری کے حالات میں فرمایا کہ ابن القطان الفاسی نے ذکر کیا ہے کہ ابن معین کے قول لَيْسَ بِشَيْءٍ سے مراد یہ ہے کہ اس کی احادیث قلیل (یعنی کم) ہیں۔

سخاوی رحمہ اللہ نے ''فتح المغیث'' میں فرمایا کہ ابن القطان نے فرمایا کہ ابن معین جب کسی راوی کے متعلق فرمائے کہ لَيْسَ بِشَيْءٍ، تو اس سے یہ مراد ہوتا ہے کہ اس نے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کی ہیں۔

توضیح وتشریح:

شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں فرمایا ہے کہ ابن معین کا کسی راوی کے متعلق لَيْسَ بِشَيْءٍ کہنے کا یہ مطلب ذکر کرنا کہ اس کی احادیث قلیل ہیں، عام نہیں۔ بلکہ کئی ایسے مقامات ہیں، جہاں پر کسی راوی کے متعلق لَيْسَ بِشَيْءٍ کہا ہو، اور اس سے مراد اس راوی کی احادیث کی قلت نہیں ہوتی ہے، بلکہ مراد اس راوی کا ضعیف ہونا ہوتا ہے۔ جس پر شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ 30 شواہد پیش کئے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کا ابن معین رحمہ اللہ کے قول لَيْسَ بِشَيْءٍ سے مطلقاً اس راوی کا قلیل الاحادیث مراد لینا درست نہیں، واللہ اعلم۔



إيقاظ فِي بَيَان مُرَاد بن معِين من قَوْله فِي الرَّاوِي: لَا بأس بِهِ أَوْ لَيْسَ بِهِ بأس

ایقاظ نمبر 9، کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول "لا باس بہ" یا "لیس بہ باس" کی مراد کے بیان میں

عبارت:

كثيرا مَا تجِد فِي "الْمِيزَان" وَغَيره نقلا عَن ابْن معِين فِي حق الروَاة: لَا باس بِهِ، فلعلك تظن مِنْهُ أنه أدون من ثِقَة كَمَا هُوَ مُقَرر عِنْد المتاخرين وَلَيْسَ كَذَلِك، فإنه عِنْده كثقة.

ترجمہ:

"میزان الاعتدال" میں ابن معین سے نقل کرتے ہوئے رواۃ کے حق میں اکثر آپ پاؤ گے، کہ "لا باس بہ"، تو شاید آپ یہ گمان کریں گے کہ یہ ثقہ سے کم تر ہے؟ جیسا کہ یہ متاخرین کے ہاں ثابت شدہ ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ وہ (ابن معین رحمہ اللہ) کے نزدیک ثقہ کی طرح ہی ہے۔

مذکورہ بالا مسئلے کی تائیدات شواہد:

پہلی تائید واستشہاد:

قَالَ الْبَدْر بن جمَاعَة فِي "مُخْتَصره": قَالَ ابْن معِين: إذا قلت: لَا باس، فَهُوَ ثِقَة، وَهَذَا خبر عَن نَفسه. انْتهى.

ترجمہ:

بدر بن جملۃ نے اپنی ''مختصر'' میں فرمایا کہ ابن معین نے فرمایا کہ جب میں ''لا باس بہ'' کہوں، تو وہ ثقہ ہے، اور یہ اس کی اپنی ذات کے حوالے سے خبر دینا ہے۔

دوسری تائید واستشہاد:

وَفِي "مُقَدِّمَة ابْن الصَّلاح" قَالَ ابْن أَبِي خَيْثَمَة: قلت ليحيي بن معين: إنك تَقول: فلَان لَيْسَ بِهِ بأس، وَفُلَان ضَعِيف، قَالَ: إذا قلت لَك: لَيْسَ بِهِ بأس فثِقَة، وإذا قلت لَك: ضَعِيف فَهُوَ لَيْسَ بِثِقَة لَا تكْتب حَدِيثه.

ترجمہ:

''مقدمہ ابن صلاح'' میں ہے کہ ابن ابی خیثمہ نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ''فلان لیس بہ باس''، اور ''فلان ضعیف''، (تو اس کا کیا مطلب ہے؟) تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں آپ سے بولتا ہوں کہ ''لیس بہ باس'' تو وہ ثقہ ہوتا ہے، اور جب میں کہتا ہوں کہ ''ضعیف'' تو وہ ثقہ نہیں ہوتا، اس کی حدیث مت لکھیں۔

تیسری تائید واستشہاد:

وَفِي "مُقَدِّمَة فتح الْبَارِي" يُونُس الْبَصْرِيّ قَالَ ابْن الْجُنَيْد عَن ابْن معِين: لَيْسَ بِهِ بأس، وَهَذَا تَوْثِيق من ابْن معِين. انْتهى.

ترجمہ:

''مقدمہ فتح الباری'' میں ہے کہ یونس البصری کے متعلق ابن الجنید نے ابن معین رحمہ اللہ سے نقل کر کے فرمایا کہ ''لیس بہ باس''، تو یہ ابن معین کی

طرف سے توثیق ہے۔

چوتھی تائیدو استشہاد:

وَفِي "فتح المغيث" وَنَحْوه قَول ابي زرْعَة الدِّمَشْقِي قلت لعبد الرحمن بن ابراهيم دُحَيْم -يَعْنِي الَّذِي كَانَ فِي أهل الشَّام كَأبي حَاتِم فِي أهل الْمشرق-: مَا تَقول فِي عَليّ بن حَوْشَب الْفَزارِيّ؟ قَالَ: لَا بأس بِهِ، قَالَ: فَقلت: وَلم لَا تَقول إنه ثِقَة وَلَا تعلم إلا خيرا؟ قَالَ: قد قلت لَك: إنه ثِقَة. انْتهى.

ترجمہ:

''فتح المغیث'' میں ہے کہ اسی جیسا ابوزرعہ دمشقی کا قول بھی ہے، کہ میں نے عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم (جو کہ شام والوں میں ایسے تھے جیسے مشرق والوں میں ابوحاتم) سے پوچھا کہ آپ علی بن حوشب الفزاری کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ''لاباس بہ''، (ابوزرعہ دمشقی) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ ثقہ ہے، جبکہ آپ کو (اس کی) بھلائی کے علاوہ کچھ معلوم نہیں؟ تو (عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم) نے فرمایا کہ میں نے آپ سے کہہ دیا کہ وہ ثقہ ہے۔



إيقاظ فِي بَيَان مُرَاد احْمَد من قَوْله فِي الرَّاوِي: هُوَ كَذَا وَكَذَا

ایقاظ نمبر 10، کسی راوی کے متعلق احمد کا قول "ھوکذا وکذا" کے مراد کے بیان میں

عبارت:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة يُونُس بن أبي إسحاق عَمْرو السبيعِي: قَالَ عبد الله بن أَحْمَد: سَأَلت أبي عَن يُونُس بن أبي إسحاق، قَالَ: كَذَا وَكَذَا. قلت: هَذِه الْعبارَة يستعملها عبد الله بن أَحْمَد كثيرا فِيمَا يجيبه بِهِ وَالِده وَهِي بالاستقراء كِنَايَة عَمَّن فِيهِ لين. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی "میزان" میں یونس بن ابی اسحاق عمرو السبیعی کے حالات میں فرمایا کہ عبد اللہ بن احمد نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے یونس بن ابی اسحاق کے حوالے سے پوچھا؟ تو فرمایا کہ "کذا وکذا"، میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت عبد اللہ بن احمد اکثر ان جگہوں میں استعمال کرتے ہیں جہاں اس کے والد جواب دیتے ہیں، اور یہ بطورِ استقراء کے اس (راوی کے متعلق کہنے) سے کنایہ ہے جس میں "لین" (یعنی کچھ کمزوری) ہو۔



إيقاظ فِي بَيَان مُرَاد ابْن معِين من قَوْله فِي الرَّاوِي يكْتب حَدِيثه

ایقاظ نمبر 11، کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول "یکتب حدیثہ" کی مراد کے بیان میں

عبارت:

معنى قَول ابْن معِين فِي حق الروَاة: يكْتب حَدِيثه: أَنه من جملَة الضُّعَفَاء. كَذَا ذكره الذَّهَبِيّ نقلا عَن ابْن عدي فِي تَرْجَمَة إبراهيم بن هَارُون الصَّنْعَانِيّ.

ترجمہ:

رواۃ کے حق میں ابن معین کے قول "یکتب حدیثہ" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضعفاء میں سے ہے، اسی طرح ذہبی نے ابراہیم بن ہارون الصنعانی کے حالات میں ابن عدی سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا۔

إيقاظ فِي بَيَان خطة الذَّهَبِيّ فِي الْمِيزَان إذا يَقُول فِي الرَّاوِي: مَجْهُول

ایقاظ نمبر 12، ''میزان'' کے اندر حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے طریقہ کار کے بیان میں جب وہ کسی راوی کے متعلق ''مجہول'' کہتا ہے

عبارت:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة أبان بن حَاتِم الأملوكي فِي "مِيزَانه": إعْلَم أن كل من أقول فِيهِ: "مَجْهُول" وَلَا أسنده إلى قَائِله، فإن ذَلِك هُوَ قَول أبي حَاتِم وَسَيَأْتِي من ذَلِك شَيْء كثير، فاعلمه، فإن عزوته إلى قَائِله كأبن الْمَدِينِيّ وَابْن معِين فَذَلِك بَين ظَاهر. وإن قلت فِيهِ: جَهَالَة أَوْ نكرة أَوْ يجهل أَوْ لَا يعرف وأمثال ذَلِك، وَلم أعزه إلى قَائِل، فَهُوَ من قبلي، وكما إذا قلت: ثِقَة أَوْ صَدُوق أَوْ صَالح أَوْ لين أَوْ نَحوه، وَلم أضفه إلى قَائِل، فَهُوَ من قولي واجتهادي. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان'' میں ابان بن حاتم الاملوکی کے حالات میں فرمایا کہ جان لو کہ ہر وہ شخص جس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ ''مجہول''، اور اس کے قائل کی طرف اس کی نسبت نہیں کرتا، تو وہ ابو حاتم رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اس میں سے بہت کچھ آگے آئے گا، اسے جان لو۔ اگر میں اس کی

قائل کی طرف نسبت کروں، جیسے ابن المدینی اور ابن معین، تو یہ واضح ظاہر ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ "فیہ جہالۃ، اونکرۃ، او تجھل، اولا یعرف" اور اس جیسی دوسری عبارات، اور کسی قائل کی طرف ان کی نسبت نہ کروں، تو میری طرف سے ہے۔ جیسا کہ جب میں کہوں کہ "ثقۃ، اوصدوق، اوصالح، اولین" یا اس جیسی دوسری عبارات، اور کسی قائل کی طرف اس کی اضافت نہ کروں، تو وہ میرے قول اور اجتہاد میں سے ہے۔

توضیح اور تشریح:

(یعنی حافظ ذہبی کا میزان الاعتدال کے اندر طرز یوں ہے کہ وہ تین قسم کی عبارات ذکر کرتے ہیں، (1) مجہول، (2) "فیہ جہالۃ، اونکرۃ، او تجھل، اولا یعرف" اور (3) "ثقۃ، اوصدوق، اوصالح، اولین"، ان میں سے مجہول کہنا دو حال سے خالی نہیں، یا تو اسے کہنے والے کی طرف منسوب کیا ہوگا یا نہیں، اگر نسبت کی ہے، تو بات ہی ختم، اور اگر نسبت نہ کی ہو، تو پھر اس کے قائل ابو حاتم ہوتے ہیں۔ دوسری قسم "فیہ جہالۃ، اونکرۃ، او تجھل، اولا یعرف" ہے، یہ بھی دو حال سے خالی نہیں، یا تو اس کے قائل کا تذکرہ کیا ہوگا یا نہیں، اگر قائل کا تذکرہ موجود ہے، تو بات ہی ختم۔ لیکن اگر کسی کی طرف نسبت نہ کی اور قائل کا تذکرہ موجود نہیں ہے، تو وہ حافظ ذہبی کی اپنی رائے شمار ہوگی۔ تیسری قسم "ثقۃ، اوصدوق، اوصالح، اولین" کے الفاظ ہیں۔ یہ بھی دو حال سے خالی نہیں، یا تو اس کے کہنے والے کی طرف نسبت کی ہوگی یا نہیں، اگر کسی کی طرف نسبت کی ہے، تو بات ہی ختم، اور اگر کہنے والے کی طرف نسبت نہیں کی، تو پھر وہ حافظ ذہبی کی اپنی رائے شمار ہوگی)۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں پر میں "مجہول" کہہ دوں اور اس کے

کہنے والے کی طرف اس کی نسبت نہ کروں، تو وہ ابوحاتم کا قول ہوتا ہے، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے تعلیقات میں تحریر فرمایا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا یہ کہنا علی الاطلاق درست نہیں، کیونکہ بہت سے ایسی جگہوں پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے، لیکن وہ قول درحقیقت ابوحاتم کا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی طرف سے بتا رہے ہوتے ہیں، اس پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے سات ایسے نصوص بطور استشہاد کے پیش کئے، جن میں تفصیل کے ساتھ واضح کیا، کہ ''مجہول'' کہا ہے اور کسی کی طرف نسبت نہ کرنے کے باوجود وہ قول ابوحاتم کا نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔[1]

عبارت:

وَقَالَ أيضا فِي تَرْجَمَة إسحاق بن سعد بن عبَادَة: لَا أذكر فِي كتابي هَذَا كل مَا يعرف بل ذكرت مِنْهُ خلقا، واستوعبت من قَالَ فِيهِ أَبُو حَاتِم: "مَجْهُول". انْتهى.

ترجمہ:

اور اسحاق بن سعد بن عبادہ کے حالات میں بھی فرمایا ہے کہ میں اپنی اس کتاب میں ہر اس شخص کا ذکر نہیں کرتا جو معروف نہ ہو، بلکہ ان میں سے کچھ لوگوں کو ذکر کیا ہے، اور ان تمام کا استیعاب کیا ہے جس کے متعلق ابوحاتم نے ''مجہول'' فرمایا۔

[1] (تعلیقات، ص:225،226،227)

إيقاظ فِي بَيَان الْفرق بَين قَول أكثر الْمُحدثين وَقَول أبي حَاتِم فِي الرَّاوِي: مَجْهُول

ایقاظ نمبر 13، کسی راوی کے متعلق اکثر محدثین کے قول ''مجہول'' اور ابو حاتم کے قول ''مجہول'' کے درمیان فرق کے بیان میں

إنه مجهول سے ابو حاتم اور دیگر محدثین کی مراد اور اس کی توضیح:

فرق بَين قَول أكثر الْمُحدثين فِي حق الرَّاوِي: إنه مَجْهُول، وَبَين قَول أبي حَاتِم: إنه مَجْهُول، فإنهم يُرِيدُونَ بِهِ غَالِبا جَهَالَة الْعين بألا يروي عَنهُ إلا وَاحِد، وَأَبُو حَاتِم يُرِيد بِهِ جَهَالَة الْوَصْف، فافهمه واحفظه؛ لِئَلَّا تحكم على كل من وجدت فِي "الْمِيزَان" إطلاق الْمَجْهُول عَلَيْهِ: أنه مَجْهُول الْعين.

ترجمہ:

کسی راوی کے متعلق اکثر محدثین کے قول إنه مَجْهُول اور ابو حاتم کے قول إنه مَجْهُول میں فرق ہے، کیونکہ وہ (یعنی اکثر محدثین) اس سے غالب طور پر جہالت العین مراد لیتے ہیں، بایں طور کہ اس سے ایک کے سواء کوئی روایت نہ کرتا ہو، اور ابو حاتم اس سے جہالت الوصف مراد لیتے ہیں، اسے سمجھ لو، اور اسے یاد کرو، تاکہ آپ ہر اس (راوی) پر مجہول العین کا حکم نہ لگائیں، جس کے متعلق آپ ''میزان'' میں جہالت کا اطلاق پائیں۔ (کیونکہ میزان میں اکثر محدثین کے اقوال بھی پائے جاتے ہیں اور ابو حاتم کا

یہ قول بھی پایا جاتا ہے، اور ان دونوں کے إنه مَجْهُول کہنے میں فرق ہے)

جہالت العین کا ارتفاع:

ثمَّ إن جَهَالَة الْعين ترْتَفع بِرِوَايَة اثْنَيْنِ عَنهُ دون جَهَالَة الْوَصْف. هَذَا عِنْد الأَكثر. وَعند الدَّارَقُطْنِيّ: جَهَالَة الْوَصْف أيضا ترْتَفع بهَا، وَمن ثمَّ لم يقبل قَول أبي حَاتِم فِي حق مُوسَى بن هِلَال الْعَبْدي احْدُ رُوَاة حَدِيث (من زار قَبْرِي وَجَبت لَهُ شَفَاعَتِي) أنه مَجْهُول؛ لثُبُوت رِوَايَات الثِّقَات عَنهُ.

ترجمہ:

پھر جہالت العین اس بندے سے دو بندوں کی روایت کرنے سے مرتفع ہوجاتی ہے نہ کے جہالت الوصف، یہ اکثر کے ہاں ہے۔ اور دارقطنی کے ہاں جہالت الوصف بھی اسی سے مرتفع ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے "من زار قبری وجبت لہ شفاعتی" حدیث کے روات میں سے ایک راوی "موسی بن ہلال العبدی" کے حق میں ابو حاتم کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، کہ وہ مجہول ہے، ان سے ثقہ راویوں کی روایت کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔

محدثین کے ہاں مجہول کی وضاحت:

قَالَ الْخَطِيب الْبَغْدَادِيّ فِي "الْكِفَايَة": الْمَجْهُول عِنْد أهل الحَدِيث هُوَ كل من لم يشْتَهر بِطَلَب الْعلم فِي نَفسه، وَلَا عرفه الْعلمَاء بِهِ، وَمن لم يعرف حَدِيثه إلا من جِهَة راو وَاحِد مثل عمروذي مر، وجبار الطَّائِي، وعبد الله بن أعز الْهَمدَانِي، وَسَعِيد بن ذِي حدان. وَهَؤُلَاء كلهم لم يرو عَنْهُم غير أبي

إسحاق السبيعِي. وروينا عَن مُحَمَّد بن يحيي الذهلي قَالَ: إذا روى عَن الْمُحدث رجلَانِ ارْتَفع عَنهُ اسْم الْجَهَالَة. انْتهى.

ترجمہ:

خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ'' میں فرمایا کہ اہل حدیث (یعنی محدثین) کے نزدیک مجہول ہر وہ شخص ہے جو فی نفسہ طلبِ علم سے مشہور نہ ہو، نہ علماء نے اسے طلبِ علم کی وجہ سے پہچانا ہو اور جس کی حدیث صرف ایک ہی راوی کی جہت سے معروف ہو، جیسے عمرو ذی مُرّ، جبار الطائی، عبد اللہ بن اعز الہمدانی، سعید بن ذی حدان، اور ان سب سے اسحاق السبیعی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی ہے۔ اور ہم نے محمد بن یحییٰ الذہلی سے روایت کی، اس نے فرمایا کہ جب محدث سے دو بندے روایت کریں اس سے جہالت کا نام مرتفع ہو جائے گا۔ (اس سے پتہ چلا کہ خطیب نے محدثین کی طرف جس جہالت کی نسبت کی ہے، اس سے مراد جہالت العین ہے، کیونکہ جہالت العین ہی وہ جہالت ہے جو دو راویوں کی روایت کرنے سے مرتفع ہو جاتی ہے)۔

جہالت کے ارتفاع سے عدالت کا ثبوت اور عدم ثبوت:

خطیب بغدادی کی رائے:

وَقَالَ أيضا: أقل مَا ترْتَفع بِهِ الْجَهَالَة أن يروي عَنهُ اثْنَان فَصَاعِدا من المشهورين بِالْعلمِ إلا أنه لَا يثبت لَهُ حكم الْعَدَالَة بروايتهما عَنهُ. انْتهى.

ترجمہ:

اور یہ بھی فرمایا کہ کم سے کم جس کے ذریعے سے جہالت مرتفع ہو جائے،

یہ ہے کہ اس سے دو یا اس سے زیادہ علم میں مشہور لوگ روایت کرے، البتہ یہ بات ہے کہ اس سے دو بندوں کی روایت کرنے کی وجہ سے اس کے لیے عدالت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ (اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ خطیب نے محدثین کی طرف جس جہالت کی نسبت کی ہے، اس سے مراد جہالت العین ہے، کیونکہ جہالت العین ہی وہ جہالت ہے جو دو راویوں کی روایت کرنے سے مرتفع ہو جاتی ہے)۔

دارقطنی کی رائے:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": قَالَ الدارقطني: من روى عَنهُ ثقتان فقد ارْتَفَعت جهالته وَثبتت عَدَالَته. انْتهى.

ترجمہ:

سخاوی رحمہ اللہ نے "فتح المغیث" میں فرمایا کہ دارقطنی نے فرمایا کہ وہ شخص جس سے دو ثقہ روایت کریں، تو اس کی جہالت مرتفع ہوئی، اور اس کی عدالت ثابت ہوئی۔

توضیح اور تشریح:

(یعنی خطیب بغدادی اور سخاوی کے مسلک میں فرق ہے، خطیب کے ہاں دو بندوں کے روایت کرنے کی وجہ سے مروی عنہ سے جہالت تو مرتفع ہو جاتی ہے لیکن اس کی عدالت اس کے ذریعے سے ثابت نہیں ہوتی، بلکہ عدالت کے لیے دوسرے طریقے سے کسی کی توثیق ضروری ہے جبکہ سخاوی کے نزدیک دو بندوں کے روایت کرنے کی وجہ سے مروی عنہ سے جہالت بھی مرتفع ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت بھی ثابت ہو جاتی ہے، کسی دوسرے طریقے سے اس کی توثیق کی ضرورت نہیں)۔

ارتفاع جہالت کے متعلق ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی رائے:

وَقَالَ ابْن عبد البر فِي "الاستذكار شرح الْمُوَطَّأ" فِي (بَاب ترك الْوضُوء مِمَّا مسته النَّار): من روى عَنهُ ثَلَاثَة، وَقيل: اثْنَانَ لَيْسَ بِمَجْهُول. انْتهى.

ترجمہ:

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے موطاء کی شرح ''الاستذکار'' میں باب ترک الوضوء مما مستہ النار میں فرمایا کہ جس شخص سے تین اور ایک قول کے مطابق دو بندے روایت کریں تو وہ مجہول نہیں۔

ابوحاتم کے ''مجہول'' کہنے سے نہ جہالت العین مراد ہوسکتی اور نہ جہالت الوصف:

وَقَالَ تَقِيّ الدّين السُّبْكِيّ فِي "شِفَاء السقام فِي زِيَارَة خير الأنام": أما قَول أبي حَاتِم الرَّازِيّ فِيهِ أَي فِي مُوسَى بن هِلَال أنه مَجْهُول فَلَا يضرّهُ، فإنه إما أن يُرِيد بِهِ جَهَالَة الْوَصْف، فإن أراد جَهَالَة الْعين، وَهُوَ غَالب اصْطِلَاح أهل الشَّأْن فِي هَذَا الإطلاق، فَذَلِك مُرْتَفع عَنهُ؛ لأنه روى عَنهُ أَحْمد بن حَنْبَل، وَمُحَمّد ابْن جَابر الْمحَاربي، وَمُحَمّد بن اسماعيل الأحمسي وَأَبُو أمية مُحَمَّد بن إبراهيم الطرسوسي، وَعبيد بن مُحَمَّد الْوراق، وَالْفضل بن سهل، وجعفر بن مُحَمَّد الْبزورِي، وبرواية اثْنَيْنِ تَنْتَفِي جَهَالَة الْعين، فَكيف بِرِوَايَة سَبْعَة، وإن أراد جَهَالَة الْوَصْف فرواية أَحْمد عَنه ترْتَفع من شَأْنه لَا

سِيمَا مَعَ مَا قَالَ ابْن عدي فِيهِ. انْتهى.

ترجمہ:
تقی الدین السبکی نے ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' میں فرمایا کہ موسی بن ہلال کے متعلق ابوحاتم کا قول کہ وہ مجہول ہے نقصان دہ نہیں، کیونکہ انہوں نے اس کے ذریعے سے یا تو جہالت العین مراد لی ہے یا جہالت الوصف۔ اگر جہالت العین مراد لی ہے جبکہ اسی اطلاق میں اس شان کے لوگوں (یعنی محدثین) کی یہی غالب اصطلاح ہے، (یعنی محدثین کے نزدیک غالب طور پر مطلقاً جہالت کے ذکر کرنے سے جہالت العین مراد لی جاتی ہے)۔ (تو اگر جہالت العین مراد ہے) تو یہ (جہالت العین) اس سے مرتفع ہے، کیونکہ ان (موسی بن ہلال) سے احمد بن حنبل، محمد بن جابر المحاربی، محمد بن اسماعیل الاحمسی، ابوامیہ محمد ابن ابراہیم الطرسوسی، عبید بن محمد الوراق، الفضل بن سہل اور جعفر بن محمد البزوری نے روایت کی ہے، اور حال یہ ہے کہ دو بندوں کے روایت کرنے سے جہالت العین مرتفع ہو جاتی ہے تو سات بندوں کے روایت کرنے سے کیسے مرتفع نہ ہوگی؟

اور اگر (ابوحاتم) نے جہالت الوصف مراد لی ہو، تو امام احمد کا اس سے روایت کرنے کی وجہ سے (یہ جہالت الوصف) اس کی شان سے مرتفع ہو جاتی ہے۔ خاص کر ابن عدی کا اس کے متعلق (توثیقی کلمات) ارشاد فرماتے ہوئے۔ (یعنی ابن عدی نے ان کے متعلق فرمایا کہ ''ارجو انہ لا باس بہ'' پھر فرمایا کہ ''قلت: ھو صالح الحدیث''، تو ان کلمات کے ارشاد فرمانے اور امام احمد کی روایت کرنے کی وجہ سے جہالت الوصف مرتفع ہو جاتی ہے، اس لیے موسی بن ہلال کے متعلق ابوحاتم کا مجہول

کہنا نقصان دہ نہیں)۔

ابوحاتم اور دیگر محدثین کے ہاں مجہول کہنے میں فرق کی تائید:

وَفِي "فتح المغيث": على أن قَول أبي حَاتِم فِي الرجل: إنه مَجْهُول لَا يُرِيد بِهِ أنه لم يروي عَنهُ سوى وَاحِد بِدَلِيل أنه قَالَ فِي دَاوُد ابْن يزِيد الثَّقَفِيّ: إنه مَجْهُول مَعَ أنه قد روى عَنهُ جمَاعَة، وَلذَا قَالَ الذَّهَبِيّ عقبه: هَذَا القَوْل يُوضح لَك أن الرجل قد يكون مَجْهُولا عِنْد أبي حَاتِم، وَلَو روى عَنهُ جماعة ثِقَات يَعْنِي إنه مَجْهُول الْحَال. انْتهى.

ترجمہ:

''فتح المغيث'' میں ہے کہ ابوحاتم کا کسی آدمی کے متعلق کہنا کہ یہ مجہول ہے، اس کے ذریعے سے وہ اس بات کا ارادہ نہیں کرتا کہ اس سے ایک بندے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی ہے، (یعنی یہ کہنا کہ ابوحاتم جب کسی کے متعلق مجہول کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس سے اس کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس سے ایک بندے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی)، اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے ابوداود بن یزید الثقفی کے متعلق فرمایا کہ وہ مجہول ہے، باوجود اس کے کہ ان سے پوری ایک جماعت نے روایت کی ہے۔اسی وجہ سے علامہ ذہبی نے (اس کے قول) کے بعد فرمایا کہ یہ قول آپ کے لیے واضح کرتا ہے کہ آدمی کبھی کبھار ابوحاتم کے ہاں مجہول ہوتا ہے اگرچہ اس سے ثقات کی ایک جماعت روایت کرے، یعنی کہ وہ مجہول الحال ہے۔



إيقاظ فِي مدى قبُول قَول أبي حَاتِم فِي الرَّاوِي: مَجْهُول

ایقاظ نمبر 14، راوی کے متعلق ابوحاتم کے قول ''مجہول'' کی قبولیت کی غایت اور منتہیٰ کے بیان کے متعلق۔

ابوحاتم کے مجہول کہنے کی حیثیت:

لَا تغترر بقول أبي حَاتِم فِي كثير من الروَاة على مَا يجده من يطالع "الْمِيزَان" وَغَيره أنه مَجْهُول مَا لم يُوَافقهُ غَيره من النقاد الْعُدُول.

ترجمہ:

''میزان'' وغیرہ کا مطالعہ کرتے ہوئے بہت سے روات کے متعلق ابوحاتم کے قول أنه مَجْهُول سے آپ دھوکہ نہ کھائیں، جب تک اس کے علاوہ عادل نقاد اس کی موافقت نہ کریں۔

مذکورہ بالا مسئلے کی وجہ:

فإن الأمان من جرحه بِهَذَا مُرْتَفع عِنْدهم، فكثيرا مَا ردُّوهُ عَلَيْهِ بأنه جهل من هُوَ مَعْرُوف عِنْدهم.

ترجمہ:

کیونکہ محدثین کے نزدیک اس کے ذریعے سے اس کی جرح سے امان مرتفع ہو چکا ہے۔ محدثین نے اکثر ان کی تردید اس وجہ سے کی ہے کہ ان (محدثین) کے نزدیک معروف لوگوں کو انہوں نے مجہول قرار دیا۔

امر مذکور کی پہلی تائید:

فقد قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي مُقَدّمَة "فتح الْبَارِي": الحكم بن عبد الله الْبَصْرِيّ قَالَ ابْن ابي حَاتِم عَن أَبِيه: مَجْهُول. قلت: لَيْسَ بِمَجْهُول من روى عَنهُ أَرْبَعْ ثِقَات، وَوَثَّقَهُ الذهلي. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "مقدمہ فتح الباری" میں فرمایا کہ الحکم بن عبداللہ البصری کے بارے ابن ابی حاتم نے اپنے والد (ابوحاتم) سے نقل کیا ہے کہ یہ (یعنی الحکم بن عبداللہ البصری) مجہول ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ شخص مجہول نہیں ہوسکتا جس سے چار ثقہ لوگوں نے روایت کی ہو، اور ذہلی رحمہ اللہ نے اس کی توثیق بیان کی ہو۔

امر مذکور کی دوسری تائید:

وَقَالَ أيضا عَبَّاس الْقَنْطَرِي: قَالَ ابْن ابي حَاتِم عَن أَبِيه: مَجْهُول. قلت: إن أراد الْعين فقد روى عَنهُ البُخَارِيّ، ومُوسَى بن هِلَال، وَالْحسن بن عَلِيّ المعمري، وإن أراد الْحَال فقد وَثَّقَهُ عبد الله ابْن أَحْمد بن حَنْبَل، قَالَ: سَأَلت أبي فَذكره بِخَير. انْتهى.

ترجمہ:

اور یہ بھی فرمایا کہ عباس القنطری کے بارے ابن ابی حاتم نے اپنے والد (ابوحاتم) سے نقل کیا کہ وہ مجہول ہے، میں کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے

جہالت العین کا ارادہ کیا ہے تو وہ امام بخاری، موسیٰ بن ہلال اور الحسن بن علی المعمری کے روایت کرنے کی وجہ سے مرتفع ہو چکی ہے، اور اگر جہالت الحال مراد ہے تو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اس کی توثیق بیان کی ہے، کہ (عبداللہ بن احمد بن حنبل) نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے ان کے متعلق پوچھا تو ان کا ذکر خیر کیا۔ (یعنی جہالت الوصف ایک معروف اور عادل امام کی توثیق کی وجہ سے مرتفع ہو جاتی ہے، تو یہاں پر امام احمد کا ذکر خیر کی وجہ سے اس کی جہالت الوصف مرتفع ہوئی)۔

امر مذکور کی تیسری تائید:

وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي "تدريب الرَّاوِي": جهل جمَاعَة من الْحفاظ قوما من الروَاة لعدم علمهمْ بهم وهم قوم معروفون بِالْعَدَالَةِ عِنْد غَيرهم، وأنا أسرد مَا فِي "الصَّحِيحَيْنِ" من ذَلِك.

ترجمہ:

امام سیوطی رحمہ اللہ نے "تدریب الراوی" میں فرمایا کہ حفاظ کی ایک جماعت نے روات کا ایک گروہ اس لیے مجہول قرار دیا کیونکہ ان کو ان روات کے متعلق علم نہیں تھا، حالانکہ وہ (روات) دوسرے ائمہ کے نزدیک عدالت کے ساتھ معروف ہیں، میں ان میں سے ان کو ذکر کرتا ہوں جو صحیحین میں ہیں۔

(1) أَحْمَد بن عَاصِم الْبَلْخِي: جَهله أَبُو حَاتِم، وَوَثَّقَهُ ابْن حبَان، وَقَالَ روى عَنهُ أهل بَلَده.

(2) إبراهيم بن عبد الرحمن المَخْزُومي: جَهله ابْن الْقطَّان، وعرفه غَيره، فوثقه ابْن حبَان.

(3) أسامة بن حَفص الْمَدِينِيّ: جَهله أَبُو الْقَاسِم اللالكائي، وَقَالَ الذَّهَبِيّ: لَيْسَ بِمَجْهُول روى عَنهُ اربعة.

(4) اسباط أَبُو اليسع: جَهله أَبُو حَاتِم، وعرفه البُخَارِيّ.

(5) بَيَان بن عَمْرو: جَهله أَبُو حَاتِم، وَوَثَّقَهُ ابْن الْمَدِينِيّ، وَابْن حبَان، وَابْن عدي، وروى عَنهُ البُخَارِيّ، وَأَبُو زرْعَة، وعبيد الله بن وَاصل.

(6) الْحُسَيْن بن الْحسن بن يسَار: جَهله أَبُو حاتم، وَوَثَّقَهُ أَحْمد وَغَيره.

(7) الحكم بن عبد الله الْبَصْرِيّ: جَهله أَبُو حَاتِم، وَوَثَّقَهُ الذهلي، وروى عَنهُ أَرْبَع ثِقَات.

(8) عَبَّاس الْقَنْطَرِي: جَهله أَبُو حَاتِم، وَوَثَّقَهُ أَحْمد، وَابْنه.

(9) مُحَمَّد بن الحكم الْمروزِي: جَهله أَبُو حَاتِم، وَوَثَّقَهُ ابْن حَبَّان.

ترجمہ:

(1) احمد بن عاصم البلخی: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، جبکہ ابن حبان نے اس کی توثیق بیان کی اور فرمایا کہ اس کے شہر والوں نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

(2) ابراہیم بن عبد الرحمن المخزومی: ابن القطان نے ان کو مجہول قرار دیا، جبکہ دوسروں نے ان کو معروف ٹھہرایا، ابن حبان نے ان کی توثیق کی۔

(3) اسامہ بن حفص المدینی: ابو القاسم اللالکائی نے ان کو مجہول قرار دیا، ذہبی نے فرمایا کہ مجہول نہیں ہے، ان سے صحاح ستہ میں سے (چار کتابوں والوں) نے روایت کی۔

(4) اسباط ابو الیسع: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو

معروف ٹھہرایا۔

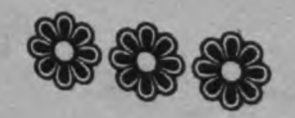
(5) بیان بن عمرو: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، اور ابن المدینی، ابن حبان اور ابن عدی نے ان کی توثیق کی، اور امام بخاری، ابوزرعہ اور عبید اللہ بن واصل نے ان سے روایت کی۔

(6) الحسین بن الحسن بن یسار: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، اور امام احمد وغیرہ نے ان کی توثیق بیان کی۔

(7) الحکم بن عبد اللہ البصری: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، جبکہ علامہ الذہلی نے ان کی توثیق کی، اور چار ثقہ (راویوں) نے ان سے روایت نقل کی۔

(8) عباس القنطری: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، جبکہ امام احمد اور ان کے بیٹے نے ان کی توثیق کی۔

(9) محمد بن الحکم المروزی: ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا، اور ابن حبان نے ان کی توثیق بیان کی۔



إيقاظ فِي بَيَان مَدْلُول قَول ابْن الْقطَّان فِي الرَّاوِي: لَا يعرف لَهُ حَال أَوْ لم تثبت عَدَالَته

ایقاظ نمبر 15، راوی کے متعلق ابن القطان کے قول "لا یعرف لہ حال" یا "لم تثبت عدالتہ" کے مدلول کے بیان میں

ابن القطان کے قول لا یعرف لہ حال یا لم تثبت عدالتہ کی حیثیت:

كثيرا مَا تطلع فِي "ميزَان الِاعْتِدَال" نقلا عَن ابْن الْقطَّان فِي حق بعض الرواة: لَا يعرف لَهُ حَال أَوْ لم تثبت عَدَالَته، وَالْمرَاد بِهِ أَبُو الْحسن عَليّ بن مُحَمَّد بن عبد الملك الفاسي الْمَشْهُور بِابْن الْقطَّان الْمُتَوفَّى سنة ثَمَان وَعشْرين وست مئة مؤلف كتاب الْوَهم والإيهام. فلعلك تظن مِنْهُ أن ذَلِك الرَّاوِي مَجْهُول أَوْ غير ثِقَة، وَلَيْسَ كَذَلِك، فَإِن لِابْنِ الْقطَّان فِي إطلاق هَذِه الألفاظ إصْطِلَاحا لم يُوَافقهُ غَيره.

ترجمہ:

"میزان الاعتدال" میں اکثر آپ رواۃ کے حق میں ابن القطان سے "لا یعرف لہ حال" یا "لم تثبت عدالتہ" کے منقول ہونے پر مطلع ہوں گے۔ ("ابن القطان" سے مراد ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک الفاسی ہے، جو کہ ابن القطان کے نام سے مشہور ہیں، 628ھ میں فوت ہوئے ہیں، اور "الوھم والایھام" نامی کتاب کے مؤلف ہیں)۔ شاید اس سے آپ یہ

گمان کریں گے کہ یہ راوی مجہول یا غیر ثقہ ہے، جبکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ ان الفاظ کے اطلاق میں ابن القطان کی اپنی اصطلاح ہے، جس میں کسی دوسرے نے ان کی موافقت نہیں کی۔

پہلی تائید واستشہاد:

فقد قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة حَفْص بن بغيل: قَالَ ابْن الْقطَّان: لَا يعرف لَهُ حَال. قلت: لم أذكر هَذَا النَّوْع فِي كتابي هَذَا لِأَن ابْن الْقطَّان يتَكَلَّم فِي كل من لم يقل فِيهِ إِمَام عاصر ذَلِك الرجل أَوْ أخذ عَمَّن عاصره مَا يدل على عَدَالَته، وَفِي الصَّحِيحَيْنِ من هَذَا النمط كثيرُونَ مَا ضعفهم أُحْد وَلَا هم بمجاهيل. انْتهى.

ترجمہ:

تحقیق سے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنے ''میزان'' میں حفص بن بغیل کے حالات میں فرمایا کہ ابن القطان نے فرمایا کہ ''لا یعرف لہ حال''۔ میں (یعنی حافظ ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ میں اپنی اس کتاب میں اس قسم کو ذکر نہیں کرتا، کیونکہ ابن القطان ہر اس راوی میں کلام کرتا ہے جس کے متعلق کسی ہم عصر امام نے بات نہ کی ہو یا اس سے روایت نہ کی ہو جو اس کا ہم عصر رہا ہو، جو اس کی عدالت پر دلالت کرتا ہو۔ اور صحیحین میں اس قسم کے لوگ بہت زیادہ ہیں، جنہیں کسی نے ضعیف نہیں ٹھہرایا، اور نہ وہ مجہول ہیں۔

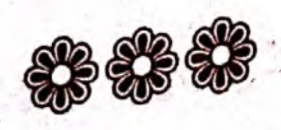
دوسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ أيضا فِي تَرْجَمَة مَالك الْمصْرِيّ: قَالَ ابْن الْقطَّان: هُوَ

مِمَّن لم تثبت عَدَالَته يُرِيد أنه مَا نَص عليه أَجْد على أنه ثِقَة وَفِي رُوَاة الصَّحِيحَيْنِ عدد كثير مَا علمنَا أن أحدا وثقهم، وَالْجُمْهُور على أن من كَانَ من الْمَشَايِخ، قد روى عَنهُ جمَاعَة، وَلم يَأْتِي بِمَا يُنكر عليه: أن حَدِيثه صَحِيح. انْتهى.

ترجمہ:

اور مالک المصری کے حالات میں بھی فرمایا کہ ابن القطان نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی عدالت ثابت نہیں ہوئی، اس کی مراد یہ ہے کہ کسی نے بھی اس کی تصریح نہیں کی کہ یہ ثقہ ہے۔ صحیحین کے روات میں ایک کثیر تعداد ایسی ہے جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ کسی نے اس کی توثیق کی ہو۔ جبکہ جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص مشائخ میں سے ہو اس سے ایک جماعت نے روایت نقل کی ہو، اور ایسا کام نہ کیا ہو جس کی وجہ سے اس پر نکیر کی جاتی ہو، تو اس کی حدیث صحیح ہے۔



إيقاظ فِي مَدْلُول قَوْلهم فِي الرَّاوِي: تَركه يحيى الْقطَّان

ایقاظ نمبر 16، محدثین کے قول تَركه يحيى الْقطَّان کے مدلول کے بیان میں یحییٰ القطان کے ترکِ راوی کی حیثیت:

ذكر فِي "الْمِيزَان" و"تهذيب التَّهْذِيب" وَغَيرهمَا من كتب أَسمَاء الرِّجَال فِي حق كثير من الروَاة: تَركه يحيى الْقطَّان، فاعرف أَن مُجَرّد تَركه لَا يخرج الرَّاوِي من حيّز الِاحْتِجَاج بِهِ مُطلقًا.

ترجمہ:

''میزان'' اور ''تہذیب التہذیب'' وغیرہ اسماء الرجال کی کتابوں میں بہت سے رواۃ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ''ترکہ یحییٰ القطان''، تو جان لو کہ صرف (یحییٰ القطان) کے ترک کرنے کی وجہ سے راوی مطلقاً احتجاج کے مقام سے نہیں نکلتا۔ (کیونکہ یحییٰ القطان جرح کے معاملے میں متشددین اور متعنتین میں سے ہیں)۔

استشہاد اور دلیل:

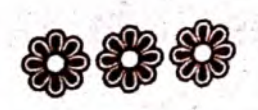
وَالَّذِي يدل عَلَيْهِ قَول التِّرْمِذِيّ فِي كتاب الْعِلَل من آخر كِتَابه الْجَامِع قَالَ عَليّ بن الْمَدِينِيّ: لم يرو يحيى عَن شريك، وَلَا عَن أبي بكر بن عَيَّاش، وَلَا عَن الرّبيع بن صبيح، وَلَا عَن الْمُبَارك بن فضَالة. قَالَ أَبُو عِيسَى أي التِّرْمِذِيّ: وَإِن كَانَ يحيى ترك الرِّوَايَة عَن هَؤُلَاءِ، فَلم يتْرك الرِّوَايَة عَنْهُم؛

لأنه اتهمهم بِالْكَذِبِ، وَلكنه تَركهم لحَال حفظهم، وَذكر عَن يحيي بن سعيد الْقطَّان أنه كَانَ إذا رأى الرجل يحدث عَن حفظه مرّة هَكَذَا وَمرَّة هَكَذَا، وَلَا يثبت على رِوَايَة وَاحِدَة تَركه. انْتهى.

ترجمہ:

جس پر امام ترمذی کا اپنی جامع کے آخر میں کتاب ''العلل'' کے اندر قول دلالت کرتا ہے، کہ علی ابن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یحییٰ نے شریک سے روایت نہیں کی، نہ ابوبکر بن عیاش سے، نہ الربیع بن صبیح سے اور نہ المبارک بن فضالہ سے۔

ابوعیسیٰ یعنی ترمذی نے کہا کہ اگر یحییٰ نے ان لوگوں سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے تو ان سے اس وجہ سے روایت ترک نہیں کی کہ وہ متہم بالکذب ہیں، بلکہ ان کے حافظہ کی حالت کی وجہ سے انہیں چھوڑا ہے۔ اور یحییٰ بن سعید القطان سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو دیکھتا جو اپنے حافظہ سے کبھی ایک طرح حدیث بیان کرتا اور کبھی دوسری طرح، اور ایک روایت پر ثابت نہ رہتا، تو (یحییٰ) اسے چھوڑ دیتا تھا۔ (یعنی ترمذی کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کسی راوی کو یحییٰ القطان کے ترک کی وجہ سے مقامِ احتجاج سے مطلقاً نہیں نکالتا، کیونکہ وہ حافظہ کے اعتبار سے روات کو چھوڑتا ہے اور حافظہ کے اعتبار سے راوی مقامِ احتجاج سے مطلقاً نہیں نکلتا)۔



إيقاظ فِي مَدْلُول قَوْلهم فِي الرَّاوِي: لَيْسَ مثل فلَان

ایقاظ نمبر 17، راوی کے متعلق محدثین کے قول ''لیس مثل فلان'' کے مدلول کے بیان میں

محدثین کے قول ''لیس مثل فلان'' کی حیثیت:

كثيرا مَا يَقُول أئمة الْجرْح وَالتَّعْدِيل فِي حق راو: إنه لَيْسَ مثل فلَان كَقَوْل أَحْمد فِي عبد الله بن عمر الْعمريّ: إنه لَيْسَ مثل أخيه أي عبيد الله بن عمر الْعمريّ أَوْ أن غَيره أحب إلي وَنَحْو ذَلِك، وَهَذَا كُله لَيْسَ بِجرح.

ترجمہ:

کسی راوی کے متعلق اکثر ائمہ جرح وتعدیل ''انہ لیس مثل فلان'' کہتے ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن عمر العمری کے متعلق احمد کا قول کہ ''انہ لیس مثل اخیہ'' (یعنی وہ اپنے بھائی عبید اللہ بن عمر العمری) جیسا نہیں ہے، یا یہ کہنا کہ اس کے علاوہ مجھے زیادہ پسند ہے، اور اس جیسے دوسرے الفاظ، تو یہ تمام کے تمام (الفاظ) جرح نہیں ہیں۔

توضیح وتشریح:

شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ ''تعلیقات'' میں فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ یہاں پر غیرہ احب الي سے ایک معین راوی مراد لیتے ہیں، کہ اس کا نام بھی ذکر کیا گیا ہو، پھر ان دو راویوں کے درمیان مفاضلہ اور تقابل سمجھا جائے گا، جیسا کہ آنے والی تائید اس پر شاہد ہے۔ اگر دوسرا راوی معین نہ ہو، اور غیر کے لفظ سے مبہم اور غیر

معین راوی مراد لیا، تو پھر یہ اس راوی کے لیے جرح سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ مراتب الفاظ جرح کے چھٹے مرتبے میں گزر گیا۔

مذکورہ مسئلے کی تائید اور شاہد:

قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي "تَهْذِيب التَّهْذِيب" فِي تَرْجَمَة أزهر بن سعد السمان: حكى الْعقيلِيّ فِي الضُّعَفَاء أن الإمام أحْمَد قَالَ: إن أبي عدي أحب إلي من أزهر. قلت: هَذَا لَيْسَ بِجرح يُوجب إدخاله فِي الضُّعَفَاء. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تھذیب التھذیب'' میں ازہر بن سعد السمان کے حالات میں فرمایا کہ عقیلی نے ''الضعفاء'' میں نقل کیا ہے کہ امام احمد نے فرمایا کہ مجھے ابن ابی عدی زیادہ پسند ہے بنسبت ازہر کے، میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی جرح نہیں جو (ازہر) کو ضعفاء میں داخل کرانے کا موجب بنتا ہو۔



إيقاظ فِي تَوْجِيه صُدُور الْجرْح وَالتَّعْدِيل من النَّاقِد الْوَاحِد فِي الرَّاوِي نَفسه

ایقاظ نمبر 18، ایک ہی راوی کے متعلق ایک ناقد سے جرح وتعدیل دونوں کے صادر ہونے کی توجیہ کے بیان میں

ایک ہی راوی کے متعلق ایک ہی ناقد کی جانب سے جرح وتعدیل دونوں کے صادر ہونے کے وجوہات:

كثيرا مَا تَجِد الِاخْتِلَاف عَن ابْن معِين وَغَيره من أَئِمَّة النَّقْد فِي حق راو وَهُوَ قد يكون لتغير الِاجْتِهَاد، وَقد يكون لاخْتِلَاف كَيْفيَّة السُّؤَال.

ترجمہ:

ایک ہی راوی کے متعلق ابن معین وغیرہ ائمہ جرح وتعدیل کی جانب سے اکثر اختلاف پاؤ گے، تو وہ کبھی کبھار اجتہاد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی سوال کی کیفیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شواہد اور تائیدات:

پہلی تائید واستشہاد:

قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي "بذل الماعون فِي فضل الطَّاعُون":

وَقد وَثَّقَهُ أي أبا بلج يحيى بن معِين، وَالنَّسَائِيّ، وَمُحَمّد بن سعد، وَالدَّارَقُطْنِيّ، وَنقل ابْن الْجَوْزِيّ عَن ابْن معِين أَنه

ضعفه، فإن ثبت ذَلِك فقد يكون سُئِلَ عَنهُ وَعَمن فَوْقه، فضعفه بِالنِّسْبَةِ إليه، وَهَذِه قَاعِدَة جليلة فِيمَن اخْتلف النَّقْل عَن ابْن معِين فِيهِ. نبه عَلَيْهَا أَبُو الْوَلِيد الْبَاجِيّ فِي كِتَابه "رجال البُخَارِيّ". انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "بذل الماعون فی فضل الطاعون" میں فرمایا کہ یحییٰ بن معین، النسائی، محمد بن سعد اور الدارقطنی نے ابابلج کی توثیق کی، جبکہ ابن الجوزی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کو ضعیف قرار دیا، اگر یہ بات ثابت ہو چکی ہو، تو یہ اس صورت میں ہوگا جب ابن معین سے ابابلج اور اس سے اوپر کے درجے والے کے بارے سوال کیا گیا، تو انہوں نے اس کو ضعیف قرار دیا، (یعنی ایک مرتبہ ابن معین نے ابابلج کی توثیق بیان کی، پھر دوسری مرتبہ اس کی تضعیف کر دی، تو یہ دوسری مرتبہ تضعیف تب ہے جب ان کا مقابلہ دوسرے راوی کے ساتھ کیا ہو، اور دوسرا راوی ان سے زیادہ ثقہ ہو، تو ان کے متعلق فرمایا کہ یہ ضعیف ہے یعنی دوسرے کے مقابلے میں کم ثقہ ہے)۔ اور یہ ایک بڑا قاعدہ ہے ان لوگوں کے متعلق جن کے بارے میں ابن معین کے اقوال مختلف ہو چکے ہوں۔ اس پر ابو الولید الباجی نے اپنی کتاب "رجال البخاری" میں تنبیہ فرمائی۔

دوسری تائید و استشہاد:

وَقَالَ تِلْمِيذه السخاوي فِي "فتح المغيث": مِمَّا يُنَبه عَلَيْهِ أنه يَنْبَغِي أن تتامل أقوال المزكين ومخارجها، فَيَقُولُونَ: فلَان ثِقَة

أَوْ ضَعِيف، وَلَا يُرِيدُونَ بِهِ أنه مِمَّن يحْتَج بحَدِيثه، وَلَا مِمَّن يرد، وإنما ذَلِك بِالنِّسْبَةِ لمن قرن مَعَه على وفْق مَا وَجه إلى الْقَائِل من السؤال وأمثلة ذَلِك كَثِيرَة لَا نطيل بهَا.

ترجمہ:

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) کے شاگرد علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''فتح المغیث'' میں فرمایا کہ جس بات پر متنبہ ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ تزکیہ کرنے والوں کے اقوال اور ان کے مخارج پر غور وفکر کیا جائے، وہ یہ کہتے ہیں کہ فلاں ثقہ ہے یا ضعیف ہے، جبکہ اس سے وہ یہ ارادہ نہیں کرتے کہ یہ (راوی) ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے اور نہ یہ ارداہ کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن (کی حدیث) رد کی جاتی ہے۔ بلکہ یہ اس شخص کی نسبت سے ہوتا ہے جو اس کے ساتھ ملا کر سوال کیا گیا ہو، (یعنی ایک ہی راوی کے متعلق ایک ہی امام کے اقوال میں اختلاف اس لیے واقع ہوجاتا ہے کہ ایک بار صرف اس راوی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو وہ اس کی توثیق بیان کرتا ہے، اور دوسری بار دوسرے راوی کے بنسبت اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا زیادہ ثقہ ہے؟ تو جواب دیتا ہے کہ یہ ضعیف ہے، یعنی دوسرے کی بنسبت ضعیف ہے۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے یا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ دوسرے کی بنسبت اس کی توثیق وتضعیف بیان کرنا مقصود ہوتا ہے)۔ اور اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں جن کی وجہ سے ہم بات زیادہ طویل نہیں کرتے۔



مثال:

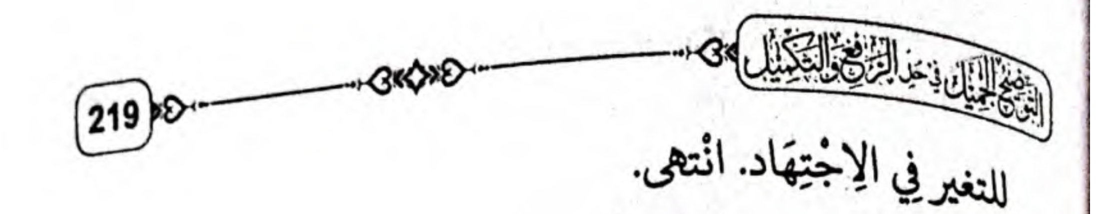
مِنْهَا مَا قَالَ عُثْمَان الدَّرَامِي: سَالَتْ ابْن معِين عَن الْعَلَاء بن عبد الرَّحْمَن عَن أبيه كَيفَ حَدِيثهمَا؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِهِ بَأْس، فَقلت: هُوَ أحب إِلَيك أَوْ سعيد المَقْبُري؟ قَالَ: سعيد أوثق والْعَلَاء ضَعِيف، فَهَذَا لم يرد بِهِ ابْن معِين أن الْعَلَاء ضَعِيف مُطلقًا بِدَلِيل أنه قَالَ: لَا باس بِهِ، وإنما أراد أنه ضَعِيف بِالنِّسْبَةِ لسَعِيد المَقْبُرِي.

ترجمہ:

ان میں سے ایک یہ ہے جو عثمان الدارمی نے کہا کہ میں نے ابن معین سے العلاء بن عبدالرحمن اور اس کے والد کے متعلق پوچھا کہ ان دونوں کی حدیث کیسی ہے؟ تو فرمایا کہ "لیس بہ باس"، میں نے عرض کیا کہ وہ آپ کو زیادہ پسند ہے یا سعید المقبری؟ تو فرمایا کہ سعید اوثق ہے اور العلاء ضعیف ہے۔ تو اس سے ابن معین کی مراد یہ نہیں کہ العلاء مطلقاً ضعیف ہے، اس دلیل کی وجہ سے کہ انہوں نے "لا باس بہ" کہا ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ سعید المقبری کے بنسبت زیادہ ضعیف ہے۔

ائمہ جرح وتعدیل کے کلام میں اختلاف کا محمل:

وعَلى هَذَا يحمل أكثر مَا ورد من الِاخْتِلَاف فِي كَلَام أئمة الْجرْح وَالتَّعْدِيل مِمَّن وثق رجلا فِي وَقت وجرحه فِي وَقت، فَيَنْبَغِي لهَذَا حِكَايَة أَقْوَال أهل الْجرْح وَالتَّعْدِيل ليتبين مَا لَعَلَّه خَفِي على كثير من النَّاس، وَقد يكون الِاخْتِلَاف

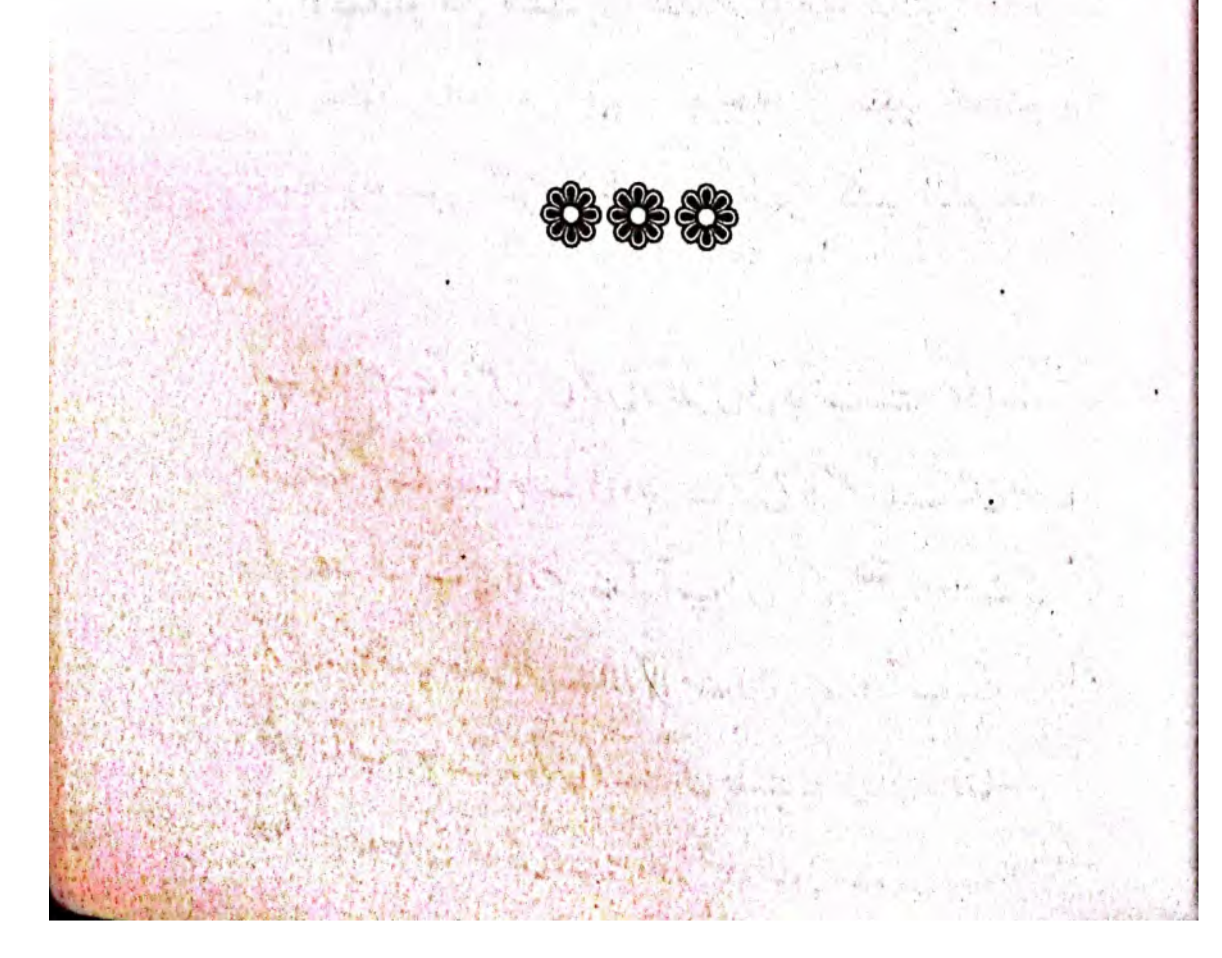


للتغير فِي الِاجْتِهَاد. انْتهى.

ترجمہ:

ائمہ جرح وتعدیل کے کلام پر وارد شدہ اختلاف اسی پر محمول کیا جائے گا، جنہوں نے ایک آدمی کو ایک وقت میں ثقہ قرار دیا، جبکہ دوسرے وقت میں اس پر جرح کردی۔ لہٰذا اہل جرح وتعدیل کے اقوال کو حکایت کرنا چاہیے تاکہ وہ واضح ہوجائے جو شاید بہت سے لوگوں سے مخفی ہو، اور کبھی کبھار اختلاف اجتہاد کے متغیر ہونے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ (یعنی ایک بار توثیق بیان کرنے کے بعد دوسری مرتبہ جرح یا تو دوسرے راوی کی بنسبت بیان کی جاتی ہے یا دوسری مرتبہ اس کا اجتہاد متغیر ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اسے مجروح ٹھہرادیتا ہے)۔

❀❀❀



إيقاظ فِي لُزُوم التروي وَالنَّظَر فِي قبُول جرحهم للراوي

ایقاظ نمبر 19، راوی کے متعلق محدثین کی جرح کی قبولیت میں غور وفکر کے لازم ہونے کے بیان میں

جرح کی تنقیح اور موانع جرح:

يجب عَلَيْك أن لاتبادر إلى الحكم بجرح الرَّاوِي بِوُجُود حكمه من بعض أهل الجرْح وَالتَّعْدِيل، بل يلْزم عَلَيْك أن تنقح الأمر فِيهِ، فإن الأمر ذُو خطر وتهويل، وَلَا يحل لَك أن تاخذ بقول كل جارح فِي أي راو كَانَ وإن كَانَ ذَلِك الجَارِح من الأئمة أَوْ من مشهوري عُلَمَاء الأمة، فكثيرا مَا يُوجد امْر يكون مَانِعا من قبُول جرحه، وَحِينَئِذٍ يحكم برد جرحه، وَله صور كَثِيرَة لَا تخفى على مهرَة كتب الشَّرِيعَة.

ترجمہ:

آپ پر لازم ہے کہ بعض اہل جرح وتعدیل کی جانب سے راوی کے متعلق جرح کے حکم کے پائے جانے کی وجہ سے جرح کا حکم لگانے میں جلدی نہ کرے۔ بلکہ آپ پر لازم ہے کہ آپ اس کے متعلق معاملے کی تنقیح کریں۔ کیونکہ یہ معاملہ خطرے اور ہلاکت والا ہے، اور آپ کے لیے جائز نہیں کہ آپ ہر جارح کے قول کو لے لیں چاہے وہ کسی بھی راوی کے متعلق ہو، اگر چہ وہ جارح ائمہ میں سے ہو، اور مشہور علماء امت میں سے ہو، کیونکہ

اکثر کوئی ایسا امر پایا جاتا ہے جو اس کی جرح کو قبول کرنے سے مانع ہوتا ہے، تو اس وقت اس (جرح) کے رد کرنے کا حکم لگایا جائے گا، اور اس کی بہت سی صورتیں ہیں جو کتبِ شریعت کے ماہرین سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

جرح کی قبولیت کے لیے پہلا مانع:

فَمِنْهَا: أن يكون الجَارِح فِي نَفسه مجروحا، فَحِينَئِذٍ لَا يُبَادر إِلَى قبُول جرحه، وَكَذَا تعديله مَا لم يُوَافقهُ غَيره.

ترجمہ:

ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ جارح بذاتِ خود مجروح ہو، تو اس وقت اس کی جرح کی طرف جلدی نہیں کی جائے گی، اسی طرح اس کی تعدیل کی طرف بھی، جب تک اس کے علاوہ کوئی اس کی موافقت اختیار نہ کرے۔

پہلی تائید و استشہاد:

وَهَذَا كَمَا قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة أبان بن إسحاق الْمدنِي بعد مَا نقل عَن أبي الْفَتْح الأزدي مَتْرُوك: قلت: لَا يتْرك، فقد وَثَّقَهُ أَحْمَد الْعجلِيّ، وَأَبُو الفتح يسرف فِي الْجرْح، وَله مُصَنف كَبِير إِلَى الْغَايَة فِي الْمَجْرُوحين جمع فأوعى، وجرح خلقا بِنَفسِهِ لم يسْبقهُ أحْد إِلَى التَّكَلُّم فيهم، وَهُوَ مُتَكَلم فِيهِ، وسأذكره فِي المحمدين.

ثمَّ ذكر فِي بَاب الْمِيم: مُحَمَّد بن الْحُسَيْن أَبُو الْفَتْح بْن يزِيد الأزدي الْموصِلِي الْحَافِظ حدث عَن أبي يعلى الْموصِلِي، والباغندي وطبقتهما، وَجمع وصنف، وَله كتاب كَبِير فِي

الْجَرْح والضعفاء عَلَيْهِ فيه مؤخذات. حدث عَنهُ أَبُو إسحاق الْبَرْمَكِي وَجَمَاعَة. ضعفه البرقاني، وَقَالَ أَبُو النجيب عبد الغفار الأرموي: رأيت أهل الْموصل يوهنون أبا الْفَتْح، وَلَا يعدونه شَيْئا، وَقَالَ الْخَطِيب: فِي حَدِيثه مَنَاكِير، وَكَانَ حَافِظًا ألف فِي عُلُوم الحَدِيث. قلت: مَاتَ سنة أَرْبَعْ وَسبعين وثلثمائة. انتهى.

ترجمہ:

جیسا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''میزان'' میں ابان بن اسحاق المدنی کے حالات میں ابوالفتح الازدی سے ''متروک'' نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اسے ترک نہیں کیا جائے گا، کیونکہ احمد العجلی نے اس کی توثیق کی ہے، اور ابوالفتح جرح میں حد سے تجاوز کرتا ہے، اور ان کی مجروحین کے متعلق ایک انتہائی بڑی کتاب ہے، انہوں نے (اس میں رواۃ کو) جمع کیا، اور محفوظ کیا، اور بذات خود ایسے لوگوں پر جرح کی، جن پر ان سے پہلے کسی نے کلام نہیں کیا، جبکہ وہ اس میں کلام کرنے والا ہے، عنقریب میں انہیں محمدین میں ذکر کروں گا۔ (یعنی ابوالفتح الازدی جرح کرنے میں بہت دلیر ہے حتیٰ کہ انہوں نے ضعفاء کے متعلق جو کتاب لکھی اس میں بھی بہت سے ایسے رواۃ پر جرح کی جن پر کسی نے بھی جرح نہیں کی)۔

پھر (علامہ ذہبی رحمہ اللہ) نے باب المیم میں ذکر کیا کہ محمد بن الحسین ابوالفتح بن یزید الازدی الموصلی الحافظ نے ابویعلی الموصلی، الباغندی اور ان دونوں کے طبقے کے لوگوں سے حدیث نقل کی۔ اور انہوں نے جمع کیا، اور تصنیف کیا، اور ان کی جرح اور

ضعفاء کے متعلق ایک بڑی کتاب ہے، اس (کتاب) کے حوالے سے ان کا مؤاخذہ ہو چکا ہے، ان سے ابو اسحاق البرمکی اور ایک جماعت نے حدیث نقل کی، البرقانی نے اس کی تضعیف کی، ابو النجیب عبد الغفار الاموی نے فرمایا کہ میں نے اہل موصل کو دیکھا جو ابو الفتح کی توہین کر رہے تھے۔ اور اس کو کچھ بھی شمار نہیں کرتے تھے۔ اور خطیب نے فرمایا کہ ان کی احادیث میں مناکیر ہیں، اور وہ حافظ تھا، علوم الحدیث میں کتاب تالیف کی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ 374ھ کو فوت ہوئے۔

دوسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ ابْن حجر فِي "تَهْذِيب التَّهْذِيب" فِي تَرْجَمَة أَحْمَد بن شبيب الحبطي الْبَصْرِيّ: بَعْدَمَا نقل عَن الأزدي فِيهِ غير مرضِي. قلت: لم يلْتَفت أحْد إلى هَذَا القَوْل بل الأزدي غير مرضِي. انْتهى.

ترجمہ:

ابن حجر رحمہ اللہ نے "تہذیب التہذیب" میں احمد بن شبیب الحبطی البصری کے حالات میں اس کے متعلق الازدی سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ پسندیدہ نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ کوئی اس قول کی طرف التفات نہیں کرتا، بلکہ الازدی خود پسندیدہ شخص نہیں۔

جرح کی قبولیت کے لیے دوسرا مانع:

وَمِنْهَا: أن يكون الْجَارِح من المتعنتين المشددين، فإن هُنَاكَ جمعا من أئمة الْجرْح وَالتَّعْدِيل لَهُم تشدد فِي هَذَا الْبَاب، فيجرحون الرَّاوِي بأدنى جرح، ويطلقون عَلَيْهِ مَا لَا يَنْبَغِي

إطلاقه عِند أولي الألباب، فَمثل هَذَا الجارِح توثيقه مُعْتَبر، وجرحه لَا يعْتَبر إلا إذا وَافقه غَيره مِمَّن ينصف وَيعْتَبر.

ترجمہ:

(ان صورتوں میں سے) ایک صورت یہ ہے کہ جرح کرنے والا متعنتین اور مشددین (یعنی ضدی اور سختی کرنے والوں) میں سے ہو، کیونکہ یہاں پر ائمہ جرح وتعدیل میں سے پوری ایک جماعت ہے جو اس باب میں متشدد ہیں۔ پس وہ معمولی سی جرح کی وجہ سے راوی پر جرح کرتے ہیں۔ اور اس پر ایسی چیزوں کا اطلاق کرتے ہیں جن کا عقلمندوں کے ہاں اطلاق مناسب نہیں۔ تو ایسے جارح کی توثیق تو معتبر ہے، لیکن جرح غیر معتبر ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی دوسرا انصاف کرنے والا اور قابل اعتبار شخص اس کی موافقت کرے۔

متعنتین ومتشددین ائمہ:

فَمنهمْ: أَبُو حَاتِم، وَالنَّسَائِيّ، وَابْن معِين، وَابْن الْقطَّان، وَيحيى الْقطَّان، وَابْن حبَان، وَغَيرهم، فَإِنَّهُم معروفون بالإسراف فِي الْجرْح والتعنت فِيهِ، فليثبت الْعَاقِل فِي الروَاة الَّذين تفردوا بجرحهم وليتفكر فِيهِ.

ترجمہ:

ان (متعنتین اور متشددین) میں سے ابو حاتم، نسائی، ابن معین، ابن القطان، یحییٰ بن معین اور ابن حبان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جرح میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور ان میں تعنت مشہور ہے۔ پس عقلمند کو چاہیے کہ وہ ان روات میں تثبت سے کام لیں جن کی جرح کرنے میں

(جارحین) متفرد ہوں، لہٰذا اس میں غور وفکر سے کام لیں۔

پہلی تائید واستشہاد:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة سُفْيَان بن عيينة: يحيى بن سعيد الْقطَّان متعنت فِي الرِّجَال، وَقَالَ أيضا فِي تَرْجَمَة سيف ابْن سُلَيْمَان الْمَكِّيّ: حدث يحيى الْقطَّان مَعَ تعنته عَن سيف. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ الذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ''میزان'' میں سفیان بن عیینہ کے حالات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان رجال میں متعنت ہے۔ اور سیف ابن سلیمان المکی کے حالات میں بھی فرمایا کہ یحییٰ القطان نے اپنی تعنت کے باوجود سیف سے روایت نقل کی۔ (یعنی ان عبارات سے یحییٰ القطان کا تعنت ثابت ہو رہا ہے)۔ (علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس عبارت کو یحییٰ بن سعید القطان کے متعنت ہونے پر بطور استشہاد پیش کیا ہے)

دوسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ ايضا فِي تَرْجَمَة سُوَيْد بن عَمْرو الْكَلْبِيّ بعد نقل توثيقه عَن ابْن معِين وَغَيرهم: أما ابْن حبَان فأسرف واجترأ فَقَالَ كَانَ يقلب الأسانيد وَيَضَع على الأسانيد الصَّحِيحَة الْمُتُون الْوَاهِيَة انْتهى.

ترجمہ:

اور سوید بن عمرو الکلبی کے حالات میں بھی ابن معین وغیرہ سے اس کی توثیق

نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ابن حبان نے حد سے تجاوز کیا اور دلیر و جری ہوا، اور فرمایا کہ (سوید بن عمرو الکلبی) اسانید مقلوب کرتا تھا، اور صحیح اسانید پر واہیہ (یعنی موضوع) متون رکھتا تھا۔ (مصنف رحمہ اللہ نے یہ عبارت اس بات پر بطور استشہاد کے پیش کیا ہے کہ ابن حبان جب کسی راوی کی جرح کرتے ہیں تو حد سے تجاوز کرتے ہیں)۔

تیسری تائید و استشہاد:

وَقَالَ ابْن حَجر فِي "تهْذِيب التَّهْذِيب" فِي تَرْجَمَة الْحَارِث بن عبد الله الْهَمدَانِي الأعور: حَدِيث الْحَارِث فِي "السّنَن الاربعة" وَ"النَّسَائِي" مَعَ تعنته فِي الرِّجَال فقد احْتج بِهِ، وقوى أمره. انْتهى.

ترجمہ:

ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں الحارث بن عبد اللہ الہمدانی الاعور کے حالات میں فرمایا کہ حارث کی حدیث سنن اربعہ میں موجود ہے، اور نسائی نے رجال کے معاملے میں متعنت ہونے کے باوجود اس سے دلیل پکڑی ہے، اور (حدیث کے سلسلے میں) اس کے معاملے کو مضبوط بتایا۔ (اس عبارت میں محل استشہاد ''مع تعنتہ فی الرجال'' ہے، یعنی اس سے نسائی کے متعنت فی الرجال ہونے کو ثابت کرنا مقصود ہے)۔

چوتھی تائید و استشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة عُثْمَان بن عبد الرَّحْمَن الطرائفي وَأما ابْن حبَان: فَإِنَّهُ تقَعْقع كعادته، فَقَالَ: فِيهِ يروي عَن الضُّعَفَاء أَشْيَاء ويدلسها عَن الثِّقَات حَتَّى إِذا

سَمعهَا المستمع لم يشك فِي وَضعهَا، فَلَمَّا كثر ذَلِك فِي إخباره الزقت بِهِ تِلْكَ الموضعات، وَحمل النَّاس عليه فِي الْجرْح، فَلَا يجوز عِنْدِي الِاحْتِجَاج بِرِوَايَاتِهِ بِحَال. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ''میزان'' میں عثمان بن عبد الرحمن الطرائفی کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق زوردار بات کہی، اور (عثمان بن عبد الرحمن الطرائفی) کے متعلق فرمایا کہ وہ ضعفاء سے کچھ چیزیں روایت کرتا ہے اور انہیں ثقات کے ذریعے سے تدلیس کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب سننے والا اسے سنے، تو اس کے وضع میں شک نہ کرے گا، جب ان کے اخبار میں یہ زیادہ ہوا تو یہ موضوعات ان کے ساتھ چمٹ گئیں، اور لوگوں نے جرح میں اس پر وار کیا، لہٰذا میرے نزدیک کسی بھی حالت میں اس کی روایات سے احتجاج کرنا جائز نہیں۔ (یہ عبارت بھی ابن حبان کے مسرف فی الجرح ہونے پر بطور استشہاد کے پیش کی ہے، اس میں محلِ استشہاد ''فانہ تقعقع کعادتہ'' ہے)

پانچویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ ابْن حجر فِي "القَوْل المسدد فِي الذب عَن مُسْند احْمَد":

ابْن حبَان رُبمَا جرح الثِّقَة حَتَّى كَأَنَّهُ لَا يدْرِي مَا خرج من رأسه، وَنَحْوه قَالَ الذَّهَبِي فِي تَرْجَمَة أفلح بن سعيد الْمدنِي.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''القول المسدد فی الذب عن مسند احمد'' میں فرمایا کہ

ابن حبان بسا اوقات ثقہ آدمی کی جرح کرتا ہے، یہاں تک کہ گویا وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ اپنے سر سے کیا نکالتا ہے!!۔ اسی طرح حافظ ذہبی نے افلح بن سعید المدنی کے حالات میں فرمایا۔ (یہ عبارت بھی ابن حبان کے مسرف فی الجرح ہونے پر بطور استشہاد کے پیش کی ہے)

چھٹی تائید واستشہاد:

وَقَالَ التقي السُّبْكِيّ فِي "شِفَاء السقام": وأما قَول ابْن حبَان فِي النُّعْمَان: إنه يَأْتِي عَن الثِّقَات بالطامات، فَهُوَ مثل قَول الدَّارَقُطْنِيّ إلا أنه بالغ فِي الإنكار. انتهى.

ترجمہ:

علامہ التقی السبکی نے "شفاء السقام" میں فرمایا کہ جہاں تک نعمان کے متعلق ابن حبان کا قول ہے کہ وہ ثقات سے ضعیف روایات نقل کرتا ہے تو یہ دارقطنی کے قول کی طرح ہے الا یہ کہ دارقطنی نے انکار میں مبالغہ کیا۔ (یہ عبارت بھی ابن حبان کے مسرف فی الجرح ہونے پر بطور استشہاد کے پیش کی ہے)

ساتویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِي فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة مُحَمَّد بن الْفضل السدُوسِي عَارِم شيخ البُخَارِي بعد ذكر توثيقه نقلا عَن الدَّارَقُطْنِي: قلت: فَهَذَا قَول حَافظ الْعَصْر الَّذِي لم يَأْتِ بعد النَّسَائِي مثله فأين هَذَا القَوْل من قَول ابْن حبَان الخساف المتهور فِي عَارِم، فَقَالَ: اخْتَلَط فِي أخر عمره، وَتغَير حَتَّى كان لَا يدْرِي مَا يحدث بِهِ، فَوَقع فِي حَدِيثه الْمَنَاكِير الْكَثِيرَة، فَيجب

التنكب عَن حَدِيثه فِيمَا رَوَاهُ المتاخرون، فإذا لم يعرف هَذَا من هَذَا ترك الْكل، وَلَا يحْتَج بِشَيْء مِنْهَا. قلت: وَلم يقدر ابْن حبَان أن يَسُوق لَهُ حَدِيثا مُنْكرا، فأين مَا زعم. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی نے اپنی ''میزان'' میں امام بخاری کے شیخ محمد بن الفضل السدوسی عارم کے حالات میں دارقطنی سے اس کی توثیق ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ یہ حافظ العصر کا قول ہے، امام نسائی کے بعد اس جیسا کوئی نہیں آیا، تو کہاں یہ قول اور کہاں ابن حبان کا قول جو کہ عارم کے حوالے سے ذلت اور ناعاقبت اندیشانہ اقدام کرنے والا ہے؟! چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ (عارم) اپنی آخری عمر میں مختلط ہوا اور متغیر ہوا یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے، پس ان کی احادیث میں بہت زیادہ مناکیر واقع ہوئے، لہٰذا ان کی احادیث سے کنارہ کش ہونا واجب ہے، جو ان سے متاخرین نے روایت کی ہیں۔ جب ایک حدیث دوسری حدیث سے (الگ کر کے) نہیں پہچانی جاتی تو سب ترک کر دی جائیں گی، اور ان میں سے کسی چیز کے ذریعے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ (ان سب باتوں کے کہنے کے باوجود) ابن حبان اس پر قادر نہ ہوا کہ اس کی کوئی ایک منکر حدیث لاتے، تو پھر وہ باتیں کیسی ہو سکتی ہیں جو اس نے اپنے گمان کے مطابق کہیں؟!۔ (یہ عبارت بھی ابن حبان کے مسرف فی الجرح ہونے پر بطور استشہاد کے پیش کی ہے)

آٹھویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ ابْن حجر فِي "بذل الماعون فِي فضل الطَّاعُون": يَكْفِي فِي تقويته أي أبي بلج يحي الْكُوفِي تَوْثِيق النَّسَائِيّ وَابْن حَاتِم مَعَ تشددهما، وَقَالَ أَيْضا فِي "مُقَدّمَة فتح الْبَارِي" فِي تَرْجَمَة مُحَمَّد بن أبي عدي الْبَصْرِيّ: أَبُو حَاتِم عِنْده عنت. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''بذل الماعون فی فضل الطاعون'' میں فرمایا کہ ابو بلج یحییٰ الکوفی کی تقویت میں نسائی اور ابوحاتم کی اپنے تشدد کے باوجود توثیق کافی ہے۔ (اس عبارت سے نسائی اور ابوحاتم کا تشدد ثابت کرنا مقصود ہے، اس عبارت میں محل استشہاد ''مع تشددھما'' ہے)۔ اور ''مقدمہ فتح الباری'' میں بھی محمد بن عدی البصری کے حالات میں فرمایا کہ ابوحاتم کے ہاں ضدی پن ہے۔

نویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "تذكرة الْحَافِظ" فِي تَرْجَمَة ابْن الْقطَّان (الَّذِي أكثر عَنهُ النَّقْل فِي "مِيزَانه" وَهُوَ أَبُو الْحسن عَليّ بن مُحَمَّد بعد مَا حكى مدحه): قلت: طالعت كِتَابه الْمُسَمّى بـ "الوهم والايهام" الَّذِي وَضعه على الْأَحْكَام الْكُبْرَى لعبد الْحق يدل على حفظه، وَقُوَّة فهمه، لكنه تعنت فِي أَحْوَال الرِّجَال، فَمَا أنصف بِحَيْثُ أَنه أَخذ يلين هِشَام ابْن عُرْوَة وَنَحْوه. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ابن القطان (جن سے انہی

''میزن'' میں اکثر باتیں نقل کیں، جس کا نام ابوالحسن علی بن محمد ہے)
کے حالات میں اس کی مدح کرنے کے بعد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ
میں نے ان کی ''الوہم والایہام'' نامی کتاب کا مطالعہ کیا، جس کی بنیاد
عبدالحق کی ''الاحکام الکبریٰ'' پر رکھی، یہ کتاب ان کے حافظہ اور قوتِ
فہم پر دلالت کرتی ہے لیکن رجال کے احوال بیان کرنے میں تعنت
سے کام لیا اور انصاف نہ کیا، حتیٰ کہ ہشام بن عروہ اور ان جیسے لوگوں کو
کمزور شمار کرنا شروع کیا۔ (اس عبارت سے ابن القطان کا تعنت بیان
کرنا مقصود ہے، اس عبارت میں محل استشہاد لکنه تعنت فی احوال
الرجال..... ہے)۔

دسویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة هِشَام بن عُرْوَة بعد ذكر توثيقه: لَا عِبْرَة بِمَا قَالَه أَبُو الْحسن ابْن الْقطَّان من أنه وَسُهيْل بن أبي صَالح اختلطا وتغيرا. نعم الرّجل تغير قَلِيلا وَلم يبْق حفظه كَهُوَ فِي حَال الشَّبَاب، فنسي بعض محفوظه أَو وهم فَكَانَ مَاذَا أهو مَعْصُوم من النسْيَان، وَلما قدم الْعرَاق فِي أخر عمره حدث بجملة كَثِيرَة من الْعلم فِي غُضُون ذَلِك يسير أَحَادِيث لم يجودها، وَمثل هَذَا يَقع لمَالِك، ولشعبة، ولوكيع، والكبار الثِّقَات، فدع عَنْك الْخبط، وذر خلط الأئمة الأثبات بالضعفاء والمخلطين، فَهُوَ شيخ الْإِسْلَام، وَلَكِن أحسن الله عزاءنا فِيك يَا ابْن الْقطَّان.انْتهى.

ترجمہ:

- حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی "میزان" میں ہشام بن عروہ کے حالات میں اس کی توثیق ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جو باتیں ابو الحسن ابن القطان نے کیں ان کا کوئی اعتبار نہیں، کہ وہ (یعنی ہشام بن عروہ) اور سہیل بن ابی صالح دونوں مختلط ہوئے اور متغیر ہوئے۔ ہاں یہ بات ہے کہ وہ آدمی تھوڑا سا متغیر ہوا اور اس کا حافظہ ایسا نہ رہا جس طرح جوانی کی حالت میں تھا، جس کی وجہ سے اپنی بعض محفوظ باتیں بھول گیا، یا اسے وہم ہوا، تو کیا ہوا؟ کیا وہ (یعنی ابن القطان) نسیان سے معصوم ہے؟!

جب وہ اپنی آخری عمر میں عراق تشریف لائے، تو اپنے علم میں سے بہت سے حصے کو بیان کیا اسی اثنا کچھ احادیث ایسی ہیں جو اچھی نہیں، (یعنی کچھ ضعیف احادیث بیان کی) اور اس طرح تو امام مالک، شعبہ، وکیع اور بڑے ثقات کے ساتھ بھی ہوتا ہے، لہٰذا باطل اور بے نتیجہ باتیں ترک کر دیجئے اور ائمہ اثبات کو ضعفاء اور مختلطین کے ساتھ خلط کرنا چھوڑ دیجئے، کیونکہ وہ شیخ الاسلام ہے، لیکن اے ابن القطان! تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر صبر دے دے (اس عبارت سے ابن القطان کے اوپر اعتبار نہ کرنے کو ثابت کیا جا رہا ہے)۔

روات میں کلام کرنے والے ائمہ کی اقسام:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": قسم الذَّهَبِيّ من تكلم فِي الرِّجَال أقساما:

(1) فقسم تكلمُوا فِي سَائِر الروَاة كَابْن معِين وأبي حَاتِم

(2) وَقسم تكلمُوا فِي كثير من الروَاة كمالك وَشعْبَة

(3) وَقسم تكلمُوا فِي الرجل بعد الرجل كَابْن عيينه وَالشَّافِعِيّ

ترجمہ:

سخاوی رحمہ اللہ نے "فتح المغیث" میں فرمایا کہ جنہوں نے رجال پر کلام کیا حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی کئی قسمیں بنائیں۔

(1) ایک قسم وہ ہے جنہوں نے تمام رواۃ پر کلام کیا، جیسے ابن معین اور ابو حاتم۔

(2) دوسری قسم جنہوں نے اکثر رواۃ پر کلام کیا، جیسے مالک اور شعبہ۔

(3) تیسری قسم جنہوں نے ایک راوی کے بعد دوسرے راوی (یعنی بعض رواۃ) پر کلام کیا، جیسے ابن عیینہ اور امام شافعی۔

ہر ایک قسم کی اقسام:

قَالَ وَالْكل على ثَلَاثَة أقسام أيضا:

ترجمہ:

فرمایا کہ (ان تینوں میں سے) بھی ہر ایک تین قسم پر ہے۔

پہلی قسم:

قسم مِنْهُم متعنت فِي الْجرْح متثبت فِي التَّعْدِيل يغمز الرَّاوِي بالغلطتين وَالثَّلَاث: فَهَذَا إِذا وثق شخصاً فعض على قَوْله بنواجذك وَتمسك بتوثيقه، وإذا ضعف رجلا فَانْظُر هَل وَافقه غَيره على تَضْعِيفه؟ فإن وَافقه وَلم يوثق ذَلِك الرجل أحدٌ من الحذاق فَهُوَ ضَعِيف، وإن وَثَّقَهُ أحد فَهَذَا هُوَ الَّذِي قَالُوا فِيهِ: لَا يقبل فِيهِ الْجرْح إلا مُفَسرًا يَعْنِي لَا يَكْفِي فِيهِ قَول ابْن معِين مثلا: ضَعِيف، وَلم يبين سَبَب ضعفه،

يَجِيء البُخَارِي وَغَيره يوثقه.

ترجمہ:

ایک قسم وہ ہے جو جرح میں متعنت اور تعدیل میں احتیاط سے کام لینے والا ہے، راوی پر دو تین غلطیوں کی وجہ سے افتراء پردازی کرتا ہے، تو ایسا آدمی جب کسی شخص کی توثیق بیان کرے تو اپنے ڈاڑھوں کے ذریعے سے اس کے قول کو پکڑو، اور اس کی توثیق کو مضبوطی سے تھامو۔ اور جب کسی آدمی کی تضعیف بیان کرے تو دیکھو کہ کسی دوسرے نے اس کی تضعیف میں موافقت کی ہے؟ اگر کسی نے اس کی موافقت کی اور ماہرین میں سے کسی نے اس آدمی کی توثیق بیان نہیں کی تو وہ ضعیف ہے۔ اور اگر کسی نے اس کی توثیق بیان کی ہے تو یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق ائمہ محدثین نے فرمایا کہ اس کے متعلق جرح مفسر کے سوا دوسری جرح قبول نہیں کی جائے گی۔ یعنی اس کے متعلق ابن معین کا قول مثلاً ''ضعیف'' کافی نہیں، جس میں سبب ضعف کو بیان نہ کیا ہو، کہ پھر امام بخاری وغیرہ آکر اس کی توثیق بیان کریں۔

پہلی قسم کے ائمہ کی جرح وتعدیل کا حکم:

وَمثل هَذَا يخْتَلف فِي تَصْحِيح حَدِيثه وتضعيفه، وَمن ثمَّ قَالَ الذَّهَبِيّ وَهُوَ من أهل الاستقراء التَّام فِي نقد الرِّجَال: لم يجْتَمع اثْنَان من عُلَمَاء هَذَا الشان قطّ على تَوْثِيق ضَعِيف، وَلَا على تَضْعِيف ثِقَة، وَلِهَذَا كَانَ مَذْهَب النَّسَائِيّ أَلا يتْرك حَدِيث الرجل حَتَّى يجْتَمع الْجَمِيع على تَركه.

ترجمہ:

اس جیسے (لوگوں) کی حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں اختلاف کیا گیا ہے، اسی وجہ سے حافظ ذہبی (جو کہ نقدِ رجال میں استقراء تام میں سے ہیں) نے فرمایا کہ اس شان کے علماء (ائمہ جرح وتعدیل) میں سے کبھی بھی دو بندے کسی ضعیف کی توثیق پر جمع نہیں ہوئے اور نہ کسی ثقہ کی تضعیف پر جمع ہوئے۔ (اگر کوئی شخص ضعیف ہے تو ایک بندے نے اس کو ثقہ تو قرار دیا ہوگا لیکن ایک سے زیادہ دو بندوں نے اس کی توثیق بیان نہیں کی، اسی طرح اگر کوئی ثقہ آدمی ہے، تو اس کو بھی کہیں ایک بندے نے ضعیف تو قرار دیا ہوگا، لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک سے زیادہ یعنی دو بندوں نے اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے)۔ اسی وجہ سے امام نسائی کا مذہب یہ تھا کہ کسی آدمی کی حدیث تب تک نہ چھوڑی جائے جب تک کہ سب اس کے ترک پر جمع ہو جائیں۔

دوسری قسم:

وَقسم مِنْهُم متسمح: كالترمذي وَالْحَاكِم قلت: وكابن حزم فإنه قَالَ فِي كل من أبي عِيسَى التِّرْمِذِيّ، وأبي الْقَاسِم الْبَغَوِيّ، وإسماعيل بن مُحَمَّد الصفار، وأبي الْعَبَّاس الأصم وَغَيرهم من الْمَشْهُورين: أنه مَجْهُول.

ترجمہ:

دوسری قسم ان میں سے وہ ہے جو کہ چشم پوشی کرنے والا ہے، جیسے امام ترمذی اور امام حاکم۔

(علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ (امام ترمذی اور امام حاکم کی

طرح) ابن حزم بھی ہیں، کیونکہ انہوں نے (1) ابوعیسیٰ الترمذی، (2) ابو القاسم البغوی، (3) اسماعیل بن محمد الصفار اور (4) ابو العباس الاصم وغیرہ جیسے مشہور (آئمہ) کے متعلق کہا کہ یہ مجہول ہیں۔

تیسری قسم:

وَقسم معتدل: كاحمد، وَالدَّارَقُطْنِيّ، وَابْن عدي، انتهى وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي "زهر الربى على المجتبي": قَالَ ابْن الصّلاح: حكى أَبُو عبد الله بْن مَنْدَه أنه سمع مُحَمَّد بن سعد الباوردي بِمصْر يَقُول: كَانَ مَذْهَب النَّسَائِي أن يخرج عَن كل من لم يجمع على تَركه. قَالَ الْحَافِظ أَبُو الْفضل الْعِرَاقِي: هَذَا مَذْهَب متسع.

ترجمہ:

تیسری قسم وہ ہے جو کہ معتدل ہیں جیسے امام احمد، الدارقطنی اور ابن عدی۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''زہر الربی علی المجتبی'' میں فرمایا کہ ابن صلاح نے فرمایا کہ ابوعبداللہ ابن مندہ نے حکایت کی ہے کہ اس نے مصر میں محمد بن سعد الباوردی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام نسائی کا مذہب یہ تھا کہ وہ ہر اس شخص (کی حدیث) لائے جس کے ترک پر اجماع نہ ہوا ہو۔ حافظ ابو الفضل العراقی نے فرمایا کہ یہ مذہب متسع ہے۔ (یعنی اس مذہب میں وسعت ہے)۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک اجماع علی الترک کی مراد:

قَالَ الحافظ ابْن حجر فِي "نكته على ابْن الصّلاح": مَا حَكَاهُ عَن الباوردي أراد بذلك إجماعا خَاصا.

ترجمہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''نکت علی ابن الصلاح'' میں فرمایا کہ جو اس نے الباوردی سے حکایت کیا ہے، اس سے اجماعِ خاص مراد ہے۔

ہر طبقہ کے متشدد اور متوسط نقاد:

وَذَلِكَ أن كل طبقَة من نقاد الرِّجَال لَا تَخْلُو من متشدد ومتوسط:

(1) فَمن الأولى شُعْبَة وسُفْيَان الثَّوْرِيّ وَشعْبَة أشد مِنْهُ

(2) وَمن الثَّانِيَة يحيى الْقطَّان وعبد الرحمن بن مهْدي وَيحيى أشد مِنْهُ.

(3) وَمن الثَّالِثَة يحيى بن معِين وَاحْمَدْ بن حَنْبَل وَيحيى أشد من أَحْمَد

(4) وَمن الرابعه أَبُو حَاتِم وَالْبُخَارِيّ وَأَبُو حَاتِم أشد من البُخَارِيّ.

ترجمہ:

اسی طرح نقادِ رجال (یعنی ائمہ جرح وتعدیل) میں سے ہر طبقہ متشدد اور متوسط سے خالی نہیں۔

پہلے طبقے میں سے شعبہ اور سفیان ثوری ہیں، اور شعبہ سفیان سے زیادہ سخت ہیں۔ اور دوسرے طبقے میں سے یحییٰ القطان اور عبدالرحمن بن مہدی ہیں، اور یحییٰ عبد الرحمن بن مہدی سے زیادہ سخت ہیں۔ اور تیسرے طبقے میں سے یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل ہیں، اور یحییٰ احمد سے زیادہ سخت ہیں۔ اور چوتھے طبقے میں سے ابو حاتم اور امام بخاری ہیں، اور ابو حاتم بخاری سے زیادہ سخت ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے مذہب کے متعلق توسع کے وہم کا رد:

فَقَالَ النَّسَائِي: لَا يتْرك الرجل عِنْدِي حَتَّى يجْتَمع الْجَمِيع على

تَركه، فأما إذا وَثَّقَهُ ابْن مهْدي وَضَعفه يحيى الْقطَّان مثلا فَلَا يتْرك لما عرف من تَشْدِيد يحيى وَمن هُوَ مثله فِي النَّقْد. قَالَ الْحَافِظ: وإذا تقرر ذَلِك ظهر أن الَّذِي يتَبَادَر إلى الذِّهْن من أن مَذْهَب النَّسَائِي متسع لَيْسَ كَذَلِك فكم من رجل أخْرج لَهُ أبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِي، وتجنب النَّسَائِي إخراج حديثه بل تجنب إخراج حَدِيث جمَاعَة من رجال الصَّحِيحَيْنِ. انْتهى.

ترجمہ:

نسائی نے فرمایا کہ میرے نزدیک آدمی کو ترک نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ سب اس کے ترک پر جمع ہو جائیں۔ مثال کے طور پر اگر ابن مہدی نے اس کی توثیق کر دی اور یحییٰ القطان نے اس کی تضعیف بیان کی، تو یحییٰ اور اس جیسے دوسروں کا نقدِ رجال میں سختی کے معروف ہونے کی بنیاد پر اس کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ جب یہ بات ثابت ہوئی، تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات ذہن میں جلدی آتی ہے کہ امام نسائی کا مذہب متسع ہے، یہ بات درست نہیں کیونکہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی احادیث ابوداود اور ترمذی نے لائے ہیں لیکن امام نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کرنے سے اجتناب کیا، بلکہ صحیحین کے رجال میں سے پوری ایک جماعت کی حدیث کا تخریج کرنے سے اجتناب کیا۔

علاقائی اور مذہبی متعنتین:

وَاعْلَم أن من النقاد من لَهُ تعنت فِي جرح أهل بعض الْبِلَاد أوْ بعض الْمذَاهب لَا فِي جرح الْكل، فَحِينَئِذٍ ينقح الأمر فِي ذَلِك الْجرْح.

ترجمہ:

جان لو کہ ائمہ جرح وتعدیل میں سے ایسے بھی ہیں جن کو بعض شہروں کے رہنے والوں یا بعض مذاہب والوں کے متعلق تعنت (یعنی ضد) ہے، نہ کہ تمام کی جرح میں، تو اس وقت اس جرح کے متعلق معاملے کی تنقیح کی جائے گی۔

علاقائی اور مذہبی متعنتین کی مثالیں:

پہلی مثال:

فَمن ذَلِك قَول ابْن حجر فِي "تَهْذِيب": الْجوزجَاني لَا عِبْرَة بحطه على الْكُوفِيّين. انْتهى كَلَامه فِي تَرْجَمَة أبان بن تغلب الربعِي الْكُوفِي.

ترجمہ:

ان میں سے ''تہذیب التہذیب'' میں حافظ ابن حجر کا قول ہے کہ الجوزجانی کا کوفیین کی حیثیت کم کرنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (ابن حجر) کا ابان بن تغلب الربعی الکوفی کے حالات میں کلام ختم ہوا۔

دوسری مثال:

وَمن ذَلِك جرح الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" و"سير النبلاء" وَغَيرهمَا من تاليفاته فِي كثير من الصُّوفِيَّة وأولياء الأمة، فَلَا تعْتَبر بِهِ مَا لم تَجِد غَيره من متوسطي الأجلة ومنصفي الائمة مُوَافقا لَهُ، وَذَلِكَ لما علم من عَادَة الذَّهَبِيّ بِسَبَب تقشفه، وَغَايَة ورعه، وإحتياطه، وتجرده عَن أشعة أنوار التصوف، وَالْعلم الْوَهْبِي الطعْن على أكابر الصوفيه الصافية، وضيق العطن فِي

مدح هَذِه الطَّائِفَة النَّاجِية كَمَا لَا يخفى على أحد من طالع كتبه، وَقد صرح بِهَذَا المؤرخ عبد الله بن أسْعَدْ اليافعي اليمني فِي "مرْآة الجنان" فِي كثير من موَاضعه كَمَا بسطته مَعَ ذكر عباراته فِي "السَّعْي المشكور فِي رد الْمَذْهَب الْمَأْثُور" وَفِي "تذكرة الراشد برد تبصرة النَّاقِد".

ترجمہ:

اس میں سے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا اپنی ''میزان''، ''سیر النبلاء'' اور ان کے علاوہ تالیفات میں بہت سارے صوفیاء اور اولیاء امت کے متعلق جرح بھی ہے، پس اس پر اعتبار نہ کیجئے جب تک آپ اس کے علاوہ متوسط درجے کے بڑے اور امت کے انصاف پسند علماء کی موافقت نہ پائیں۔ یہ اس وجہ سے کہ سختی، انتہائی ورع واحتیاط اور تصوف وعلمِ وہبی کے انوار کی شعاعوں سے خالی ہونے کی وجہ سے امام ذہبی کی اکابر صوفیاء پر طعن اور اس نجات یافتہ گروہ کی مدح میں بخل اور کنجوسی کی عادت معلوم ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اس شخص پر یہ بات مخفی نہیں جس نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔

اس کی تصریح مؤرخ عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی نے ''مرآۃ الجنان'' میں بہت سی جگہوں پر کی ہے، جیسا کہ میں نے ان کی عبارات ذکر کرنے کے ساتھ ''السعی المشکور فی رد المذہب الماثور'' اور ''تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد'' میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔

توضیح وتشریح:

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا دعوی پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کا رد:

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں یہاں اس بات پر رد کر دیا کہ

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اولیاء اللہ اور صوفیاء پر نکیر کرتے تھے، اور ان پر جرح کرتے تھے، کیونکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی کتابوں میں جہاں صوفیاء پر جرح موجود ہے، وہاں ان کی تعظیم اور تکریم کی خاطر ثناء وصفت بھی موجود ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتابوں میں بہت سے جگہوں پر صوفیاء کا تذکرہ کافی فراخ دلی اور خوشنماء الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ مثال کے طور پر "المیزان" کے اندر اویس القرنی کے حالات کو بہت طوالت کے ساتھ ذکر کیا، اور ان کی بہت مدح سرائی کی۔ حالانکہ اویس قرنی اہل روایت میں سے بھی نہیں، تو صرف دو تین سطر میں ان کے حالات لکھ سکتے تھے، لیکن اولیاء اور صوفیاء کی محبت کی وجہ سے آپ ہمیشہ ان کے مناقب، فضائل اور کرامات کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک صوفیاء دو قسم پر ہیں، ایک وہ صوفیاء جو سنت کے پابند ہیں، ان کے مداح ہیں، حتیٰ کہ مصر کی طرف سفر کے دوران انہوں نے شیخ ضیاء الدین عیسیٰ بن یحیٰ الانصاری السبتی سے تصوف کا خرقہ بھی پہنا۔ جبکہ دوسری قسم کے وہ صوفیاء ہیں، جو سنت کے پابند نہیں، وہ دین سے نکلے ہوئے ہیں، جیسے احمدیہ یعنی شیخ احمد رفاعی کے پیروکار اور قلندریہ یعنی جمال الدین محمد ساوجی کے پیروکار، جو کہ سر کے بال اور داڑھی دونوں کا حلق کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے دعوی پر دیگر علما تائیدات وتصریحات:

پہلی تائید واستشہاد:

وَيُوَافِقهُ قَول عبد الوهاب الشعراني فِي "اليواقيت والجواهر فِي بَيَان عقائد الأكابر: مَعَ أن الْحَافِظ الذَّهَبِيّ كَانَ من أشد المنكرين على الشَّيْخ أي محيي الدّين بن العرابي وعَلى طَائِفَة

الصُّوفِيَّة هُوَ وَابْن تَيْمِية. انْتهى.

ترجمہ:

اور ''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر'' میں عبد الوہاب الشعرانی کا یہ قول بھی اس کی موافقت کرتا ہے، باوجود اس کے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ شیخ محی الدین بن العربی پر سخت ترین نکیر کرنے والوں میں سے تھے، اور صوفیاء کی جماعت پر وہ بھی اور ابن تیمیہ بھی۔

توضیح وتشریح:

اس عبارت میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تشدید اور صوفیاء کرام پر ان دونوں کی نکیر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

دوسری تائید واستشہاد:

وَقَول التَّاج السُّبْكِيّ فِي "طَبَقَات الشَّافِعِيَّة": هَذَا شَيخنَا الذَّهَبِيّ لَهُ علم، وديانة، وَعِنْده على أهل السّنة تحامل مفرط، فَلَا يجوز أن يعْتَمد عَلَيْهِ، وَهُوَ شَيخنَا ومعلمنا غير أن الْحق أحق بالاتباع، وَقد وصل من التعصب المفرط إلى حد يستحي مِنْهُ، وأنا أخشى عَلَيْهِ من غَالب عُلَمَاء الْمُسلمين، وائمتهم الَّذين حملُوا الشريعة النَّبَوِيَّة فإن غالبهم أشاعرة، وَهُوَ إذا وَقع باشعري لَا يبقي، وَلَا يذر، وَالَّذِي أعتقده أنهم خصماؤه يَوْم الْقِيَامَة. انْتهى.

ترجمہ:

اور ''الطبقات الشافعیۃ'' میں التاج السبکی کا قول (بھی اس کی موافقت کرتا

ہے) کہ یہ ہمارے شیخ حافظ ذہبی ہیں جن کے پاس علم اور دیانت ہے، اور ان کو اہل سنت کے متعلق بے انصافی میں افراط (یعنی زیادتی) ہے۔ لہٰذا اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں، حالانکہ وہ ہمارے شیخ اور استاد ہیں لیکن حق اس بات کا زیادہ حقدار ہے، کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اور تعصب مفرط میں اس حد تک پہنچ چکے کہ اس سے شرم آتی ہے، اور مسلمانوں کے اکثر علماء اور ائمہ (جنہوں نے شریعتِ نبویہ کا بوجھ اٹھایا) کی وجہ سے ان پر ڈرتا ہوں، کیونکہ ان میں سے اکثریت اشاعرہ کی ہیں، اور وہ جب کسی اشعری پر وار (یعنی جرح) کرتا ہے، تو کسی چیز کو باقی رہنے نہیں دیتا اور نہ چھوڑتا ہے۔ اور جس چیز کا مجھے یقین ہے وہ یہ ہے کہ یہ (لوگ) قیامت کے دن ان کے خصم ہوں گے۔

تیسری تائید و استشہاد:

وَقَول السُّيُوطِيّ فِي "قمع المعَارض بنصرة ابْن الفارض": إن غَرَّك دندنة الذَّهَبِيّ فقد دندن على الإمام فَخر الدّين بن الخَطِيب ذِي الخطوب وعَلى أكبر من الإمام وَهُوَ أَبُو طَالب الْمَكِّي صَاحب "قوت الْقُلُوب" وعَلى أكبر من أبي طَالب وَهُوَ الشَّيْخ أَبُو الحسن الأشعري الَّذِي ذكره يجول فِي الأفاق، ويجوب، وَكتبه مشحونة بذلك "الْمِيزَان" و"التاريخ" و"سير النبلاء" أفقابل أنت كَلَامه فِي هَؤُلَاءِ؟ كلا وَالله لَا يقبل كَلَامه فيهم بل نوصلهم حَقهم ونوفيهم. انْتهى.

ترجمہ:

"قمع المعارض بنصرة بن الفارض" میں سیوطی رحمہ اللہ کا قول (بھی اس کی

موافقت کرتا ہے) کہ حافظ ذہبی کا بڑبڑاہٹ آپ کو دھوکہ نہ دے کیونکہ وہ خطبوں والے امام فخر الدین بن الخطیب کے متعلق بھی بڑبڑایا ہے، اور امام سے بڑھ کر ''قوت القلوب'' نامی کتاب کے مؤلف ابو طالب المکی کے متعلق (بھی بڑبڑایا ہے)، اور ابوطالب سے بڑھ کر شیخ ابوالحسن الاشعری کے متعلق (بھی بڑبڑایا ہے)، جس کا ذکر چاروں طرف گردش کر رہا ہے اور پھیل رہا ہے۔ اور ان کی کتابیں ''المیزان''، ''التاریخ'' اور ''سیر النبلاء'' اس سے بھری ہوئی ہیں۔ کیا ان لوگوں کے متعلق ان کے کلام کو قبول کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں، بخدا! ان کے متعلق ان کا کلام قبول نہیں کیا جائے گی، بلکہ ان کو ان کا حق پہنچائیں گے اور اسے پورا کریں گے۔

متعنتین فی جرح الاحادیث بجرح رواۃ:

وَاعْلَم أن هُنَاكَ جمعا من الْمُحدثين لَهُم تعنت فِي جرح الأحاديث بِجرح رواتها، فيبادرون إلى الحكم بِوَضْع الحَدِيث أَوْ ضعفه بِوُجُود قدح، وَلَو يَسِيرا فِي رِوَايَة أَوْ لمُخَالفَته لحَدِيث أخر. مِنْهُم ابْن الْجَوْزِيّ مؤلف كتاب "الموضعات"، و"العلل المتناهية فِي الأحاديث الْوَاهِيَة"، وَعمر بن بدر الْموصِلِي مؤلف رِسَالَة فِي الموضعات ملخصة من موضعات ابْن الْجَوْزِيّ، والرضي الضغاني اللّغَوِيّ لَهُ رسالتان فِي الموضعات، والجوزقاني مؤلف كتاب "الأباطيل"، وَالشَّيْخ ابْن تَيْمِية الْحَرَّانِي مؤلف "منهاج السّنة"، وَالْمجد اللّغَوِيّ مؤلف "الْقَامُوس" و"سفر السَّعَادَة"، وَغَيرهمَا. وَغَيرهم، فكم

من حَدِيث قوي حكمُوا عَلَيْهِ بالضعف أَوْ الْوَضع، وَكم من حَدِيث ضَعِيف بِضعْف يسير حكمُوا عَلَيْهِ بِقُوَّة الْجرْح، فَالْوَاجِب على الْعَالم أَلا يُبَادر إِلى قبُول أقوالهم بِدُونِ تَنْقِيح أحكامهم، وَمن قلدهم من دون الانتقاد ضل، وأوقع الْعَوام فِي الإفساد، وَقد بسطت الْكَلَام فِي كشف أحوالهم فِي رسالتي "الأجوبة الفاضلة للاسئلة الْعشْرَة الْكَامِلَة" فلتطالع، فإنها لتحقيق الْحق فِي مبَاحث أصول الحَدِيث كافلة.

ترجمہ:

جان لو کہ یہاں پر محدثین کا ایک گروہ ہے جو حدیث کے روات پر جرح کی وجہ سے احادیث پر جرح میں متعنت ہے، پس وہ (اس حدیث کے راوی میں) کسی عیب کے پائے جانے کی وجہ سے حدیث کی وضعیت یا ضعف کا حکم لگانے میں جلدی کرتے ہیں، اگرچہ وہ عیب تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، یا دوسری حدیث کی مخالفت کی وجہ سے۔

ان میں سے (1) ایک ''الموضاعات'' اور ''العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ'' کے مؤلف ابن الجوزی ہیں۔ (2) دوسرا ''موضاعات ابن الجوزی'' کے ملخص ''رسالہ فی الموضوعات'' کے مؤلف عمر بن بدر الموصلی ہیں۔ (3) تیسرا الرضی الصغانی اللغوی ہے، ان کے ''الموضوعات'' میں دو رسالے ہیں۔ (4) چوتھا ''الاباطیل'' کے مؤلف الجوزقانی ہے۔ (5) پانچواں ''منہاج السنہ'' کے مؤلف الشیخ ابن تیمیہ الحرانی ہیں۔ (6) چھٹا ''القاموس'' اور ''السفر السعادۃ'' وغیرہ کے مؤلف المجد اللغوی ہیں۔ (یعنی مجد الدین فیروز آبادی)

اوران کے علاوہ کتنی ہی قوی احادیث ہیں جن پر انہوں نے ضعف یا وضع کا حکم لگایا، اور کتنی ہی معمولی ضعف کی وجہ سے ضعیف احادیث ہیں جن پر مضبوط جرح کا حکم لگایا۔ لہٰذا عالم پر واجب ہے کہ وہ ان کے حکموں کی تنقیح کیے بغیر ان کے اقوال کی قبولیت میں جلدی نہ کریں۔ اور جنہوں نے بغیر نقد کے ان کی تقلید کی، وہ گمراہ ہوئے اور عوام کو فساد میں ڈال دیا۔

میں نے ان کے احوال کی وضاحت اپنے رسالے ''الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ'' میں تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے، لہٰذا اس کا مطالعہ کیا جائے، کیونکہ وہ اصولِ حدیث کے مباحث میں حق کی تحقیق کے لیے ایک گارنٹی وضمانت ہے۔





إيقاظ فِي بَيَان خطة ابْن حبَان فِي كِتَابه "الثِّقَات"

ایقاظ نمبر 20، ابن حبان کی اپنی کتاب ''الثقات'' میں طریقہ کار کے بیان میں

''ثقات ابن حبان'' کی ترتیب:

كثيرا مَا تراهم يعتمدون على ثِقَات ابْن حبَان وَقد الْتزم الْحَافِظ ابْن حجر فِي "تَهْذِيب التَّهْذِيب" فِي جَمِيع الروَاة الَّذين لَهُم ذكر فِي ثقاته بِذكر أَنه ذكره ابْن حبَان فِي "الثِّقَات"، وَكتابه هَذَا مُرَتّب على ثَلَاثَة أَقسَام. قسم فِي الصَّحَابَة، وَقسم فِي التَّابِعين، وَقسم فِي تبع التَّابِعين.

ترجمہ:

اکثر آپ دیکھیں گے کہ محدثین ''ثقات ابن حبان'' پر اعتماد کرتے ہیں۔ وہ تمام روات جن کا ذکر (ابن حبان کی کتاب الثقات) میں ہے ان کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں اس بات کے ذکر کرنے کا التزام کیا ہے کہ اس کو ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کی یہ کتاب تین قسموں پر مرتب ہے۔ ایک قسم صحابہ کے متعلق ہے، دوسری قسم تابعین کے متعلق جبکہ تیسری قسم تبع تابعین کے متعلق ہے۔

قسم تابعین کی ترتیب:

وَقَالَ هُوَ فِي أول كتاب التَّابِعين: خير النَّاس قرنا بعد الصَّحَابَة من أَصْحَاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَحفظ

عَنْهُم الدّين، وَالسّنَن، وإنما نملي أسماءهم، وَمَا نَعْرِف من أنبائهم من الشرق إِلى الغرب على حُرُوف المعجم إذ هُوَ أدعى للمتعلم إِلى حفظه، وأنشط للمبتدي فِي وعيه، وَلست أعرج فِي ذَلِك على تقدم السن، وَلَا تاخره، وَلَا جلالة الإنسان، وَلَا قدره، بل أقصد فِي ذَلِك اللقي دون الْجلالَة وَالسّن. إِلى أخره.

ترجمہ:

انہوں نے کتاب التابعین کے شروع میں فرمایا کہ صحابہ کے بعد زمانے کے اعتبار سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی صحبت پائی، اور ان سے دین اور سنن یاد کر دیں، ہم ان کے نام اور مشرق سے مغرب تک ان کے متعلق جو خبریں جانتے ہیں حروف تہجی کی ترتیب پر لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ (حروف تہجی کی ترتیب) متعلم کے لیے یاد کرنے میں مددگار ہے، اور مبتدی طالب علم کے لیے یاد کرنے میں بہت زیادہ مستعد کرنے والا ہے۔ میں اس میں عمر کی تقدیم و تاخیر اور انسان کی جلالت و قدرت کی طرف مائل نہیں ہوتا، بلکہ میرا مقصد صرف ملاقات ہے نہ کہ جلالت شان اور زیادہ عمر ہونا، الی آخرہ۔ (یعنی میں اس میں صرف ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جن کا صحابہ کرام کے ساتھ ملاقات کرنا ثابت ہو چکا ہو، کسی کی بڑے عمر یا کسی کی عظمت کو نہیں دیکھتا، اگر ملاقات ہوئی ہے بس اسی کو ذکر کرتا ہوں چاہے بڑا ہو یا چھوٹا)۔

''کتاب الثقات'' میں مذکور روات سے استدلال کے لیے پانچ شرائط:

وَقَالَ فِي أخره: كل شيخ ذكرته فِي هَذَا الْكتاب، فَهُوَ صَدُوق

يجوز الِاحْتِجَاج بروايته إذا تعرى خَبره عَن خمس خِصَال، فإذا وجد خبر مُنكر عَن شيخ من هَؤُلَاءِ الشُّيُوخ الَّذين ذكرت أسماءهم فِيهِ كَانَ ذَلِك الْخَبَر لَا يَنْفَك عَن إحدى خِصَال خمس إما أن يكون فَوق الشَّيْخ الَّذِي ذكرته فِي هَذَا الْكتاب شيخ ضَعِيف سوى أصحاب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، فإن الله نزه أقدارهم عَن الزاق الضَّعِف بهم، أَوْ دونه شيخ واه، وَلَا يجوز الِاحْتِجَاج بِخَبَرِهِ، أَوْ الْخَبَر يكون مُرْسلا لَا تلزمنا بِهِ الحجه، أَوْ يكون مُنْقَطِعًا لَا تقوم بِمثلِهِ الْحجَّة، أَوْ يكون فِي الإسناد شيخ مُدَلّس لم يبين سَماع خَبره عَمَّن سمع مِنْهُ، فإذا وجد الْخَبَر متعريا عَن هَذِه الْخِصَال الْخمس، فإنه لَا يجوز التنكب عَن الِاحْتِجَاج بِهِ. انْتهى.

ترجمہ:

اوراس کے آخر میں فرمایا کہ ہروہ شیخ جس کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا، تو وہ صدوق ہے اس کی روایت سے دلیل پکڑنا جائز ہے، (بشرطیکہ) اس کی خبر (یعنی روایت) پانچ خصلتوں سے خالی ہو۔ چنانچہ جن کے نام میں نے اس کتاب میں ذکر کئے ہیں، ان شیوخ میں سے اگر کسی شیخ سے کوئی ''منکر خبر'' پائی جائے، تو وہ خبر پانچ خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے خالی نہ ہوگی۔

(1) یا تو اس شیخ کے اوپر جس کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے علاوہ کوئی ضعیف شیخ ہوگا، کیونکہ (صحابہ کرام) کے اقدار کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاک کیا ہے کہ ضعف ان سے چمٹ جائے۔

(2) یا ان سے نیچے کوئی ایسا ''شیخ واہ'' ہوگا جس کی روایت سے دلیل پکڑنا جائز نہ ہو۔

(3) یا وہ خبر مرسل ہوگی، جس کی وجہ سے ہمارے لیے حجت نہیں بن سکتی۔

(4) یا ایسی منقطع ہوگی، کہ اس جیسے پر حجت قائم نہ ہو سکتی ہو۔

(5) یا سند میں کوئی مدلس شیخ ہو، جس نے اپنے خبر کی سماع اس سے واضح بیان نہ کی ہو جس سے انہوں نے سنا ہے۔

جب روایت ان پانچ خصلتوں سے عاری پائی جائے، تو پھر اس سے دلیل پکڑنے سے کنارہ کشی جائز نہیں۔

''کتاب الثقات'' میں مذکور روات سے استدلال کے لیے شرائط پر دوسرا استشہاد:

وَقَالَ فِي أول كتاب تبع التَّابِعين: إنما نملي أسماء الثِّقَات مِنهُم، وأنسابهم، وَمَا يعرف من الْوُقُوف على أنبائهم فِي هَذَا الْكتاب على الشَّرْط الَّذِي ذَكرْنَاهُ، فَكل خبر وجد من رِوَايَة شيخ مِمَّن أذكره فِي هَذَا الْكتاب، فَهُوَ خبر صَحِيح إذا تعرى عَن الخِصَال الخمس الَّتِي ذَكرنَاهَا. انْتهى.

ترجمہ:

تبع تابعین کی کتاب کے شروع میں فرمایا کہ ہم اس کتاب میں ذکر کردہ شرط کے مطابق ان (تبع تابعین) میں سے ثقات کے نام، ان کے انساب اور ان کے وہ احوال املاء کرتے ہیں جن سے واقفیت ہے۔ پس ہر وہ خبر جو کسی ایسے شیخ کی روایت سے پائی جائے جس کو میں اس کتاب میں ذکر کرتا ہوں، تو وہ صحیح خبر ہے بشرطیکہ وہ ان پانچ خصلتوں سے خالی ہو جن کو ہم نے ذکر کیا۔

ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کرنے پر رد:

وَقد نسب بَعضهم التساهل إِلَى ابْن حبَان، وَقَالُوا: هُوَ وَاسع الخطو فِي بَاب التوثيق، يوثق كثيرا مِمَّن يسْتَحق الْجرْح، وَهُوَ قَول ضَعِيف، فإنك قد عرفت سَابِقًا أن ابْن حبَان مَعْدُود مِمَّن لَهُ تعنت وإسراف فِي جرح الرِّجَال، وَمن هَذَا حَاله لَا يُمكن أن يكون متساهلا فِي تَعْدِيل الرِّجَال، وإنما يَقع التَّعَارُض كثيرا بَين توثيقه، وَبَين جرح غَيره؛ لكفاية مَا لَا يَكْفِي فِي التوثيق عِنْد غَيره عِنْده.

ترجمہ:

بعض لوگوں نے ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کی ہے، اور کہا کہ وہ توثیق کے باب میں کشادہ قدم رکھنے والے ہیں (یعنی تساہل سے کام لینے والے ہیں)، جو لوگ جرح کے مستحق ہوتے ہیں ان میں سے اکثر کی توثیق کرتے ہیں۔ لیکن یہ ضعیف قول ہے۔ کیونکہ آپ نے پیچھے جان لیا کہ ابن حبان ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو رجال کی جرح میں تعنت اور حد سے متجاوز ہیں، لہٰذا جس کی حالت یہ ہو اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ تعدیل میں متساہل ہو۔ اکثر ان کی توثیق اور دوسروں کی جرح کے درمیان تعارض واقع ہوجاتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک توثیق میں جو چیز کافی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نزدیک کافی نہیں ہوتی۔

ابن حبان کے عدم تساہل پر پہلا استشہاد:

قال السيوطي في "تدريب الراوي" تحت قول النووي: ويقاربه

أي صحيح الحاكم صحيح أبي حاتم ابن حبان: قيل ما ذكر من تساهل ابن حبان ليس بصحيح ، فإن غايته أنه يسمى الحسن صحيحاً، فإن كانت نسبته إلى التساهل باعتبار وجدان الحسن في كتابه، فهي مشاحة في الاصطلاح، وإن كانت باعتبارخفة شروطه، فإنه يخرج في الصحيح ما كان راويه ثقة غير مدلس، سمع من شيخه، وسمع منه الآخذ عنه، ولا يكون هناك إرسال ولا انقطاع، وإذا لم يكن في الراوي جرح ولا تعديل، وكان كل من شيخه والراوي عنه ثقة، ولم يات بحديث منكر فهو عنده ثقة. وفي "كتاب الثقات" له كثير ممن هذا حَاله ولاجل هَذَا رُبمَا اعْترض عَلَيْهِ فِي جعلهم ثِقَات من لَا يعرف حَاله وَلَا اعْتِرَاض عَلَيْهِ فانه لَا مشاحة فِي ذَلِك وَهَذَا دون شَرط الْحَاكِم حَيْثُ شَرط أن يخرج عَن رُوَاة خرج لمثلهم الشَّيْخَانِ فِي الصَّحِيح، فَالْحَاصِل أن ابْن حبَان وَفِي الْتِزَام شُرُوطه وَلم يوف الْحَاكِم. انْتهى.

ترجمہ:

سیوطی رحمہ اللہ نے ''تدریب الراوی'' میں امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول کہ ''صحیح ابی حاتم ابن حبان صحیح الحاکم کے قریب ہے'' کے تحت فرمایا کہ یہ کہا گیا ہے کہ ابن حبان کے جس تساہل کو ذکر کیا گیا ہے یہ صحیح نہیں، کیونکہ زیادہ تر وہ حسن کو صحیح کا نام دیتا ہے، اگر اس کی کتاب میں حسن کے پائے

جانے کی وجہ سے ان کی طرف تساہل کی نسبت ہو، تو یہ اصطلاح کا جھگڑا واختلاف ہے اور اگر ان کے شروط کے ہلکا ہونے کے اعتبار سے ہو، تو وہ صحیح ابن حبان میں ہر اس روایت کو لاتا ہے، جس کا راوی ثقہ غیر مدلس ہو، جس نے اپنے شیخ سے سنا، اس سے لینے والے نے بھی اس سے سنا، وہاں پر کوئی ارسال یا انقطاع نہ ہو، راوی میں نہ جرح ہو اور نہ تعدیل، اس کے شیخ اور اس سے روایت کرنے والوں میں سے ہر ایک ثقہ ہو اور کوئی منکر حدیث نہ لائے، تو وہ ان کے نزدیک ثقہ ہے۔ اور ''کتاب الثقات'' میں ایسے بہت ہیں جن کی یہ حالت ہے، اور اسی وجہ سے اکثر ان پر اعتراض ہوا کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو ثقہ بنایا جن کی حالت کا پتہ نہیں، اور اس میں ان پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس سلسلے میں کوئی جھگڑا واختلاف نہیں، جبکہ یہ حاکم کی شرط سے کم تر ہے، کیونکہ انہوں نے یہ شرط لگائی کہ وہ اپنی صحیح میں ان رواۃ کی احادیث لائے گا جن کی مثل سے شیخین نے روایت کی ہو۔ حاصل یہ ہے کہ ابن حبان نے اپنے شرائط کا التزام پورا کر دیا، جبکہ حاکم نے پورا نہیں کیا۔

توضیح وتشریح:

مطلب یہ ہے کہ اگر ابن حبان کی کتاب میں حسن کے پائے جانے سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن حبان متساہل ہے تو یہ اس کی اپنی اصطلاح اور اپنا طرز عمل ہے کیونکہ وہ حسن کو صحیح کا نام دیتا ہے۔ اور اگر دیگر شرائط کی وجہ سے اعتراض ہوتا ہے تو شرائط میں بھی کمزوری نہیں پائی جاتی، بلکہ اگر مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان کا تقابل کیا جائے تو صحیح ابن حبان مستدرک حاکم سے بہتر ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ مستدرک

حاکم کے شرائط صحیح ابن حبان سے اعلیٰ ہیں لیکن انہوں نے ان شرائط پر پورا عمل نہیں کیا جبکہ ابن حبان نے جو شرائط مقرر کی ہیں ان پر پورا پورا عمل کیا۔لہٰذا ایسی صورتحال میں صحیح ابن حبان مستدرک حاکم سے اعلیٰ ہوجاتی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ کے عدم تساہل پر دوسرا استشہاد:

وَفِي "فتح المغيث": مَعَ أَن شَيخنَا أَي الْحَافِظ ابْن حجر قد نَازع فِي نسبته إِلَى التساهل إِلَّا من هَذِه الْحَيْثِيَّة أَي إدراج الْحسن فِي الصَّحِيح، وَعبارَته إِن كَانَت بِاعْتِبَار وجدان الْحسن فِي كِتَابه، فَهُوَ مشاحة فِي الِاصْطِلَاح؛ لأنه يُسَمِّيه صَحِيحا، وإِن كَانَت بِاعْتِبَار خفَّة شُرُوطه، فإنه يخرج فِي "الصَّحِيح" مَا كَانَ رِوَايَة ثِقَة غير مُدَلّس سمع مِمَّن فَوْقه، وَسمع مِنْهُ الأخذ عَنهُ وَلَا يكون هُنَاكَ إرسال وَلَا انْقِطَاع، وإذا لم يكن فِي الرَّاوِي الْمَجْهُول الْحَال جرح وَلَا تَعْدِيل، وَكَانَ كل من شَيْخه والراوي عَنهُ ثِقَة، وَلم يَأْتِ بِحَدِيث مُنكر، فَهُوَ ثِقَة عِنْده، وَفِي "كتاب الثِّقَات" لَهُ كثير مِمَّن هَذَا حَاله، ولأجل هَذَا رُبمَا اعْترض عَلَيْهِ فِي جعلهم ثِقَات من لم يعرف اصْطِلَاحه، وَلَا اعْتِرَاض عَلَيْهِ فإنه لَا يشاح فِي ذَلِك.

قلت: ويتأيد بقول الْحَازِمِي: ابْن حبَان أمكن فِي الحَدِيث من الْحَاكِم، وَكَذَا قَالَ الْعِمَاد بن كثير: قد الْتزم ابْن خُزَيْمَة وَابْن حبَان الصِّحَّة، وهما خير من "الْمُسْتَدْرك" بِكَثِير، وأنظف أسانيد ومتونا. انْتهى.

ترجمہ:

"فتح المغیث" میں ہے کہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (ابن حبان) کی طرف تساہل کی نسبت کے سلسلے میں اس حیثیت سے نزاع کیا، کہ انہوں نے حسن کو صحیح میں داخل کیا اور ان کی یہ عبارت اگر اس کی کتاب میں حسن کے پائے جانے کی وجہ سے ہو، تو یہ اصطلاح کا جھگڑا و اختلاف ہے، اور اگر ان کے شروط کے ہلکا ہونے کے اعتبار سے ہو، تو وہ صحیح ابن حبان میں ہر اس روایت کو لاتا ہے، جس کا راوی ثقہ غیر مدلس ہو، جس نے اپنے شیخ سے سنا، اس سے لینے والے نے بھی اس سے سنا، وہاں پر کوئی ارسال یا انقطاع نہ ہو، مجہول الحال راوی میں نہ جرح ہو اور نہ تعدیل، اس کے شیخ اور اس سے روایت کرنے والوں میں سے ہر ایک ثقہ ہو اور کوئی منکر حدیث نہ لائے، تو وہ (مجہول الحال راوی) ان کے نزدیک ثقہ ہے۔ "کتاب الثقات" میں ایسے بہت ہیں جن کی یہ حالت ہے، اور اسی وجہ سے اکثر ان پر اعتراض ہوا کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو ثقہ بنایا جن کو اس کی اصطلاح معلوم نہ ہوئی، اور اس میں ان پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس سلسلے میں کوئی جھگڑا و اختلاف نہیں ہوتا ہے۔

میں (سخاوی) کہتا ہوں کہ اس بات کی تائید حازمی کے قول سے بھی ہوتی ہے، کہ ابن حبان حدیث میں حاکم سے زیادہ مضبوط ہے، اسی طرح عماد بن کثیر نے فرمایا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحت کا التزام کیا، اور یہ دونوں "المستدرک" سے بہت زیادہ بہتر اور اسانید و متون کے حوالے سے زیادہ پاک ہے۔



إيقاظ فِي بَيَان خطة ابْن عدي فِي كِتَابه "الْكَامِل"

ایقاظ نمبر 21، ابن عدی کا اپنی کتاب ''الکامل'' میں طریقہ کار

تنبیہ:

قد أكثر عُلَمَاء عصرنا من نقل جروح الروَاة من "ميزَان الِاعْتِدَال" مَعَ عدم إطلاعهم على أنه ملخص من "كَامِل ابْن عدي"، وَعدم وقوفهم على شروطهما فِيهِ فِي ذكر أحوال الرِّجَال، فوقعوا بِهِ فِي الزلل، وأوقعوا النَّاس فِي الجدل، فإن كثيرا مِمَّن ذكر فِيهِ ألفاظ الْجرْح مَعْدُود فِي الثِّقَات سَالم من الْجرْح، فليتبصر الْعَاقِل، وليتنبه الغافل، وليتجنب عَن الْمُبَادرَة إلى جرح الروَاة بِمُجَرَّد وجود ألفاظ الْجرْح فِي حَقه فِي "الْمِيزَان" فإنه خسران أي خسران.

ترجمہ:

ہمارے زمانے کے علماء نے اس بات پر مطلع ہوئے بغیر کہ ''میزان الاعتدال''، ''کامل'' ابن عدی کی ملخص ہے، اور احوالِ رجال کے ذکر کے متعلق ان دونوں کے شروط پر عدمِ واقفیت کے باوجود ''میزان الاعتدال'' سے رواۃ کی جرح کثرت سے نقل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ پھسل گئے اور لوگوں کو لڑائی جھگڑے میں ڈالا، کیونکہ زیادہ تر جن کے متعلق الفاظ جرح ذکر کئے گئے ہیں، وہ ایسے ثقات میں شمار ہیں جو جرح سے محفوظ وسالم

ہیں۔ لہٰذا عقلمند کو چاہیے کہ وہ بصیرت سے کام لے، غافل کو متنبہ ہونا چاہیے اور ''میزان الاعتدال'' میں کسی راوی کے حق میں الفاظِ جرح کے پائے جانے کی وجہ سے رواۃ کی جرح کی طرف جلدی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ یہ خسران ہی خسران ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی عبارات اور تصریحات سے ''کامل ابن عدی'' کے مذکورہ بالا طریقہ کار پر استدلال:

پہلا استدلال واستشہاد:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي ديباجة "مِيزَانه": وَفِيه من تكلم فِيهِ مَعَ ثقته وجلاله بأدنى لين، وبأقل تجريح، فلولا أن ابْن عدي أَوْ غَيره من مُؤَلِّفِي كتب الْجرْح ذكرُوا ذَلِك الشَّخْص لما ذكرته لِثِقَتِهِ، وَلم أر من الراى أن أحذف اسْم وَاحِد مِمَّن لَهُ ذكر بتليين مَا فِي كتب الائمة الْمَذْكُورين خوفًا من أن يتعقب عَليّ لَا أني ذكرته لضعف فِيهِ عِنْدِي. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ''میزان'' کے دیباچہ میں فرمایا کہ اس میں ایسے (راوی) ہیں جس پر اس کی ثقاہت اور جلالت شان کے باوجود معمولی کمزوری اور کم ترین جرح کی وجہ سے کلام ہوا ہے، اگر ابن عدی یا اس کے علاوہ کتبِ جرح کے مؤلفین اس شخص کا ذکر نہ کرتے تو میں اس کے ثقہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہ کرتا۔ اور میں اپنی کوئی رائے نہیں رکھتا، کہ میں کسی ایک کا نام حذف کروں جن کا معمولی کمزوری کی وجہ سے ان مذکورہ ائمہ کی

کتابوں میں ذکر ہے، میں مذکورہ ائمہ کی کتابوں میں معمولی کمزوری کے ساتھ ذکر کردہ رواۃ میں سے کسی کا نام اس خوف کی وجہ سے حذف نہیں کرتا تاکہ کوئی میرا تعاقب نہ کرے، (یعنی کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ آپ جن کتابوں کی تلخیص کر رہے ہیں، یا جن کی شرائط کے مطابق چلتے ہیں تو ان کتابوں میں تو وہ راوی موجود ہے اور اسے حذف نہیں کرنا چاہیے، یعنی اس اعتراض سے بچنے کے لیے میں ہر ایک کو ذکر کرتا ہوں، چاہے وہ فی نفسہٖ ضعیف ہو یا ثقہ ہو)، میں اس کا ذکر اس لیے نہیں کرتا کہ میرے نزدیک بھی اس راوی میں ضعف ہے۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

طریقہ استدلال یہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میزان میں ابن عدی کی پیروی کی ہے، جس راوی پر ابن عدی نے کلام کیا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسی کلام کے ساتھ اس راوی کا تذکرہ کیا، نیز یہ بھی بتایا کہ اگرچہ راوی پر ابن عدی رحمہ اللہ کا کلام ہوا ہے لیکن میرے نزدیک ایسا نہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عدی کی ''کامل ابن عدی'' میں ایسے ثقہ رواۃ پر بھی جرح ہوئی ہے، جو حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

دوسرا استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي أخر "مِيزَانه:" فأُصله وموضوعه فِي الضُّعَفَاء، وَفِيه خلق من الثِّقَات ذكرتهم للذب عَنهُم، أَوْ لِأَن الْكَلَام غير مُؤثر فيهم ضعفا.

ترجمہ:

انہوں نے اپنی ''میزان'' کے آخر میں فرمایا کہ اس کا اصل اور موضوع

ضعفاء کے متعلق ہے، اور اس میں ایک کثیر تعداد ثقات میں سے ہیں، میں نے ان کو اس لیے ذکر کیا تا کہ ان (کی طرف ضعف کی نسبت) ہٹادوں، یا ضعف کے اعتبار سے کلام ان میں غیر موثر ہے۔

تیسرا استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة جَعْفَر بن أياس الوَاسِطِيّ: أحْدُ الثِّقَات أورد ابْن عدي فِي "كَامِله"، فأساء. انْتهى.

ترجمہ:

انہوں نے اپنی ''میزان'' میں ثقات میں سے ایک ثقہ راوی جعفر بن ایاس الواسطی کے حالات میں فرمایا کہ ان کو ابن عدی نے اپنی ''کامل'' میں لائے ہیں، پس اس نے بہت بُرا کیا۔

چوتھا استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة حَمَّاد بن أَبِي سُلَيْمَان الْكُوفِي شيخ الإمام أبي حنيفَة: سمع من أنس، وتفقه بإبراهيم النَّخعِيّ روى عَنهُ سُفْيَان، وَشعْبَة، وأبو حنيفَة، وَخلق تكلم فِيهِ للارتجاء، وَلَوْلَا ذكر ابْن عدي لَهُ مَا ذكرته. انْتهى.

ترجمہ:

انہوں نے امام ابوحنیفہ کے شیخ حماد بن ابوسلیمان الکوفی کے حالات میں فرمایا کہ (حماد) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، اور ابراہیم النخعی کے ہاں فقہ حاصل کیا، ان سے سفیان، شعبہ، ابوحنیفہ اور کئی لوگوں نے روایت نقل کی۔ ان پر ارجاء کی وجہ سے کلام ہوا، اگر ابن عدی

ان کو نہ ذکر کرتے تو میں انہیں نہ ذکر کرتا۔

پانچواں استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة حميد بن هِلَال أحْدُ الأجلة: وَهُوَ فِي "كَامِل ابْن عدي" مَذْكُور، فَلهَذَا ذكرته، وإلا فالرجل حجَّة. انْتهى.

ترجمہ:

اور بڑے جلیل القدر (علماء) میں سے حمید بن ہلال کے حالات میں فرمایا کہ وہ ابن عدی کی ''کامل'' میں مذکور ہے اس لیے میں نے بھی ذکر کیا، ورنہ آدمی (بذات خود) حجہ (یعنی ثقہ) ہے۔

چھٹا استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة ثَابت الْبنانِيّ: قلت: ثَابت ثَابت كاسمه، وَلَوْلَا ذكر ابْن عدي لَهُ مَا ذكرته. انْتهى.

ترجمہ:

ثابت البنانی کے حالات میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ ثابت اپنے نام کی طرح ثابت ہے، اگر ابن عدی اس کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی ذکر نہ کرتا۔

ساتواں استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أَحْمد بن صَالح الْمصْرِيّ: قَالَ ابْن عدي: لَوْلَا أَني شرطت فِي كتابي أن أذكر كل من تكلم فِيهِ لَكُنْت أجل أَحْمد بن صَالح أن أذكره. انْتهى.

ترجمہ:

احمد بن صالح المصری کے حالات میں فرمایا کہ ابن عدی نے فرمایا کہ اگر

ہیں نے اپنی کتاب میں یہ شرط نہ لگائی ہوتی، کہ میں ہر اس شخص کو ذکر کروں گا جس پر کلام ہوا ہو، تو میں احمد بن صالح کا ذکر چھوڑ دیتا۔ (یعنی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احمد بن صالح بذات خود تو ثقہ ہے، لیکن چونکہ میں نے ہر متکلم فیہ کے ذکر کی شرط لگائی ہے، اور اس پر بہر حال کلام ہوا ہے، اس لیے اسے بھی ذکر کر دیا)۔

آٹھواں استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أشعث بن عبد الملك الحمراني: قلت: إنما أوردته لذكر ابْن عدي لَهُ فِي "كَامِلَه"، ثمَّ إنه مَا ذكر فِي حَقه شَيْئا يدل على تَلينه بِوَجْه، وَمَا ذكره أحْدٌ فِي الضُّعَفَاء نعم مَا أخرجا لَهُ فِي "الصَّحِيحَيْنِ" فَكَانَ مَاذَا. انْتهى.

ترجمہ:

اشعث بن عبد الملک الحمرانی کے حالات میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کو ابن عدی کا اپنی ''کامل'' میں ذکر کرنے کی وجہ سے یہاں لایا، پھر اس کے حق میں ایسا کچھ بھی نہیں کہا گیا، جو اس کی کسی طرح سے کمزوری پر دلالت کرے، اور کسی ایک نے اسے ضعفاء میں ذکر نہیں کیا۔ ہاں صحیحین میں اس کی حدیث نہیں لائی گئی، تو کیا ہوا؟ (یعنی نہ کسی نے کمزور سمجھا ہے، نہ کسی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے، البتہ صحیحین میں اس کی روایت موجود نہیں، تو اس سے ان پر کچھ فرق نہیں پڑتا، کیونکہ بذات خود وہ ثقہ ہے)۔

نواں استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أويس الْقَرنِي: قَالَ البُخَارِيّ: يماني مرادي فِي

إسناده نظر فِيمَا يرويهِ، وَقَالَ البُخَارِيّ أيضا فِي "الضُّعَفَاء": فِي إسناده نظر. قلت: هَذِه عِبَارَته يُرِيد أن الحَدِيث الَّذِي روى عَن أويس نظر، وَلَوْلَا أن البُخَارِيّ ذكر أويسا فِي الضُّعَفَاء لما ذكرته أصلا فَإِنَّهُ من أولياء الله الصَّالِحين. انْتهى.

ترجمہ:

اویس القرنی کے حالات میں فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ یمانی، مرادی ہیں، جو وہ روایت کرتا ہے اس کی اسناد میں نظر ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے "الضعفاء" میں بھی فرمایا کہ "فی اسنادہ نظر"۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس کی عبارت ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیث جو اویس سے مروی ہے، اس کی اویس کی طرف اسناد کرنے میں نظر ہے۔ اگر بخاری اویس کو "الضعفاء" میں ذکر نہ کرتے تو میں بالکل اسے نہ ذکر کرتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک اولیاء (دوستوں) میں سے تھے۔

دسواں استدلال اور استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أَحْمد بن سعيد بن عقدَة: ثمَّ قوى ابْن عدي أمْرَهْ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِي شرطت أن أذكر كل من تكلم فِيهِ لم أذكر للفضل الَّذِي كَانَ فِيهِ. انْتهى.

ترجمہ:

اور احمد بن سعید بن عقدۃ کے حالات میں فرمایا کہ ابن عدی نے اس کے معاملے کو مضبوط کر دیا، اگر میں نے یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کو ذکر کروں گا جس پر کلام ہوا ہو، تو میں اس کی فضیلت کی وجہ سے ذکر نہ کرتا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

ان تمام نصوص وعبارات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بہت سے وہ روات جو حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ ہیں، ابن عدی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ متکلم فیہ ہیں۔ یعنی حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی اپنی میزان کے اندر تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ ابن عدی رحمہ اللہ ایسے روات پر کلام کرتے ہیں، جو درحقیقت ثقہ ہوتے ہیں۔

گیارھواں استدلال اور استشہاد ''تذکرۃ الحفاظ'' کی عبارت سے:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي "تذكرة الْحفاظ" فِي تَرْجَمَة أبي الْقَاسِم عبد الله الْبَغَوِيّ: أخذ ابْن عدي يضعفه، ثمَّ فِي الأخر قواه، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِي شرطت أن كل من تكلم فِيهِ مُتَكَلم ذكرته، وإلا كنت لَا أذكره.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ابو القاسم عبد اللہ البغوی رحمہ اللہ کے حالات میں فرمایا کہ ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا، پھر آخر میں اس کی تقویت کی اور فرمایا کہ اگر میں یہ شرط نہ لگاتا کہ ہر وہ شخص جس پر کوئی متکلم کلام کرے تو میں اسے ذکر کروں گا، (یعنی اگر میں یہ شرط نہ لگاتا) تو میں اسے ذکر نہ کرتا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

طریقہ استدلال یہ ہے کہ اس راوی کو ''تذکرۃ الحفاظ'' میں لانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے، بلکہ ابن عدی کی پیروی کرنے کی وجہ سے ذکر کیا، ورنہ درحقیقت یہ راوی ثقہ ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ابن عدی رحمہ اللہ ثقہ راوی پر بھی کلام کرتے ہیں۔

بارھواں استدلال اور استشہاد ابن عدی کے اپنے قول کی روشنی میں:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أبي عبد الله بن أبي السجستاني: قَالَ ابْن عدي: لَوْلَا أنا شرطنا أن كل من تكلم فِيهِ ذكرنَاهُ لما ذكرت ابْن أبي دَاوُد. انتهى.

ترجمہ:

ابو بکر عبد اللہ بن ابی داود سجستانی کے حالات میں فرمایا کہ ابن عدی نے فرمایا کہ اگر ہم یہ شرط نہ لگاتے کہ ہر وہ شخص جو متکلم فیہ ہو، ہم اسے ذکر کرتے ہیں، تو میں ابن ابی داود کو ذکر نہ کرتا۔

توضیح اور طریقہ استدلال:

اس عبارت سے ایک اضافی بات کا پتہ بھی چلا کہ ابن عدی رحمہ اللہ بھی اپنی کتاب میں روات پر جرح اپنی طرف سے نہیں لگاتے، بلکہ انہوں نے یہ شرط رکھی ہے کہ ہر متکلم فیہ راوی کو ذکر کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے امام ابوداود رحمہ اللہ جیسے محدثین پر بھی کلام کرکے نقل کیا، کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ کلام سے تو کوئی انسان بھی خالی نہیں، سوائے انبیاء علیہم السلام کیونکہ وہ معصوم ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیونکہ وہ سارے کے سارے عادل ہیں۔

تیرھواں استدلال اور استشہاد زین عراقی رحمہ اللہ کی عبارت کی روشنی میں:

وَقَالَ الزين الْعِرَاقِيّ فِي "شرح ألفيته": فِيهِ أي معرفَة الثّقَات والضعفاء لائمة الحَدِيث تصانيف. مِنْهَا مَا أفرد فِي الضُّعَفَاء وصنف فِيهِ البُخَارِيّ، وَالنَّسَائِيّ، والعقيلي، والساجي، وَابْن حبَان، وَالدَّارَقُطْنِيّ، والأزدي، وَابْن عدي،

وَلكنه ذكر فِي كِتَابه "الْكَامِل" كل من تكلم فِيهِ، وإن كَانَ ثِقَة، وَتَبعهُ على ذَلِك الذَّهَبِيّ فِي "الْمِيزَان" إلا أنه لم يذكر أحدا من الصَّحَابَة، والأئمة المتبوعين، وَفَاته جمَاعَة ذيلت عَلَيْهِ ذيلا فِي مُجَلد. انْتهى.

ترجمہ:

زین العراقی رحمہ اللہ نے اپنے ''شرح الالفیہ'' میں فرمایا کہ معرفۃ الثقات والضعفاء کے متعلق ائمہ حدیث کی تصانیف ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اکیلے ضعفاء میں ہیں، اس میں امام بخاری، امام نسائی، عقیلی، ساجی، ابن حبان، دارقطنی، الازدی اور ابن عدی نے تصنیف کی، لیکن (ابن عدی) نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں ہر متکلم فیہ شخص کو ذکر کیا، اگر چہ وہ ثقہ ہو، اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ''المیزان'' میں اس کی پیروی کی، مگر انہوں نے صحابہ کرام اور ائمہ متبوعین میں سے کسی ایک کو بھی ذکر نہ کیا، اور پوری ایک جماعت ان سے رہ گئی، میں نے ایک جلد میں اس پر حاشیہ لکھا۔ (عراقی صاحب نے بات بالکل واضح کر لی۔)

چودھواں استدلال اور استشہاد سخاوی رحمہ اللہ کی عبارت کی روشنی میں:

وَقَالَ السخاوي فِي "فتح المغيث": فِي كل مِنْهُمَا تصانيف، فَفِي الضُّعَفَاء ليحيى بن معِين، وأبي زرْعَة الرَّازِيّ، وللبخاري فِي كَبِير، وصغير، وَالنَّسَائِيّ، وأبي حَفْص الفلاس، ولأبي أَحْمد بن عدي فِي "كَامِله"، وَهُوَ أكمل الْكتب المصنفة قبله، وأجلها، وَلكنه توسع لذكره كل من تكلم فِيهِ، وإن كَانَ ثِقَة،

وَفِيه أيضا: وَجمع الذَّهَبِيّ معظمها فِي "مِيزَانه" فجَاء كتابا نفيسا عَلَيْهِ معول من جَاءَ بعده مَعَ أنه تبع ابْن عدي فِي إيراد كل من تكلم فِيهِ، وَلَو كَانَ ثِقَة. انْتهى.

ترجمہ:

سخاوی رحمہ اللہ نے "فتح المغیث" میں فرمایا کہ ان دونوں (ثقات اور ضعفاء) میں کئی تصانیف ہیں، ضعفاء میں یحییٰ بن معین، ابوزرعہ الرازی، امام بخاری کے کبیر اور صغیر، نسائی اور ابوحفص الفلاس کی (کتابیں) ہیں، اور ابواحمد بن عدی کا اپنا "کامل ابن عدی" ہے، وہ اس سے پہلے لکھی ہوئی کتابوں میں سے سب سے زیادہ اکمل اور بڑی کتاب ہے، لیکن انہوں نے وسعت اختیار کی، ہر متکلم فیہ کے ذکر کی وجہ سے اگر چہ وہ ثقہ ہو۔ اور اس "فتح المغیث" میں یہ بھی ہے کہ ذہبی نے ان میں سے اکثر کو اپنی "میزان" میں جمع کیا، تو ایک نفیس کتاب بن گئی، اسی پر بعد میں آنے والوں کا بھروسہ ہے۔ باوجود اس کے کہ (ذہبی) نے ابن عدی کی ہر متکلم فیہ راوی کو ذکر کرنے میں پیروی کی، اگر چہ وہ ثقہ ہو۔ (اس تصریح کی وضاحت کی ضرورت نہیں، کیونکہ بات واضح ہے کہ ابن عدی نے ہر متکلم فیہ راوی کو اپنی کتاب میں شامل کیا۔)

پندرھواں استدلال اور استشہاد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت کی روشنی میں:

وَفِي مُقَدّمَة "فتح الْبَارِي" فِي تَرْجَمَة عِكْرِمَة: من عَادَته أي ابْن عدي أن يخرج الأحاديث الَّتِي أنكرت على الثِّقَة. انْتهى.

ترجمہ:

"مقدمۃ فتح الباری" میں عکرمہ کے حالات میں ہے کہ ابن عدی کی عادت

میں سے ہے کہ وہ احادیث لائے جو منکر علی ثقہ قرار دئے گئے، (یعنی وہ احادیث جن میں ضعیف رواۃ نے ثقہ کی مخالفت کی ہو، واللہ اعلم)۔

فَائِدَة

قَالَ ابْن حجر فِي ديباجة "تهذيب التَّهْذِيب": وَفَائِدَة إِيرَاد كل مَا قيل فِي الرجل من جرح، وتوثيق تظهر عِنْد الْمُعَارضَة. انْتهى.

ترجمہ:

فائدہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "تہذیب التہذیب" کے دیباچہ میں فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے متعلق جرح وتوثیق میں سے کچھ کہا گیا ہو، اس کے ذکر کرنے کا فائدہ معارضہ کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔

توضیح وتشریح:

(یہ ایک سوال مقدر کا جواب بھی بن سکتا ہے، سوال یہ ہے کہ جس کے متعلق جرح بھی ہوئی ہو اور اس کی توثیق بھی بیان کی گئی ہو، ضعفاء کے متعلق لکھی گئی کتابوں میں ایسے رواۃ کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ جبکہ ضعفاء میں صرف ان رواۃ کو ذکر کرنا چاہیے جو ضعیف ہی ہوں۔ اس کا جواب یہ دیا، کہ ایسے رواۃ کے ذکر کرنے کا فائدہ معارضہ کے وقت معلوم ہوجاتا ہے، یعنی جب ایک طرف ایسے راوی کی روایت ہو، جس کی تضعیف کسی نے بھی نہ کی ہو، بلکہ صرف ثقہ ہی ہو۔ اور دوسری طرف ایسے راوی کی روایت ہو، جس کی تعدیل کے ساتھ ساتھ جرح بھی بیان کی گئی ہو، تو اس وقت اس راوی کی روایت کو ترجیح دی جائے گی، جو جرح سے خالی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔)



إيقاظ فِي بَيَان معنى الإرجاء السّني والإرجاء البدعي

ایقاظ نمبر 22، ارجاء سنی اور ارجاء بدعی کے بیان میں

ارجاء کے متعلق بعض لوگوں کے گمان کی تردید:

قد يظنّ من لَا علم لَهُ حِين يرى فِي "ميزَان الِاعْتِدَال" و"تهذيب الْكَمَال" و"تهذيب التَّهْذِيب" و"تقريب التَّهْذِيب" وَغَيرهَا من كتب الْفَنّ فِي حق كثير من الروَاة الطعْن بالإرجاء عَن أئمة النَّقْد الأثبات حَيْثُ يَقُولُونَ: رمي بالإرجاء أَوْ كَانَ مرجئا أَوْ نَحْو ذَلِك من عباراتهم كَونهم خَارِجين من أهل السّنة وَالْجَمَاعَة داخلين فِي فرق الضَّلَالَة مجروحين بالبدعة الاعتقادية معدودين من الْفرق المرجئة الضَّالة، وَمن هَاهُنَا طعن كثير مِنْهُم على الإمام أبي حنيفَة وصاحبيه وشيوخه لوُجُود إطلاق الإرجاء عَلَيْهِم فِي كتب من يعْتَمد على نقلهم ومنشأ ظنهم غفلتهم عَن أحْد قسمي الإرجاء، وَسُرْعَة انْتِقَال ذهنهم إِلَى إرجاء الَّذِي هُوَ ضلال عِنْد الْعلمَاء.

ترجمہ:

بعض دفعہ لاعلم آدمی جب "میزان الاعتدال"، "تہذیب الکمال"، "تہذیب التہذیب" اور "تقریب التہذیب" وغیرہ کتبِ فن میں بہت سے رواۃ کے متعلق ائمہ نقد واثبات کی طرف سے ارجاء کا طعن دیکھ لیتے

ہیں کہ اس کی طرف ارجاء کی نسبت کی گئی، یا وہ مرجئہ میں سے تھا، تو وہ (لا علم آدمی) یہ گمان کرتا ہے کہ یہ تو اہل سنت والجماعت سے خارج، گمراہ فرقوں میں داخل، بدعتِ اعتقادیہ کے ساتھ مجروح اور مرجئہ ضالۃ کے فرقوں میں سے شمار ہوتے ہیں۔

یہاں پر ان میں سے بہت سے لوگوں نے امام ابوحنیفہ، آپ کے دونوں شاگرد اور آپ کے شیوخ پر طعن کیا، کیونکہ جن سے نقل کرنے پر اعتماد کیا جاتا ہے ان کتابوں میں (امام ابوحنیفہ وغیرہ) پر ارجاء کا اطلاق پایا گیا۔ ان کے گمان کا منشاء ارجاء کی دو قسموں میں سے ایک قسم سے غفلت اور اس ارجاء کی طرف ان کے ذہن کا جلدی سے منتقل ہونا ہے جو ارجاء علماء کے نزدیک گمراہی ہے۔

مرجئہ کے معنی میں مختلف اقوال:

فقد قَالَ مُحَمَّد بن عبد الْكَرِيم الشهرستاني فِي كتاب "الْملَل والنحل" عِنْد ذكر فرق الضَّلَالَة: وَمن ذَلِك المرجئة، والإرجاء على مَعْنيين أحدهما: التَّأْخِير كَمَا فِي قَوْله تَعَالَى: ﴿قَالُوٓا اَرۡجِهۡ وَ اَخَاهُ﴾ أي أمهله، وَالثَّانِي: إعطاء الرَّجَاء أما إطلاق اسْم المرجئة على الْجَمَاعَة بِالْمَعْنَى الأول، فَصَحِيح؛ لأنهم كَانُوا يؤخرون الْعَمَل عَن النية، والاعتقاد، وأما بِالْمَعْنَى الثَّانِي فَظَاهر، فإنهم كَانُوا يَقُولُونَ: لَا يضر مَعَ الإيمان مَعْصِيَة كَمَا لَا ينفع مَعَ الْكفْر طَاعَة. وَقيل: الإرجاء تَأْخِير حكم صَاحب الْكَبِيرَة إلى يَوْم الْقِيَامَة، فَلَا يقْضى عَلَيْهِ بِحكم مَا فِي الدُّنْيَا من كَونه من أهل الْجنَّة، أَو

النَّار، فعلى هَذَا المرجئة، والوعيدية فرقتان متقابلتان، وَقيل: الإرجاء تَأْخِير عَليّ رَضِي الله عَنهُ عَن الدرجَة الأولى إلى الرَّابِعَة، فعلى هَذَا المرجئة والشيعة متقابلتين، والمرجئة أصناف أربعة: مرجئة الْخَوَارِج، ومرجئة الْقَدَرِيَّة، ومرجئة الجبرية، والمرجئة الْخَالِصَة. انْتهى.

ترجمہ:

محمد بن عبد الکریم الشہرستانی نے "الملل والنحل" نامی کتاب میں فرقِ ضلالہ کے ذکر کے وقت فرمایا کہ ان میں سے مرجئہ ہے، اور ارجاء دو معنوں پر ہے۔

ان دونوں میں سے ایک معنی تاخیر کا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ﴾ یعنی انہیں مہلت دیدو۔

اور دوسرا معنی امید دلانا ہے۔

مرجئہ کے نام کا پہلے معنی کے اعتبار سے جماعت پر اطلاق صحیح ہے، کیونکہ وہ عمل کو نیت اور اعتقاد سے مؤخر کرتے تھے۔

جبکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے ظاہر ہے، کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ایمان کے ساتھ معصیت نقصان نہیں دیتا، جیسا کہ کفر کے ساتھ نیکی نفع نہیں دیتی ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ارجاء نام ہے کبیرہ گناہ کے مرتکب کے حکم کا قیامت کے دن تک مؤخر کر دینا، لہٰذا اس کے متعلق دنیا میں کسی بھی حکم کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے یا اہل جہنم میں سے۔ اس قول کے مطابق مرجئہ اور وعیدیہ دو متقابل فرقے ہوئے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ارجاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے درجے سے چوتھے درجے تک

مؤخر کرنے کا نام ہے، اس قول کے مطابق مرجئہ اور شیعہ دو متقابل (فرقے) ہوئے۔

مرجئہ کی چار قسمیں ہیں۔ مرجئۃ الخوارج، مرجئۃ القدریہ، مرجئۃ الجبریہ اور مرجئہ خالصہ۔

مرجئہ خالصہ کے فرقے اور ان کے عقائد:

ثمَّ ذكر الشهرستاني فرق المرجئة الْخَالِصَة مَعَ ذكر معتقداتهم ومزخرفاتهم:

ترجمہ:

پھر شہرستانی نے مرجئہ خالصہ کے فرقوں کو مع ان کے معتقدات اور مزخرفات کے ذکر کیا۔

پہلا فرقہ:

كالثوبانية: أصحاب أبي ثَوْبَان المرجئ الَّذِي زَعَمُوا أن الإيمان هُوَ الْمعرفَة، والإقرار بِاللهِ تَعَالَى، وبرسله، وَبِكُل مَا لايجوز فِي الْعقل أن يَفْعَله.

ترجمہ:

ثوبانیہ: یہ ابوثوبان المرجئ کے ساتھی ہیں، جنہوں نے یہ خیال کیا، کہ ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی معرفت اور اقرار کا نام ہے، اور ہر اس چیز کی معرفت و اقرار کا نام ہے جس کا کرنا عقلی طور پر جائز ہو۔

دوسرا فرقہ:

والتومنية: أصحاب أبي معَاذ التومني الَّذِي يزْعم أن الإيمان هُوَ مَا عصم من الْكفْر، وَهُوَ اسْم لخصال إذا تَركهَا التارك

كفر، وَهِي الْمعرفَة، والتصديق، والمحبة، والإخلاص، والإقرار بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُول.

ترجمہ:

التومنیہ: یہ ابومعاذ التومنی کے ساتھی ہیں، جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ایمان وہ ہے جو کفر سے بچائے اور وہ چند خصلتیں ہیں، جب چھوڑنے والا انہیں چھوڑ دے تو کافر ہوجاتا ہے، چنانچہ وہ معرفت، تصدیق، محبت، اخلاص اور اس چیز کا اقرار کرنا ہے جو رسول لے کر آئے۔

تیسرا فرقہ:

والصالحية: أصحاب صَالح بن عَمْرو الْقَائِلين بَأن الإيمان هُوَ الْمعرفَة بِاللهِ على الإطلاق، وَالْقَوْل بثالث ثَلَاثَة لَيْسَ بِكفْر مَعَ جحد الرَّسُول، وَالصَّلَاة، وَغَيرهَا لَيست بِعبَادة إنما الْعِبَادَة معرفَة الله .

ترجمہ:

الصالحیہ: یہ صالح بن عمرو کے ساتھی ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان علی الاطلاق معرفت باللہ کا نام ہے۔ اور ثالث ثلاثہ کہنا کفر نہیں، (جو کہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے)، اور ایمان رسول کے انکار کے ساتھ بھی صحیح ہوتا ہے، اور نماز وغیرہ عبادت نہیں ہیں، عبادت اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی ہے۔

چوتھا فرقہ:

واليونسية: الْقَائِلين بَأن الإيمان هُوَ معرفَة الله، وَترك الاستكبار عَلَيْهِ، والخضوع لَهُ والمحبة بِالْقَلْبِ، وَلَا يضر

ترك مَا سوى الْمعرفَة من الطَّاعَات الإيمان، وَلَا يعذب على ذَلِك، وَقَالَ رئيسهم يُونُس النميري: إن إبليس لعنه الله كَانَ عَارِفًا بِاللهِ وَحده غير أنه أبى، واستكبر، فَكفر باستكباره.

ترجمہ:

الیونسیۃ: جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، حق سے انکار کو ترک کرنا، اللہ تعالیٰ کے لیے خضوع اور دل سے محبت کا نام ایمان ہے، معرفت کے علاوہ دوسری طاعات چھوڑنا ایمان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور نہ اس پر عذاب دیا جاتا ہے، ان کے رئیس یونس النمیر ی نے کہا کہ ابلیس لعنہ اللہ صرف عارف باللہ تھا، مگر اس نے انکار کیا اور عناد کی وجہ سے حق نہیں مانا، تو اپنے عناد کی وجہ سے کافر ہوا۔

پانچواں فرقہ:

والعبيدية: أصحاب عبيد الْمكتب الْقَائِل بَأن مَا دون الشّرك مغْفُور لَا محَالة.

ترجمہ:

العبیدیۃ: یہ عبید المکتب کے ساتھی ہیں، جو شرک کے علاوہ (گناہوں) کے لامحالہ معافی کا قائل ہے۔

چھٹا فرقہ:

والغسانية: أصحاب غَسَّان بن أبان الْكُوفِي الزاعم أن الإيمان هُوَ الْمعرفَة بِاللهِ وَرَسُوله، والإقرار بِمَا أنْزل الله، وَبِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُول، وأنه لَو قَالَ قَائِل: أعْلَم أن الله فرض

الحج إلى الْكَعْبَة غير أني لَا أدري أَيْنَ الْكَعْبَة، ولعلها فِي الْهِنْد كَانَ مُؤمنا.

ترجمہ:

الغسانیہ: یہ غسان بن ابان الکوفی کے ساتھی ہیں، جو یہ گمان کرنے والا ہے کہ ایمان صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اور اس کے رسول کی لائی ہوئی چیزوں کے اقرار کا نام ہے۔لہٰذا اگر کہنے والے نے یہ کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کا حج فرض کیا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا کہ کعبہ کہاں ہے، شاید وہ ہندوستان میں ہے، تو یہ شخص مؤمن ہوگا۔

مزید تحقیق کے خواہشمند حضرات کے لیے:

فَهَذِهِ فرق المرجئة، وضلالتهم، وليطلب تَفْصِيل ذَلِك من كتب علم الْكَلَام الْمُشْتَمِلَة على ذكر مقالاتهم.

ترجمہ:

یہ مرجئہ کے فرقے اور ان کی گمراہیاں ہیں، ان کی تفصیلات علم الکلام کی کتابوں میں تلاش کی جائیں، جو ان کے مباحث پر مشتمل ہیں۔

اہل سنت اور مرجئہ کے عقائد میں فرق:

وَجُمْلَة التَّفرِقَة بَين اعْتِقَاد أهل السّنة وَبَين اعْتِقَاد المرجئة أن المرجئة يكتفون فِي الإيمان بِمَعْرِفَة الله وَنَحْوه، ويجعلون مَا سوى الإيمان من الطَّاعَات، وَمَا سوى الْكفْر من الْمعاصِي غير مضرَّة، وَلَا نافعة، ويتشبثون بِظَاهِر حَدِيث من قَالَ: لَا إِلَه إلا الله دخل الْجنَّة، وأهل السّنة يَقُولُونَ: لَا

تكفي في الإيمان المعرفة، بل لَا بُد من التَّصْدِيق الإختِيَارِيّ مَعَ الإقرار اللساني، وأن الطَّاعَات مفيدة، والمعاصي مضرَّة مَعَ الإيمان توصل صَاحبهَا إلى دَار الخسران.

ترجمہ:

اہل سنت کے اعتقاد اور مرجئہ کے اعتقاد میں فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مرجئہ ایمان میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس جیسی چیزوں پر اکتفاء کرتے ہیں اور ایمان کے علاوہ طاعات اور کفر کے علاوہ معاصی کو نہ نقصان دہ سمجھتے ہیں اور نہ فائدہ مند۔ اور ظاہرِ حدیث من قَالَ: لَا إله إلا الله دخل الجَنَّة سے چمٹ جاتے ہیں۔ (یعنی اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں)

جبکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ایمان میں معرفت کافی نہیں، بلکہ زبانی اقرار کے ساتھ تصدیق اختیاری بھی ضروری ہے، اور یہ کہ طاعات مفید ہیں، اور معاصی ایمان کے باوجود بھی نقصان دہ ہیں، ان کے ارتکاب کرنے والے کو ہلاکت والی جگہ لے جاتے ہیں۔

ایک ضروری وضاحت اور تنبیہ:

وَالَّذِي يجب علمه على الْعَالم المشتغل بكتب التواريخ، وأسماء الرِّجَال أن الإرجاء يُطلق على قسمَيْنِ،

أحدهما: الإرجاء الَّذِي هُوَ ضلال، وَهُوَ الَّذِي مر ذكره آنفا،

وَثانيهمَا: الإرجاء الَّذِي لَيْسَ بضلال، وَلَا يكون صَاحبه عَن أهل السّنة وَالْجَمَاعَة خَارِجا، وَلِهَذَا ذكرُوا أن المرجئة فرقتان: مرجئة الضَّلَالَة، ومرجئة أهل السّنة، وَأَبُو حنيفَة، وتلامذته، وشيوخه، وَغَيرهم من الرواة الأثبات إنما عدوا

من مرجئة أهل السّنة لَا من مرجئة الضَّلَالَة.

ترجمہ:

کتب تواریخ اور اسماء الرجال کے ساتھ مشغول عالم کے لیے جس چیز کا جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ارجاء کا اطلاق دو قسموں پر ہوتا ہے۔

ایک وہ ارجاء جو گمراہی ہے، جس کا ذکر ابھی گزرا۔

دوسرا وہ ارجاء جو گمراہی نہیں اور اس کا مرتکب اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں ہوتا، اس وجہ سے علماء نے ذکر کیا ہے کہ مرجئہ کے دو فرقے ہیں۔ ایک وہ مرجئہ ضلالہ ہے جبکہ دوسرا مرجئۃ اہل سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ، آپ کے شاگرد، آپ کے شیوخ اور اس کے علاوہ ثقہ رواۃ مرجئہ اہل سنت میں سے شمار ہیں، نہ کہ مرجئہ ضلالہ میں سے۔

غسانیہ کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف اپنے مسلک کی نسبت کر کے دجل اور فریب:

قَالَ الشهرستاني عِنْد ذكر الغسانية: وَمن الْعجب أن غَسَّان كَانَ يَحْكِي عَن أَبِي حنيفَة مثل مذْهبه، ويعده من المرجئة، وَلَعَلَّه كذب عَلَيْهِ، ولعمري كَانَ يُقَال لأبي حنيفَة، وأصحابه: مرجئة السّنة، وَلَعَلَّ السَّبَب فِيهِ أنه لما كان يَقُول: الإيمان هُوَ التصديق بِالْقَلْبِ، وَهُوَ لَا يزِيد، وَلَا ينقص نسب إليه أنه يُؤخر الْعَمَل عَن الإيمان، وَالرجل مَعَ تبحره بِالْعلمِ كَيفَ يُفْتِي بترك الْعَمَل؟ وَله سَبَب آخر، وَهُوَ أنه كَانَ يُخَالفِ القدريه، والمعتزلة الَّذين ظَهَرُوا فِي الصَّدْر الأول، والمعتزلة كَانُوا يلقبون كل من خالفهم فِي الْقدر مرجئا، وَكَذَلِكَ الوعيدية من الْخَوَارِج، فَلَا يبعد أن اللقب إنما لزمَه

من فريقي الْمُعْتَزِلَة والخوارج. انْتهى.

ترجمہ:

شہرستانی نے الغسانیۃ کے ذکر کے وقت فرمایا کہ عجیب بات یہ ہے کہ غسان امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اپنے مذہب کے مطابق حکایت کیا کرتا تھا اور (امام صاحب) کو مرجئہ میں سے شمار کرتا تھا، شاید اس نے امام صاحب پر جھوٹ باندھا ہو؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں کو مرجئۃ السنہ کہا جاتا تھا، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ جب (امام صاحب) کہتے کہ ایمان تصدیق بالقلب کا نام ہے، اور وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے، تو ان کی طرف یہ منسوب کیا گیا کہ وہ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں۔ حالانکہ آدمی اپنے علمی تبحر کے باوجود کیسے ترکِ عمل کا فتوی دے سکتا ہے؟!۔ (یعنی امام صاحب اتنے متبحر عالم تھے، کہ ان کے لیے اس طرح کا فتوی دینا محال ہے)۔

اس کا ایک دوسرا سبب بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ (امام صاحب) قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کرتے تھے جو پہلے زمانے میں ظاہر ہوئے اور معتزلہ ہر اس شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے جو قدر (کے مسئلے میں) ان کی مخالفت کرتا۔ اسی طرح خوراج میں سے وعیدیہ بھی (یہی کرتا تھا)۔ تو یہ بات بعید نہیں کہ آپ کے لیے یہ لقب معتزلہ اور خوارج کے ان دو فرقوں کی جانب سے لازم ہو گیا ہو۔

"الطریقۃ المحمدیۃ" میں مرجئہ کے چار فرقے اور ان کے عقائد:

پہلا فرقہ اور اس کا عقیدہ:

وَفِي الطَّرِيقَة المحمدية أما المرجئة، فإن ضربا مِنْهُم يَقُولُونَ: نرجيء أَمر الْمُؤمنِينَ، والكافرين إلى الله، فَيَقُولُونَ: الأمر

فيهم موكول إلى الله يغفر لمن يَشَاء من الْمُؤْمِنِينَ والكافرين، ويعذب من يَشَاء، فَهَؤُلَاءِ ضرب من المرجئة، وهم كفار.

ترجمہ:

''طریقۃ المحمدیہ'' میں ہے کہ جہاں تک مرجئہ ہیں تو ان میں سے ایک قسم کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم مؤمنین اور کافروں کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں، پس وہ کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، مؤمنین اور کفار میں سے جسے چاہے بخش دے، اور جسے چاہے عذاب دے، تو یہ مرجئہ میں سے ایک قسم ہے، اور یہ کفار ہیں۔

دوسرا فرقہ اور اس کا عقیدہ:

وَكَذَلِكَ الضَّرْب الآخر، مِنْهُم الَّذين يَقُولُونَ: حَسَنَاتنَا متقبلة قطعا، وسيئاتنا مغفورة، والأعمال لَيست بفرائض، وَلَا يقرونَ بفرائض الصَّلَاة، وَالزَّكَاة، وَالصِّيَام، وَسَائِر الْفَرَائِض، وَيَقُولُونَ: هَذِه كلهَا فَضَائِل، فَهَؤُلَاءِ أيضا كفار.

ترجمہ:

اسی طرح ان میں سے ایک دوسری قسم کے لوگ ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں قطعی طور پر مقبول ہیں اور ہمارے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ اعمال فرض نہیں اور نہ وہ نماز، زکوۃ، روزے اور دیگر فرائض کا اقرار کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام فضائل ہیں، چنانچہ یہ بھی کفار ہیں۔

تیسرا فرقہ اور اس کا عقیدہ:

وأما المرجئة الَّذين يَقُولُونَ: لَا نتولى الْمُؤْمنِينَ المذنبين،

ولانتبرأ مِنهُم، فَهَؤُلَاءِ المبتدعة، ولاتخرجهم بدعتهم من الايمان إلى الْكفر.

ترجمہ:

جبکہ وہ مرجئہ جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم گنہگار مؤمنین کو دوست بناتے ہیں اور نہ ان سے براءت کرتے ہیں، تو یہ بدعتی ہیں، ان کی بدعت ان کو ایمان سے کفر کی طرف نہیں نکالتی۔

چوتھا فرقہ اور اس کا عقیدہ:

وأما المرجئة الَّذين يَقُولُونَ: نرجيء أَمْر الْمُؤمِنِينَ وَلَو فساقا إلى الله، فَلَا ننزلهم جنَّة وَلَا نَار، وَلَا نتبرأ مِنْهُم، ونتولاهم فِي الدّين، فهم على السّنة، فَأَلْزَمْ قَوْلهم، وَخذ بِهِ. انْتهى.

ترجمہ:

اور وہ مرجئہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم مؤمنین کے معاملے کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں اگرچہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو، نہ انہیں جنتی قرار دیتے ہیں اور نہ جہنمی، نہ ان سے براءت کرتے ہیں اور دین میں انہیں دوست بھی بناتے ہیں۔ تو یہی لوگ سنت پر ہیں، ان کے قول کو لازم پکڑو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی وجہ اور اس پر پہلا استشہاد:

وَفِي "شرح الْمَقَاصِد" للتفتازاني: اشْتهر من مَذْهَب الْمُعْتَزلَة أن صَاحب الْكَبِيرَة بِدُونِ التَّوْبَة مخلد فِي النَّار، وإن عَاشَ على الإيمان، وَالطَّاعَة مئة سنة، وَلم يفرقُوا بَين أن تكون الْكَبِيرَة وَاحِدَة أَوْ كَثِيرَة وَاقعَة قبل الطَّاعَات أَوْ بعْدهَا أَوْ

بَينهَا، وَجعلُوا عدم الْقطع بالعقاب، وتفويض الأمر إلى يغْفر إن شَاءَ، ويعذب إن شَاءَ على مَا هُوَ مَذْهَب أهل الْحق إرجاء بِمَعْنى أنه تَأْخِير للأمر، وَعدم جزم بالعقاب وَالثَّوَاب، وَبِهَذَا الِاعْتِبَار جعل أَبُو حنيفَة وَغَيره من المرجئة. انْتهى.

ترجمہ:

علامہ تفتازانی کی ''شرح المقاصد'' میں ہے کہ معتزلہ کے مذہب میں یہ مشہور ہوچکا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب بغیر توبہ کے ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا، اگر چہ وہ سو سال تک ایمان اور طاعت پر زندہ رہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں کی کہ کبیرہ ایک ہو یا زیادہ۔ وہ (کبیرہ گناہ) طاعات سے پہلے واقع ہو یا بعد میں یا ان کے درمیان۔ اور عقاب کو غیر قطعی کر کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینے کو ارجاء بنا دیا، کہ چاہے کسی کی مغفرت فرمائے اور چاہے عذاب دیدے، جیسا کہ اہل حق کا مذہب ہے۔ بایں معنی کہ معاملہ کو مؤخر کرنا اور عقاب وثواب پر جزم نہ کرنا۔ اسی اعتبار سے امام ابوحنیفہ وغیرہ کو مرجئہ بنایا گیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی وجہ اور اس پر دوسرا استشہاد:

وَفِي "شرح الْفِقْه الاكبر" الْمُسَمّى بـ"المنهج الاظهر" لعَلي الْقَارِئ الْمَكِّيّ: ثمَّ إعْلَم أن القونوي ذكر أن أبا حنيفَة كَانَ يُسمى مرجئا لتأخير أَمْر صَاحب الْكَبِيرَة إلى مَشِيئَة الله، والارجاء التَّأْخِير. انْتهى.

ترجمہ:

ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ کی ''شرح الفقہ الاکبر'' المسمی بـ ''المنہج الاظہر'' میں

ہے کہ پھر جان لو کہ قونوی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صاحبِ کبیرہ کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی مشیئت تک مؤخر کرنے کی وجہ سے مرجئہ کہا جاتا تھا، اور ارجاء بھی تاخیر ہی ہے۔ (یعنی ارجاء تاخیر کے معنی میں ہے، اور امام صاحب بھی صاحبِ کبیرہ کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی مشیئت تک مؤخر کرتے تھے، اس وجہ سے آپ کو مرجئہ کہا گیا)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی وجہ اور اس پر تیسرا استشہاد:

وَفِي "التَّمْهِيد" لأَبِي شكور السالمي: ثمَّ المرجئة على نَوْعَيْنِ: مرجئة مَرْحُومَة، وهم أصحاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، ومرجئة ملعونة، وهم الَّذين يَقُولُونَ بِأَن الْمعْصِيَة لَا تضر، والعاصي لَا يُعَاقب.

ترجمہ:

ابوشکور سالمی کی "التمہید" میں ہے کہ پھر مرجئہ دو قسموں پر ہے، ایک مرجئہ مرحومہ ہے، اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ اور دوسرا مرجئہ ملعونہ ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ کرنا مضر نہیں، اور گنہگار کو سزا نہیں دی جائے گی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی وجہ اور اس پر چوتھا استشہاد:

وَرُوِيَ عَن عُثْمَان البتي أَنه كتب إِلَى أبي حنيفَة، وَقَالَ: أَنْتُم مرجئة، فَأَجَابَهُ بِأَن المرجئة على ضَرْبَيْنِ: مرجئة ملعونة وأنا برِئ مِنْهُم، ومرجئة مَرْحُومَة وأنا مِنْهُم، وَكتب فيهم أن الأنبياء كَانُوا كَذَلِك أَلا ترى إِلَى قَول عِيسَى: قَالَ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾. انْتهى.

ترجمہ:

عثمان البتی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو لکھا اور فرمایا کہ تم مرجئہ ہو؟ تو امام صاحب نے انہیں جواب دیا، کہ مرجئہ دو قسموں پر ہے۔ ایک مرجئہ ملعونہ ہے، میں اس سے بری ہوں اور دوسرا مرجئہ مرحومہ، میں ان میں سے ہوں۔ اور اس میں لکھا کہ انبیاء بھی ایسے تھے۔ کیا آپ عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو نہیں دیکھتے کہ فرمایا کہ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کے اطلاق کی دو وجہیں اور اس پر چوتھا استشہاد:

وَقَالَ ابْن حجر الْمَكِّيّ فِي الْفَصْل السَّابِع وَالثَّلَاثِينَ من كِتَابه "الْخيرَات الحسان فِي مَنَاقِب النُّعْمَان": قد عد جمَاعَة الإمام أَبا حنيفَة من المرجئة، وَلَيْسَ هَذَا الْكَلَام على حَقِيقَته. أما أولا فَقَالَ شَارِح "المواقف": كَانَ غَسَّان المرجيء ينْقل الإرجاء عَن أبي حنيفَة، وَبعده من المرجئة، وَهُوَ إفتراء عَلَيْهِ قصد بِهِ غَسَّان ترويج مذْهبه بنسبته إلى هَذَا الامام الْجَلِيل. وأما ثَانِيًا فقد قَالَ الْآمِدِيّ: إن الْمُعْتَزلَة كَانُوا فِي الصَّدْر الأول يلقبون من خالفهم فِي الْقدر مرجئا أَوْ لِأَنَّهُ لما قَالَ: الإيمان لَا يزِيد أَوْ ينقص ظن بِهِ الإرجاء بِتَأْخِير الْعَمَل عَن الإيمان. انْتهى

ترجمہ:

ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الخیرات الحسان فی مناقب النعمان" کی

سینتیسویں فصل میں فرمایا کہ ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مرجئہ میں سے شمار کیا، حالانکہ یہ بات اپنی حقیقت پر نہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ "المواقف" کے شارح نے فرمایا کہ غسان مرجئی امام ابوحنیفہ سے ارجاء نقل کرتا تھا، اور آپ کو مرجئہ میں سے شمار کرتا تھا، حالانکہ یہ امام صاحب پر افتراء ہے، غسان نے اس کے ذریعے سے اپنے مذہب کو اس جلیل القدر امام کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے اپنے مذہب کی ترویج کا ارادہ کیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ الآمدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معتزلہ صدرِ اول میں سے ان لوگوں کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے، جو تقدیر کے مسئلے میں ان کی مخالفت کرتے، یا اس وجہ سے کہ جب آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے، تو آپ رحمہ اللہ پر عمل کو ایمان سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ارجاء کا گمان کیا۔

ارجاء کے اطلاقات کا خلاصہ:

وخلاصة المرام فِي هَذَا الْمقَام: أن الإرجاء قد يُطلق على أهل السّنة وَالْجَمَاعَة من مخالفيهم الْمُعْتَزلَة الزاعمين بالخلود الناري لصَاحب الْكَبِيرَة، وَقد يُطلق على الأئمة الْقَائِلين بِأَن الأعمال لَيست بداخلة فِي الإيمان، وبعدم الزِّيَادَة فِيهِ وَالنُّقْصَان، وَهُوَ مَذْهَب أبي حنيفَة وأتباعه من جَانب الْمُحدثين الْقَائِلين بِالزِّيَادَةِ والنقصان، وبدخول الأعمال فِي الإيمان. وَهَذَا النزاع وإن كَانَ لفظيا كَمَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُونَ من الأولين والآخرين لكنه لما طَال، وَآل الأمر إلى بسط كَلَام الْفَرِيقَيْنِ من الْمُتَقَدِّمين والمتأخرين أدى ذَلِك إلى أن أطلقوا

الإرجاء على مخالفيهم، وشنعوا بذلك عَلَيْهِم، وَهُوَ لَيْسَ بطعن فِي الحَقِيقَة على مَا لَا يخفى على مهرَة الشَّرِيعَة.

ترجمہ:

اس مقام پر خلاصہ بحث یہ ہے کہ ارجاء کا کبھی کبھار اہل سنت والجماعت پر ان کی مخالفین معتزلہ کی طرف سے اطلاق ہوتا ہے۔(وہ معتزلہ) جو صاحب کبیرہ کے ہمیشہ جہنمی ہونے کا گمان رکھتے ہیں۔

اور کبھی کبھار ایمان میں زیادتی ونقصان اور اعمال کے ایمان میں داخل ہونے کے قائل محدثین کی جانب سے ان ائمہ پر اطلاق ہوتا ہے جو اعمال کے ایمان میں داخل نہ ہونے اور اس میں زیادتی وکمی کے نہ ہونے کے قائل ہیں، اور وہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے پیروکاروں کا مذہب ہے۔

اور یہ نزاع اگرچہ لفظی ہے جیسا کہ اولین وآخرین محققین نے اس کی تحقیق کی ہے، لیکن جب (یہ نزاع) لمبا ہوا اور متقدمین ومتاخرین میں سے دونوں فریقوں کے کلام کی بسط وتفصیل تک معاملہ چلا گیا، تو یہ ان کے مخالفین پر ارجاء کا اطلاق کرنے اور اس کے ذریعے ان کی شناعت بیان کرنے کا سبب بنا، حالانکہ حقیقت میں یہ کوئی جرح نہیں، جیسا کہ شریعت کے ماہرین سے یہ بات مخفی نہیں۔

تنبیہ از مصنف رحمہ اللہ:

وإذا انتقش هَذَا كُله على صحيفَة خاطرك، فاعرف أنه لَا تنبغي الْمُبَادرَة نظرا إلى قَول احْد من أئمة النَّقْد، وإن كَانَ من أجلة الْمُحدثين فِي حق احْد الراوين أنه من المرجئين بإطلاق القَوْل بِكَوْنِهِ من فرق الضَّلَالَة، وجرحه بالبدعة الاعتقادية،

بل الْوَاجِب التَّنْقِيح، وَالْحكم بِالْوَجْهِ الرجيح. نعم إن دلّت قرينَة حَالية أَوْ مقالية أن مُرَاد الْجَارِح بالإرجاء مَا هُوَ ضَلَالَة، فَلَا بَأْس بالحكم بِكَوْنِهِ ذَا ضَلَالَة، وإلا فَيحْتَمل أن يكون إطلاق ذَلِك الرَّاوِي من معتزلي، وَمِنْه أخذ ذَلِك الْجَارِح، وَاعْتمد على اشتهاره من دون وقُوف على الْوَاضِع، وَيحْتَمل أن يكون الرَّاوِي مِمَّا لَا يَقُول بزِيَادَة الإيمان ونقصانه، وَلَا بِدُخُول الْعَمَل فِي حقيقته، فَأطلق عَلَيْهِ الْجَارِح الْمُحدث الإرجاء تبعا لأهل طَرِيقَته.

ترجمہ:

جب یہ سب کچھ آپ کے دل کی کتاب پر نقش ہو گیا، تو جان لو کہ راویوں میں سے کسی ایک کے متعلق ائمہ نقد میں سے کسی ایک کے قول اگرچہ وہ بڑے محدثین میں سے ہوں کہ یہ مرجئہ میں سے ہیں، کی طرف نظر کر کے ان کے فرق ضالہ میں سے ہونے اور بدعت اعتقادیہ کے ساتھ جرح کرنے کی طرف سبقت نہ کریں، بلکہ تنقیح اور راجح دلیل کے ذریعے سے حکم لگانا ضروری ہے۔

جی ہاں اگر کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ اس پر دلالت کرے کہ جارح کی مراد ارجاء سے وہ ہے جو کہ گمراہی ہے، تو پھر اس پر گمراہ ہونے کا حکم لگانے میں کوئی حرج نہیں، ورنہ یہ احتمال نکالا جائے گا کہ اس قول کا اطلاق اس راوی پر کسی معتزلی کی طرف سے ہے اور اس (معتزلی) سے اس جارح نے (یہ قول) لیا اور وضع کرنے والے کے متعلق واقفیت حاصل کیے بغیر اس کی شہرت پر اعتماد کیا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ راوی

ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان کی زیادتی وکمی اور عمل کا ایمان کی حقیقت میں داخل ہونے کا قائل نہ ہو۔ چنانچہ جارح محدث نے اپنے طریقہ والوں کی پیروی کرتے ہوئے اس پر ارجاء کا اطلاق کیا۔

مزید شواہد اور تائیدات:

پہلی تائید واستشہاد:

وَيشْهد لما ذكرنَا مَا فِي "لِسَان الْمِيزَان" لِابْنِ حجر الْعَسْقَلَانِي فِي تَرْجَمَة ابْن الْحسن تلميذ أبي حنيفَة: نقل ابْن عدي عَن إِسحاق بن رَاهَوَيْه، سَمِعت يحيى بن آدم يَقُول: كَانَ شريك لَا يُجِيز شَهَادَة المرجئة، فَشهد عِنْده مُحَمَّد بن الْحسن، فَرد شَهَادَته، فَقيل لَهُ فِي ذَلِك، فَقَالَ: أنا لَا أجيز شَهَادَة من يَقُول: الصَّلَاة لَيست من الإيمان. انْتهى. فإن هَذَا صَرِيح فِي أنه إنما أطلق على مُحَمَّد الإرجاء؛ لكَونه لَا يرى الصَّلَاة جُزْءا من حَقِيقَة الإيمان، وَمن الْمَعْلُوم أن هَذَا لَيْسَ بضلال وطغيان.

ترجمہ:

جو ہم نے ذکر کیا اس کی شہادت (وہ عبارت دیتی ہے) جو ابن حجر کی "لسان المیزان" میں امام ابوحنیفہ کے شاگرد محمد بن الحسن کے حالات میں ہے کہ ابن عدی نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے، کہ میں نے یحییٰ بن آدم سے سنا کہ شریک مرجئہ کی گواہی قبول نہ کرتے تھے، تو محمد بن الحسن نے ان کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے اس کی گواہی رد کر دی! ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کی گواہی جائز نہیں

سمجھتا جو یہ کہتا ہو کہ نماز ایمان میں سے نہیں ہے۔

دیکھو یہ اس بات میں صریح ہے کہ انہوں نے محمد بن الحسن پر ارجاء کا اطلاق کیا، کیونکہ وہ نماز کو ایمان کی حقیقت میں سے ایک جزء نہیں مانتے اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ کوئی گمراہی اور سرکشی نہیں۔

دوسری تائید واستشہاد:

وَكَذَا قَول الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة مسعر بن كدام بعد ذكر وثاقته: وَلَا عِبْرَة بقول السُّلَيْمَانِي: كَانَ من المرجئة مسعر، وَحَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان، والنعمان، وَعَمْرو بن مرّة، وعبد العزيز بن أبي رواد، وَأَبُو مُعَاوِيَة، وَعمر بن ذَر، وسرد جمَاعَة.

ترجمہ:

اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا اپنی "میزان" میں مسعر بن کدام کے حالات میں ان کی توثیق کے ذکر کے بعد یہ قول بھی دلالت کرتا ہے کہ سلیمانی کے قول کا اعتبار نہیں کہ مسعر، حماد بن ابی سلیمان، نعمان، عمرو بن مرہ، عبد العزیز بن ابی رواد، ابو معاویہ اور عمر بن ذر مرجئہ میں سے ہیں، (اس طرح) پوری ایک جماعت ذکر کی۔

تیسری تائید واستشہاد:

قلت: الإرجاء مَذْهَب لعدة من أجلة الْعلمَاء، وَلَا يَنْبَغِي التحامل على قَائِله، وَكَذَا قَول الشهرستاني فِي "الْملَل والنحل" فِي آخر بحث المرجئة: رجال المرجئة الْحسن بن مُحَمَّد بن عَليّ بن أبي طَالب، وَسَعِيد بن جُبَير، وطلق بن حبيب، وَعَمْرو بن

مرّة، ومحارب بن دثار، وَمُقَاتِل بن سُلَيْمَان، وذر، وعمربن ذَر، وَحَمَّاد بن أبي سُلَيْمَان، وَأَبُو حنيفَة، وَأَبُو يُوسُف، وَمُحَمّد بن الْحسن، وقديد بن جَعْفَر، وَهَؤُلَاء كلهم أئمة الحَدِيث لم يكفروا أصحاب الْكَبَائِر بالكبيرة، وَلم يحكموا بتخليدهم فِي النَّار خلافًا للخوارج والقدرية. انْتهى.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ ارجاء بڑے بڑے علماء میں سے کئی علماء کا مذہب ہے، لہٰذا اس کے قائل کو ظلم وزیادتی کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے (یعنی مجروح نہیں ٹھہرانا چاہئے)۔

اسی طرح ''الملل والنحل'' میں مرجئہ کی بحث کے آخر میں شہرستانی کا قول جیسا کہ منقول ہے کہ مرجئہ کے رجال الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، سعید بن جبیر، طلق بن حبیب، عمرو بن مرة، محارب بن دثار، مقاتل بن سلیمان، ذر، عمر بن ذر، حماد بن ابی سلیمان، ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد بن الحسن اور قدید بن جعفر ہیں۔

یہ سب حدیث کے ائمہ ہیں، انہوں نے خوارج اور قدریہ کے برخلاف اصحاب الکبائر کی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہ تکفیر کی اور نہ ان پر جہنم میں ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا۔

فَائِدَة

بعض شیعوں کی جانب سے اعتراض اور اس کا الزامی جواب:

قد تشبث بعض الشِّيعَة كصاحب "الِاسْتِقْصَاء" وَغَيره بقول السُّلَيْمَانِي الْمَذْكُور فِي "الْمِيزَان" فِي أَن أَبَا حنيفَة من المرجئة، وَلم يعلم أنه قَول مَرْدُود أَو مؤول عِنْد جهابذة أهل السّنة، وَقد عد السُّلَيْمَانِي فِي مَوضِع آخر أَبَا حنيفَة من

الشيعة، فَلم لم يسْتَند بهَذا القَوْل الْمَرْدُود؛ ليدْخل أَبُو حنيفَة فِي مذْهبه المطرود.

ترجمہ:

فائدہ

بعض شیعہ جیسے صاحب ''الاستقصاء'' وغیرہ نے ''المیزان'' کے اندر سلیمانی کا امام ابوحنیفہ کے متعلق ذکر شدہ قول سے استدلال کیا کہ ابوحنیفہ مرجئہ میں سے ہے، اور اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ قول مردود ہے، یا اہل سنت کے بڑے علماء کے ہاں تاویل شدہ ہے، جبکہ سلیمانی نے ایک دوسری جگہ میں ابوحنیفہ کو شیعہ میں سے شمار کیا ہے، تو پھر یہ (شیعہ) اس مردود قول سے استناد کیوں نہیں کرتے، تاکہ امام ابوحنیفہ ان کے دھتکارے ہوئے مذہب میں داخل ہوجائے؟ (یعنی یہ شیعہ سلیمانی کے ایک قول کو لیتے ہیں اور دوسرے قول کو نہیں لیتے ہیں)۔

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة عبد الرَّحْمَن بن أبي حَاتِم من "مِيزَانه": مَا ذكرته لَوْلَا ذكر أبي الْفضل السُّلَيْمَانِي؛ فبئس مَا صنع، فَإِنَّهُ قَالَ: ذكر أسامي الشِّيعَة من الْمُحدثين الَّذين يقدمُونَ عليا على عُثْمَان الْأَعْمَش، والنعمان بن ثَابت، وَشعْبَة بن الْحجَّاج، وَعبد الرَّزَّاق، وَعبيد الله بن مُوسَى، وَعبد الرَّحْمَن بن أبي حَاتِم. انْتهى. وَبِالْجُمْلَةِ فَكَمَا أَن قَول السُّلَيْمَانِي هَذَا غير مَقْبُول، فَإِن أَبَا حنيفَة لَيْسَ من الشِّيعَة بِاتِّفَاق الْفَرِيقَيْنِ، فَكَذَا قَوْله السَّابِق غير مَقْبُول عِنْد أماثل الثقلَيْن.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی "میزان" میں عبدالرحمن بن ابی حاتم کے حالات میں فرمایا کہ میں اس کو ذکر نہ کرتا اگر ابوالفضل السلیمانی کا ذکر کرنا نہ ہوتا، اس نے بہت بُرا کیا! کیونکہ اس نے کہا کہ محدثین میں سے ان شیعہ کے نام جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں اعمش، نعمان بن ثابت، شعبہ بن الحجاج، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسی اور عبدالرحمن بن ابوحاتم ہیں۔

بہرحال جیسا کہ سلیمانی کا یہ قول غیر مقبول ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ دونوں فرقوں (یعنی سنی اور شیعہ) کے اتفاق سے شیعہ نہیں، اسی طرح سابقہ قول بھی اماثل ثقلین کے نزدیک غیر مقبول ہے۔



تذنيب نبيه نَافِع لكل وجيه

متنبہ کرنے والی آخری بات جو ہر ذی وجاہت کے لیے مفید ہے

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کا حنفیہ کو مرجئہ میں سے شمار کرنا:

اعْلَم أنه ذكر قطب الأقطاب، وغوث الأنجاب، رَئِيس الصُوفِيّة الصافية، رَأس السلسلة القادرية، مَوْلَانا السَّيِّد محي الدين عبد القادر الجيلاني - دَامَ من دخل فِي سلسلته مغبوطا بِالْفَضْلِ الرحماني- فِي فصل من فُصُول كِتَابه "غنية الطالبين" عِنْد ذكر فرق هَذِه الأمة: فَأصل ثَلَاث وَسبعين فرقة عشرَة: أهل السّنة وَالْجَمَاعَة، والخوارج، والشيعة، والمعتزلة، والمرجئة، والمشبهة، والجهمية، والضرارية، والنجارية، والكلابية إِلَى آخِره. ثمَّ ذكر حَال كل فرقة، وفروعها، وَاخْتِلَاف مقالاتها، وَقَالَ عِنْد ذكر المرجئة: أما المرجئة ففرقها اثْنَتَا عشرَة فرقة. الْجَهْمِية، والصالحية، والشمرية، واليونسية، والثوبانية، والنجارية، والغيلانية، والشبيبية، وَالْحَنَفِيَّة، والمعاذية، والمريسية، والكرامية. انْتهى. ثمَّ ذكر حَال كل فرقة، وَمن نسبت إِلَيْهِ إِلَى أَن قَالَ: وَأما الْحَنَفِيَّة فهم أَصْحَاب أبي حنيفَة النُّعْمَان بن ثَابت زَعَمُوا أَن الإِيمَان هُوَ الْمعرفَة، والاقرار بِاللَّه وَرَسُوله، وَبِمَا جَاءَ من

عِنده جملَة على مَا ذكره البرهوتي فِي "كتاب الشَّجَرَة". انْتهى.

ترجمہ:

جان لو کہ قطب الاقطاب، غوث الانجاب، رئیس الصوفیۃ الصافیۃ، راس سلسلۃ القادریہ، مولانا سید محی الدین عبد القادر الجیلانی (دام من دخل فی سلسلۃ مغبوطاً بالفضل الرحمانی) نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" کے فصول میں سے ایک فصل میں اس امت کے فرقوں کے ذکر کے وقت ذکر کیا ہے کہ تہتر فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں، اہل سنت الجماعت، خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجئہ، مشبہہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ الی آخرہ۔

پھر ہر فرقے کی حالت اس کی شاخوں اور ان کے مباحث کے اختلاف کو ذکر کیا، اور مرجئہ کے ذکر کے وقت فرمایا کہ اس فرقہ کے بارہ فرقے ہیں: جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، ثوبانیہ، نجاریہ، غیلانیہ، شبیبیہ، حنفیہ، معاذیہ، مریسیہ اور کرامیہ۔

پھر ہر فرقے کی حالت کو ذکر کیا، اور جس کی طرف اس کی نسبت کی گئی، اسے ذکر کیا، یہاں تک کہ فرمایا کہ جہاں تک حنفیہ ہیں تو وہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے ساتھی ہیں۔ان کا خیال ہے کہ ایمان اللہ اور اس کے رسول کی معرفت اور اجمالی طور پر رسول جو اللہ کے پاس سے لائے اس کا اقرار کرنے کا نام ہے، جیسا کہ البرہوتی نے "کتاب الشجرہ" میں اس کو ذکر کیا۔

توضیح وتشریح:

شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے "تعلیقات" میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کے ان القابات میں سے "غوث الانجاب" کے لفظ پر رد کیا اور فرمایا کہ یہ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کی طرف سے مبالغہ آرائی ہے۔ واللہ اعلم۔

فَهَذَا يدل على أن الْحَنَفِيَّة أتبَاع الْمِلَّة الحنيفية من المرجئة الضَّالة المبتدعة، وَقد اسْتندَ بِهَذِهِ الْعبارَة جمع من الشيعة، فطعنوا بِهِ إلزاما على اتبَاع أبي حنيفَة، وَزَعَمُوا أنه من المرجئة الضَّالة، واقتدى بهم فِي هَذَا الطعْن كثير من أهل السّنة مِمَّن لَهُم تعصب وافر، وتعنت ظَاهر بِأبي حنيفَة ومقلديه، فأوردوا هَذِه الْعبارَة فِي معرض معايبه ومثالبه إيذاء لمقلديه.

ترجمہ:

(شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی یہ عبارت) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ احناف جو کہ ملت حنفیہ کے پیروکار ہیں اس مرجئہ میں سے ہیں جو کہ گمراہ اور بدعتی ہیں۔ اور اس عبارت کے ذریعے سے شیعوں کی ایک گروہ نے یہ دلیل پکڑی ہے، چنانچہ اس کے ذریعے سے الزامی طور پر ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکاروں پر طعن کیا، اور یہ خیال کیا کہ وہ مرجئہ ضالہ میں سے ہیں۔ اس طعن میں اہل سنت میں سے بہت سے لوگوں نے ان کی پیروی کی جن کو امام ابوحنیفہ اور آپ کے مقلدین کے ساتھ زیادہ تعصب اور واضح ضد تھا۔ انہوں نے اس عبارت کو امام صاحب کے مقلدین کو تکلیف دینے کے لیے آپ کے عیوب ولغزشوں کی جگہ لے کر آئے۔

توضیح وتشریح:

''غنیۃ'' کا جو نسخہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان سے ابوعبدالرحمن صلاح بن محمد بن عویضہ کی تحقیق کے ساتھ 1417ھ بمطابق 1997ء کو شائع ہوا ہے، اس میں حنفیہ

کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اس کی جگہ غسانیہ کا ذکر ہے، اور اس کو غسان الکوفی کی طرف منسوب کیا ہے۔

تعجب کی بات:

وَلَا عجب من الشِّيعَة، فإنهم من أعداء أهل السنة يسبون أكابر الصَّحَابَة، ويطعنون على سلف أصحاب الْهِدَايَة، فَمَا بالك بِأبي حنيفَة، وطريقته المرضية، إنما الْعجب من هَؤُلَاء الَّذين هم من أهل السّنة، وَيدعونَ أنهم من متبعي الْكتاب وَالسّنة، وَمَعَ ذَلِك يطعنون على أول هَذِه الأمة وَصدر الأئمة من دون بَصِيرَة وبصارة.

ترجمہ:

شیعوں پر تو کوئی تعجب نہیں ہوتا، کیونکہ وہ تو اہل سنت کے دشمنوں میں سے ہیں، وہ بڑے بڑے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں، اور اصحاب الہدایہ میں سے سلف پر طعن کرتے ہیں، تو امام ابوحنیفہ اور آپ کے پسندیدہ راستے کی کیا پرواہ ہے؟ بلکہ تعجب ان لوگوں پر ہے جو اہل سنت میں سے ہیں، اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت کے متبعین میں سے ہیں! باوجود اس کے کہ وہ بغیر بصیرت کے اس امت کے اول لوگوں پر اور صدر الائمہ پر طعن کرتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت سے پیدا ہونے والے اعتراض کی دو وجہیں:

وَقد طَال الْبَحْث قَدِيما وحديثا بَين عُلَمَاء الْمذَاهب الأربعة فِي عبارَة "الغنية"، واستشكلوا وُقُوعهَا من مثل هَذَا الشَّيْخ

الْجَلِيل والصوفي النَّبِيل وَذَلِكَ لوَجْهَيْنِ، الأول: أن كتب الإمام أبي حنيفَة كـ"الفقه الأكبر" وَ"كتاب الْوَصِيَّة" تنادي بأعلى النداء على أنه لَيْسَ مذْهبه فِي بَاب الإيمان وفروعه مَا ذهبت إليه المرجئة أصحاب الأغواء، وَكَذَلِكَ كتب الْحَنَفِيَّة تشهد بِبُطْلَان مَذْهَب المرجئة، وأن الْحَنَفِيَّة وإمامهم لَيْسُوا مِنهُم، فَهَذِهِ النِّسْبَة الْوَاقِعَة فِرْيَة بِلَا مرية، وصدورها من مثل هَذَا الشَّيْخ الَّذِي هُوَ سيد الطَّائِفَة الرضية بلية أية بلية، وَالثَّانِي: أن غوث الثقلَيْن بِنَفسِهِ ذكر في "غنيته" أبا حنيفَة بِلَفْظ الإمام، و أورد قَوْله عِنْد ذكر خلاف الأئمة الاعلام.

ترجمہ:

''غنیۃ'' کی عبارت کے متعلق مذاہب اربعہ کے قدیم اور جدید علماء کے درمیان بحث بہت طویل ہوئی ہے، اور ایسے بڑے شیخ اور لائق صوفی کی طرف سے اس (عبارت) کے وقوع پر اشکال کیا، اور یہ (اشکال) دو وجہ سے ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ''فقہ الاکبر'' اور ''کتاب الوصیہ'' جیسی کتابیں بلند آواز سے نداء دیتی ہیں کہ ایمان اور اس کے فروع کے باب میں آپ کا مذہب وہ نہیں جس کی طرف خواہش پرست مرجئہ گئے ہیں، اسی طرح حنفیہ کی کتابیں مرجئہ کے مذہب کی بطلان کی شہادت دیتی ہیں، اور یہ کہ حنفیہ اور ان کے امام ان (مرجئہ) میں سے نہیں۔ تو یہ (مرجئہ) کی طرف نسبت ناقابل شک جھوٹ ہے، اور ایسے شیخ کی طرف سے اس کا صدور بڑی مصیبت ہے جو کہ پسندیدہ گروہ کے سردار ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ غوث الثقلین نے بذاتِ خود اپنی ''غنیۃ'' میں امام ابوحنیفہ کا لفظِ امام کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، اور آپ کے قول کو بڑے ائمہ کے آپسی اختلاف کے وقت لائے۔

توضیح وتشریح:

اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مرجیہ میں سے ہوتے تو خود اپنی کتابوں میں اس فرقے کی مخالفت کیوں کرتے، اسی طرح اگر شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی واقعی آپ رحمہ اللہ مرجیہ میں سے ہوتے تو آپ رحمہ اللہ کا نام امام کے لقب اور عظمت کے ساتھ نہ ذکر کرتے اور آپ رحمہ اللہ کے مذہب کو دیگر ائمہ مجتہدین کے ساتھ نہ لکھتے۔ ان دو وجہوں کی بنیاد پر ''غنیۃ'' کی یہ عبارت محل نظر بن گئی کہ اب اس کی کیا توجیہ ہوگی۔؟

مذکورہ دو وجہوں پر استشہاد:

فَمن ذَلِك قَوْله فِي بَيَان وَقت الْفجْر، وَبعد ذكر مَذْهَب إمامه احْمَد بن حَنْبَل من أن التغليس أفضل، وَقَالَ الإمام أَبُو حنيفَة: الأسفار أفضل، وَمن ذَلِك قَوْله فِي فضل الصَّلَاة عِنْد ذكر حكم تَارِك الصَّلَاة: وَقَالَ الإمام أَبُو حنيفَة: لَا يقتل، وَلَكِن يحبس حَتَّى يُصَلِّي، فيتوب أَوْ يَمُوت فِي الْحَبْس، وَقَالَ الإمام الشَّافِعِي: يقتل بِالسَّيْفِ حدا، وَلَا يكفر. انْتهى.

ترجمہ:

(جہاں پر ابوحنیفہ کا ذکر امام کے لفظ کے ساتھ کیا ہے) ان میں سے فجر کے وقت کے بیان اور اپنے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب یعنی افضلیتِ تغلیس کے ذکر کے بعد آپ کا یہ قول ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ

اسفار افضل ہے۔(دیکھو یہاں پر ابوحنیفہ کا ذکر ''امام'' کے لفظ کے ساتھ کیا اور ائمہ متبوعین کے اختلافی مسائل میں آپ کا اختلاف بھی ذکر کیا، اگر آپ کے ہاں امام ابوحنیفہ مرجئہ میں سے ہوتے تو نہ ان کے لیے امام کا لفظ استعمال کرتے اور نہ ان بڑے ائمہ کے آپسی اختلافی مسائل میں اس کے مذہب کا ذکر کرتے)۔

(جہاں پر ابوحنیفہ کا ذکر امام کے لفظ کے ساتھ کیا ہے) ان میں سے نماز کی نضیلت کے بیان میں تارکِ صلوۃ کے حکم کے ذکر کے وقت آپ کا یہ قول بھی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ (تارکِ صلوۃ) کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر کے نماز پڑھنے لگے یا قید کے اندر ہی مر جائے، جبکہ امام شافعی نے فرمایا کہ بطورِ حد کے تلوار کے ذریعے قتل کیا جائے گا، اور اسے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔

نوٹ:

فَلَو كَانَ عِنْده أن أبا حنيفَة من المرجئة الضَّالة لما ذكر قَوْله فِي الأمور الشَّرْعِيَّة مَعَ أقوال الأئمة الرضية.

ترجمہ:

اگر ان کے ہاں امام ابوحنیفہ گمراہ مرجئہ میں سے ہوتے تو پسندیدہ ائمہ کے اقوال کے ساتھ امور شرعیہ میں آپ کے قول کو ذکر نہ کرتے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی عبارت کے دس جوابات اور ہر جواب کا رد۔ تفصیلی بحث:

وَقد تفرقُوا فِي دفع هذَيْن الإشكالين على مسالك أكثرها لَا تعجب طَالب أحسن المسالك.

ترجمہ:

ان دو اشکالوں کے دفع کرنے میں علماء کئی مسالک میں متفرق ہوئے، ان میں سے اکثر جوابات بہترین مسلک کے طالب کو اچھے نہیں لگتے، (یعنی اس اشکال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر جوابات درست نہیں)۔

پہلا جواب اور اس پر رد:

فَمنهمْ من قَالَ: إنا لَا نفهم كَلَام الشَّيْخ الجيلاني بل نقطع بقوله حَقًّا مَعَ الْقطع بِكَوْن الْحَنَفِيَّة نَاجِية حَقًّا، وَلَا يخفى على الذكي أن هَذَا لَا يُغني، وَلَا يشفي.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ درحقیقت ہم شیخ جیلانی کی بات نہیں سمجھتے، بلکہ حنفیت کے حق طور پر ناجی ہونے کے ساتھ آپ کی بات کی حقانیت کو قطعی سمجھتے ہیں۔ (یعنی ہم یہ کہیں گے کہ آپ کا کلام بھی درست ہے اور حنفیت بھی حق پر ہے، گویا کہ اس جواب کے مطابق ہمیں خاموش رہنا چاہیے)۔ لیکن عقلمند پر مخفی نہیں کہ یہ (جواب) کافی و شافی نہیں ہے۔

دوسرا جواب اور اس پر رد:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن غوث الثقلَيْن لما أدخل الْحَنَفِيَّة فِي الْفرق الْغَيْر النَّاجِية لزم من انتسب إلى إرادته وسلسلته أن يخلع ربقة التحنف عَن رقبته، وأنت تعلم مَا فِي الْفساد لَا يتفوه

بِهِ إلا ذُو غباوة وعَناد، فإن مُجَرّد إطلاق المرجئة من الْحَنَفِيَّة من سيد السلسلة القادرية مَعَ مُخَالفَة كتب إمام الْحَنَفِيَّة وزبر الْحَنَفِيَّة لَا يجوز هَذَا الأمر الَّذِي ذكره هَذَا الْمُجيب الْغَيْر الْمُصِيب، كَيفَ؟ فإن مُخَالفَة الْوَاحِد وَلَو كَانَ من أعظم الْمَشَاهِير أهون من مُخَالفَة الجماهير، وأي مضايقة فِي عدم اعْتِدَاد قَول غوث الثقلَيْن فِي هَذَا الْبَاب؛ لكَونه مُخَالفا لجَمِيع أولي الألباب. لَا سِيمَا إذا وجد مِنْهُ بِنَفسِهِ مَا يُعَارضهُ وَيُخَالِفهُ، فإن كل أحْد يُؤْخَذ من قَوْله وَيتْرك إلا الرَّسُول صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَلَيْسَ كل قَول كل مُعْتَمد بِمُسلم، فإن الْعِصْمَة عَن الْخَطَأ مُطلقًا من خَواص الأنبياء، وَلَا تُوجد فِي الصَّحَابَة فضلا عَن الأولياء، وَنَظِيره قَول الشَّيْخ محيي الدّين بن الْعَرَبِيّ فِي "الفصوص" بإيمان فِرْعَوْن اللعين، فإنه لكَونه مُخَالفا للقرآن، وَالسّنة، وأقوال الأئمة، ومخالفا لما صرح هُوَ بِهِ فِي "الفتوحات المكية" لم يقبله جمع من فضلاء الدّين كَمَا بَسطه عَليّ الْقَارِي الْمَكِّيّ فِي رسَالَته "فر العون من مدعي إيمان فِرْعَوْن" وَابْن حجر الْمَكِّيّ فِي كتاب "الزواجر عَن اقتراف الْكَبَائِر" وَغَيرهَا فِي غَيرهَا.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ غوث الثقلین نے جب حنفیہ کو فرقِ غیر ناجیہ میں داخل کیا، تو جو شخص آپ کے حلقۂ ارادت اور

آپ کے سلسلہ کی طرف منسوب ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے گردن سے حنفیت کا طوق نکالے۔

اس میں جو فساد ہے آپ اسے جانتے ہیں، اس کو غبی اور عناد والے شخص کے علاوہ کوئی زبان پر نہیں لاتا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ اور دیگر حنفیہ کی چھوٹی بڑی کتابوں کا اس بات کی مخالفت کے باوجود خالی سلسلہ قادریہ کے سردار کی جانب سے حنفیہ پر مرجئہ کے اطلاق سے یہ امر جائز نہیں ہوتا جو اس غلط جواب دینے والے نے ذکر کیا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ ایک فرد کی مخالفت جماہیر کی مخالفت سے ہلکا ہے اگر چہ وہ ایک فرد بڑے مشہور لوگوں (یعنی بڑے علماء) میں سے ہو؟ اور اس باب میں غوث ثقلین کے قول کو شمار نہ کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟ کیونکہ یہ تمام عقلمندوں کے برخلاف ہے، خاص کر جب (عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ) کی جانب سے بذاتِ خود ایسی چیزیں پائی گئیں جو آپ کے اس قول کی معارض اور مخالف بنتی ہیں۔ کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات لی بھی جاتی ہے اور ترک بھی کردی جاتی ہے، اور ہر معتمد شخص کا ہر قول بھی مسلم نہیں، کیونکہ مطلقاً خطاء سے معصوم ہونا انبیاء کے خواص میں سے ہے، اور یہ عصمت صحابہ میں نہیں پائی جاتی چہ جائیکہ اولیاء میں۔

اس بات کی نظیر "الفصوص" میں شیخ محی الدین ابن العربی کا فرعون ملعون کے ایمان کے متعلق قول بھی ہے، کیونکہ یہ قرآن، سنت اور ائمہ کے اقوال کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اس کا بھی مخالف ہے جو انہوں نے "الفتوحات المکیہ" میں اس کی تصریح کی، اسے علماء دین کی ایک وافر مقدار نے قبول نہیں کیا، جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "فر العون من مدعی ایمان فرعون" اور ابن حجر المکی نے "الزواجر عن اقتراف الکبائر" نامی کتاب میں تفصیل سے بیان کیا، اور ان دو کے علاوہ لوگوں نے بھی ذکر کیا۔

تیسرا جواب اور اس پر رد:

وَمِنهُم من قَالَ: إن الشَّيْخ لم يذكر ذَلِك من عِنْد نَفسه بل نَقله عَن غَيره، والناقل لَيْسَ عَلَيْهِ إلا تَصْحِيح النَّقْل، وإنما الْعهْدَة على من مِنْهُ النَّقْل. وَفِيه سخافة ظَاهِرَة عِنْد أهل الْفضل، فإن الْعَالم المتبحر، والصُّوفِي المتبصر لَا يعْذر فِي نقل مثل هَذَا الْبَاطِل، بل لَا يحل نَقله إلا للرَّدّ عَلَيْهِ، والقدح فِيهِ على الْوَجْه الكافل، وإن شِئْت تَفْصِيل هَذَا فَارْجِع إلى رسالتي "تذكرة الراشد برد تبصرة النَّاقِد".

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ درحقیقت اس کو شیخ نے اپنی طرف سے ذکر نہیں کیا، بلکہ دوسرے بندے سے نقل کیا، ناقل پر تو درست طور پر نقل کرنا ہی لازم ہے اور ذمہ داری تو اس شخص پر ہے جس سے نقل کیا جاتا ہے۔

اس میں بھی اہل الفضل کے ہاں واضح ضعف ہے، کیونکہ تبحر عالم اور بصیرت والا صوفی اس جیسے باطل کے نقل میں معذور نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے مکمل طور پر اس پر ردو قدح کرنے کے سواء اس کا نقل کرنا بھی جائز نہیں، (یعنی امام صاحب پر لگائے گئے اس الزام کو رد کرنے کے لیے ایسی عبارت تو نقل کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ اغراض کے لیے نقل کرنا بھی جائز نہیں، تو کیسے یہ کہا جائے گا کہ یہ تو شیخ نے کسی دوسرے سے صرف نقل کیا ہے، اپنی طرف سے خود ذکر نہیں کیا؟)۔ اگر آپ اس کی مزید تفصیل چاہتے ہیں تو میرے رسالہ "تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد" کی طرف رجوع کیجیے۔

چوتھا جواب اوراس پر رد:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن "الغنية" لَيست من تصانيف الشَّيْخ محيي الدّين، فَلَا قدح عَلَيْهِ فِي ذَلِك عِنْد عُلَمَاء الدّين، وَيشْهد لَهُ قَول الشَّيْخ عبد الْحق الدهلولي فِي عنوان تَرْجَمَة الغنية بالفرسية: "هركز ثابت نشده كه اينَ از تصنيف انجناب است اكرجه انتساب آن بنحضرت شهرت دارد وَنظر برين كه شايددران حرف از انجناب بود تَرْجَمَة كردم جنانحة علامه مير حُسَيْن ميبذي در ديباجه ديوَان كه نزد عوام مَنْسُوب بحضرة امير الْمُؤمنِينَ عَليّ رَضِي الله عَنهُ سِتّ يرهمين اسلوب معذرت كرده". انْتهى. وَحَاصِله أنه لم يثبت أن "الغنية" من تصانيفه، وإن اشْتهر انتسابها إليه وَغير خَفِي على كل نقي مَا فِي هَذَا الْجَواب من التبات. أما أولا: فَلِأَن نسبتها إليه مَذْكُورَة فِي كتب ابْن حجر وَغَيره من الأكابر، فإنكار كَونهَا من تصانيفه غير مَقْبُول عِنْد الأواخر. وأما ثَانِيًا: فلأن من طالع "الغنية" من أولها إلى آخرها حرفا حرفا علم كَونهَا من تصانيفه قطعا. وأما ثَالِثا: فلأنه على تَقْدِير تَسْلِيم أنه لَيْسَ من تصانيفه بل من تصانيف غَيره لَا يشك من يطالعها أن مؤلفها فَاضل رباني، وكامل حقاني، وإن كَانَ غير الشَّيْخ الجيلاني، فلزوم كَون الْحَنَفِيَّة مرجئة بتصريح من هُوَ من الطَّائِفَة المتقنة بَاقٍ إلى الآن كَمَا كَانَ، وإن اندفع

الطعْن عَن الشَّيْخ الجيلاني قطب الزَّمَان.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ ''غنیۃ'' شیخ محیی الدین کی تصانیف میں سے نہیں ہے، لہٰذا علماء دین کے نزدیک ان پر کوئی قدح نہیں، ان کی اس بات پر ''غنیۃ'' کے عنوان کے تحت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کا فارسی میں یہ قول شاہد ہے کہ:

ھرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آنجناب است اگرچہ انتساب آن بآنحضرت شھرت دارد ونظر برین کہ شاید دران حرف آز آنجناب بود ترجمہ کردم جنانچہ علامہ میر حسین میبذی در دیباجہ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ست برھمین اسلوب معذرت کردہ۔ انتھی۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بات ثابت نہیں کہ ''غنیۃ'' (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ) کی تصانیف میں سے ہے، اگرچہ اس کا آپ کی طرف انتساب مشہور ہو چکا ہے۔

اس جواب میں جو کمزوری ہے وہ ہر نقی (پاکیزہ) پر مخفی نہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس کتاب کی نسبت (شیخ) کی طرف اکابر میں سے ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کی کتابوں میں مذکور ہے، لہٰذا آواخر کے ہاں اس کتاب کا آپ کی تصانیف میں سے ہونے کا انکار کرنا غیر مقبول ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس نے بھی ''غنیۃ'' کو شروع سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا، وہ جان لے گا کہ یہ قطعی طور پر آپ کی تصانیف میں سے ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ یہ آپ کی تصانیف میں سے نہیں ہے، بلکہ کسی دوسرے کی تصنیف ہے، پھر بھی اس کا مطالعہ کرنے والا اس میں

شک نہیں کرے گا کہ اس کا مؤلف ایک فاضل ربانی، کامل حقانی ہے، اگرچہ وہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ہو۔ تب بھی اس شخص کی تصریح کی وجہ سے جو طائفہ متقنہ میں سے ہو اس بات کا لزوم کہ حنفیہ مرجئہ ہے، ابھی تک باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ قطب الزمان شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے طعن مندفع ہوا۔

پانچواں جواب اور اس پر رد:

وَمِنهُم من قَالَ: إن هَذِه الْعبارَة الَّتِي فِيهَا ذكر الْحَنَفِيَّة من المرجئة لَيست من الشَّيْخ عبد الْقَادِر، وإنما أدرجها أحْد مِمَّن لَهُ بغض وتعصب ظَاهر.

وَهَذَا مِمَّا اخْتَارَهُ عبد الغني النابلسي فِي كِتَابه "الرَّد المتين على منتقص الْعَارِف محيي الدّين" حَيْثُ قَالَ: الأولى فِي الْجَواب أن يُقَال: تِلْكَ الْعبارَة مدسوسة مكذوبة على الشَّيْخ، وَيَنْبَغِي أن يحفظ هَذَا الأصل فِي جَمِيع مَا وجد فِي كتب الْعلمَاء الصَّالِحين من بعض الْعبارَات الْفَاسِد مَعْنَاهَا الْقَبِيح مرداها، كَمَا قَالَ الْقَاضِي أَبُو بكر الباقلاني فِي كِتَابه "الإِنْتِصَار" مَا مَعْنَاهُ: إن وجود مَسْأَلَة فِي كتاب أَوْ فِي ألف كتاب منسوبة إلى إمام لَا يدل على إنه قَالَهَا، حَتَّى ينْقل ذَلِك نقلا متواترا يَسْتَوِي فِيهِ الطرفان، والواسطة، وَهَذَا عَزِيز الْوُجُود، وَكَذَا قَالَ الْفَاضِل السيالكوتي فِي تَرْجَمَة الغنية "بدانكه ذكر حنيفَة در فرق مرجئة وكفتن كه ايمان نزدشان معرفت است واقرار خلاف مَذْهَب اين طَائِفَة

است كه در كتب مقررست وشايداين رابعض مبتدعان داخل كرده اند در كَلَام شيخ". انْتهى. وأيده بَعضهم بَأن إدراج جملَة أَوْ كَلَام فِي كَلَام العلماء من بعض الجهلاء غير بعيد عِنْد الْعَالمين بل هُوَ وَاقع فِي كَلَام الأولين والآخرين. قَالَ الشعراني فِي "اليواقيت والجواهر" فِي بَيَان عقائد الأكابر: قد دس الزَّنَادِقَة تَحت وسَادَة الإمام أحْمَد بن حَنْبَل عقائد زائفة، وَلَوْلَا أن أصحابه يعلمُونَ مِنْهُ صِحَة الِاعْتِقَاد لافتتنوا بما وجدوا. وَكَذَلِكَ دسوا على شيخ الاسلام مجد الدّين الفيروز أبادي صَاحب "الْقَامُوس" كتابا فِي الرَّد على أبي حنيفَة، وتكفيره، ودفعوه إلى ابْن الْخياط اليمني، فأرسل يلوم الشَّيْخ مجد الدّين على ذَلِك، فَكتب إليه إن كَانَ هَذَا الْكتاب بكفك فاحرقه، فإنه افتراء من الأعداء، وأنا من أعظم المعتقدين فِي الإمام أبي حنيفَة، وَذكرت مناقبه فِي مُجَلد. وَكَذَلِكَ دسوا على الإمام الْغَزالِيّ فِي "الاحياء" عدَّة مسَائِل، وظفر القَاضِي عِيَاض بنسخة من تِلْكَ النّسخ، فامر بإحراقها. وَكَذَلِكَ دسوا على الشَّيْخ مُحي الدّين عدَّة مسَائِل فِي "الفتوحات"، وقفت عَلَيْهَا، وتوقفت، فَذكرت ذَلِك للشَّيْخ أبي الطَّاهِر المغربي نزيل مَكَّة المشرفة، فأخرج لي نُسْخَة من "الفتوحات" الَّتِي قابلها على نُسْخَة الشَّيْخ الَّتِي بِخَطِّهِ فِي مَدِينَة قونية، فَلم أرى فِيهَا شيئا مِمَّا كنت توقفت فِيهِ،

وحذفته حين اختصرت "الفتوحات". وَكَذَلِكَ دسوا عَلَيَّ لنا
فِي كتابي الْمُسَمّى بـ"البحر المورود" جملَة من العقائد الزائغة،
واشاعوها فِي مصر، وَمَكَّة ثَلَاث سِنِين، وأنا برِئ مِنْهَا. انْتهى.
وَلَا يذهب على أهل الفطانة مَا فِي هَذَا الْجَواب من السخافة،
فإن مُجَرّد احْتِمَال كَون تِلْكَ الْعبارَة مدسوسة لَا يَكْفِي لدفع
الخدشة إلا إذا تأيد ذَلِك بِوُجُود نسخ "الغنية" الصَّحِيحَة
خَالِيَة عَن هَذِه البلية، وإذ لَيْسَ فَلَيْسَ.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ جس عبارت میں حنفیہ کا مرجئہ میں سے ہونے کا ذکر ہے، وہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی (عبارت) نہیں ہے، بلکہ یہ کسی ایسے شخص نے اس میں درج کر دیا ہے جسے واضح بغض وتعصب ہے۔

یہ وہی ہے جسے عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الرد المتین علی منتقص العارف محیی الدین'' میں اختیار کیا، جہاں انہوں نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ جواب میں یہ کہا جائے کہ یہ عبارت شیخ پر جھوٹ باندھ کر سازش کی گئی ہے، اور تمام علماء صالحین کی کتابوں میں پائی جانی والی معنیً فاسد اور مراداً قبیح عبارات میں یہ اصل محفوظ کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ قاضی ابوبکر باقلانی نے اپنی کتاب ''الانتصار'' میں فرمایا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی امام کی طرف منسوب کسی مسئلے کا کسی ایک یا ہزار کتابوں میں پایا جانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ اسی نے کہا ہے یہاں تک کہ یہ متواتر طور پر نقل کیا جائے،

جس میں دونوں طرف اور واسطہ برابر ہو، لیکن یہ بہت کم پایا جاتا ہے۔

اسی طرح فاضل سیالکوٹی نے بھی ''غنیۃ'' کے ترجمہ میں فرمایا کہ بدانکہ: ذکر حنیفیہ درزق مرجئۃ وگفتن کہ ایمان نزد شان معرفت است واقرار خلاف مذہب این طائفہ است کہ در کتب مقرر ست وشاید این را بعض مبتدعان داخل کردہ اند در کلام شیخ۔ انتھی۔

اور بعض نے اس بات کی تائید اس سے بھی کی، کہ بعض جہلاء کی جانب سے علماء کے کلام میں کسی جملے یا کلام کا اندراج جاننے والے (علماء) کے نزدیک بعید نہیں ہے، بلکہ یہ (ادراج) اولین اور آخرین کے کلام میں واقع ہو چکا ہے۔ علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے ''الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر'' میں فرمایا کہ زنادقہ نے امام احمد بن حنبل کے تکیہ (سرہانے) کے نیچے غلط عقائد چھپائے تھے، اگر آپ کے شاگران کی اعتقاد کی صحت نہ جانتے، تو وہ اس چیز سے فتنے میں پڑ جاتے جو انہوں نے (امام احمد بن حنبل کے تکیہ کے نیچے) پائی۔

اسی طرح زنادقہ نے ''القاموس'' کے مصنف شیخ الاسلام مجد الدین فیروز آبادی کے خلاف بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رد اور آپ کی تکفیر میں ایک کتاب کے ذریعے سازش کی، اور وہ کتاب ابن الخیاط الیمنی کو دیدی، تو اس نے شیخ مجد الدین پر اس کی وجہ سے ملامت کرتے ہوئے خط بھیجا، تو (فروز آبادی) نے ان کو خط لکھا کہ اگر آپ کے ہاتھ میں یہ کتاب ہے تو اسے جلا دو، کیونکہ یہ دشمنوں کی طرف سے افتراء ہے۔ میں امام ابوحنیفہ کے سب سے بڑے معتقدین میں سے ہوں اور آپ کے مناقب کو ایک جلد میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح زنادقہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کے خلاف بھی ''الاحیاء'' میں کئی مسائل کے ذریعے سے سازش کی، ان نسخوں میں سے ایک نسخہ کو قاضی عیاض نے بڑی کوشش سے حاصل کیا تو اس کے جلانے کا حکم دیا۔

اسی طرح شیخ محی الدین کے خلاف ''الفتوحات'' میں بھی کئی مسائل کے ذریعے سے سازش کی، میں ان (مسائل) سے واقف ہوا، اور اسے روکا، میں نے مکہ مکرمہ میں رہنے والے شیخ ابوطاہر المغربی سے اس کا تذکرہ کیا، تو میرے لیے ''فتوحات'' کا ایک ایسا نسخہ نکالا جس کا تقابل انہوں نے اس نسخے سے کیا تھا جو ''قونیہ'' شہر میں شیخ کے ہاتھ لکھا ہوا ہے، تو میں نے اس میں ان چیزوں میں سے کچھ نہیں دیکھا جس سے مجھے شک ہو چکا تھا، جب میں نے ''الفتوحات'' کو مختصر کیا تو اسے حذف کر دیا۔

اسی طرح میرے خلاف بھی میری ''البحر المورود'' نامی کتاب میں کچھ غلط (گمراہ کن) عقائد کے ذریعے سے سازش کی، اور انہیں مصر و مکہ میں تین سال تک شائع کیا! جن سے میں بری ء ہوں۔

جو اس جواب میں کمزوری اور نامعقولیت ہے، عقل والے اسے بھول نہیں سکتے، کیونکہ عبارت کے سازش ہونے کا صرف احتمال خدشے کے دفع کرنے کے لیے کافی نہیں، سوائے اس کے کہ ''غنیۃ'' کے اس مصیبت سے خالی صحیح نسخے پائے جائیں، لیکن وہ تو ہے نہیں، تو یہ خدشہ بھی دفع نہیں ہو سکتا۔

چھٹا جواب اور اس پر رد:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن أبي حنيفَة كنية لغير إمامنا أيضا، فمراد الشَّيْخ من أبي حنيفَة الَّذِي جعل اتبَاعه مرجئة غَيره. وَفِيه ضعف ظَاهر لوُجُوه: الأول: أنه مُجَرّد احْتِمَال، فَلَا يسمع. الثَّانِي: أن ذكر نعْمَان بن ثَابت بعد ذكر أبي حنيفَة شَاهد عدل على أن المُرَاد من هُوَ مَعْدُود من الأئمة الأربعة. الثَّالِث: أن أبا حنيفَة الَّذِي هُوَ غير إمامنا لم يشْتَهر مذْهبه،

وَلَا شاعت طَرِيقَته، وَلَا سمي اتبَاعه حنفية، فَلفظ الْحَنَفِيَّة فِي عبارَة الشَّيْخ آب عَن هَذِه الْقَضِيَّة الحملية.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ ابوحنیفہ ہمارے امام کے علاوہ دوسرے امام کی کنیت بھی ہے، تو شیخ نے جس ابوحنیفہ کے پیروکاروں کو مرجیہ کہا اس ابوحنیفہ سے مراد وہ دوسرا ہے، (جو ہمارا امام نہیں ہے)۔

اس میں بھی کئی وجوہ سے واضح ضعف ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ تو صرف احتمال ہے، جسے نہیں سنا جاتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ کے ذکر کے بعد نعمان بن ثابت کا ذکر اس بات پر شاہد عادل ہے کہ مراد وہی ہے جو ائمہ اربعہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ ابوحنیفہ جو ہمارے امام کے علاوہ ہے اس کا مذہب مشہور نہیں، نہ ان کا راستہ شائع ہوا، نہ اس کے پیروکار حنفیہ کہلائے گئے، تو شیخ کی عبارت میں الحنفیۃ کا لفظ اس قضیہ حملیہ کا انکاری ہے۔

ساتواں جواب اور اس پر رد:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن الإرجاء على قسمَيْنِ، إرجاء الْبِدْعَة، وإرجاء السّنة كَمَا مر تَفْصِيله، وَمر أيضا أن كثيراً من أهل السّنة سماهم مخالفوهم مرجئة، فَكَلَام الشَّيْخ مَحْمُول على الإرجاء السّني لَا على الإرجَاء البدعي، وَهَذَا مِمَّا اخْتَارَهُ عَليّ الْقَارِي. وَفِيه أيضا خدشة وَاضِحَة من حَيْثُ أن الشَّيْخ بصدد بَيَان فرق الضَّلَالَة، وَذكر مِنْهَا المرجئة، ثمَّ مِنْهَا

الْحَنَفِيَّة، فَلَا مَجَال هُنَاكَ لِهَذَا الِاحْتِمَال، وإن كَانَ مُسْتَقِيمًا فِي عِبَارَات غَيره من أهل الإكمال كَمَا مر فِيمَا مر.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ ارجاء دو قسموں پر ہے: ایک ارجاء البدعہ، دوسرا ارجاء السنہ، جیسا کہ اس کی تفصیل گزر گئی، اور یہ بھی گزر گیا کہ بہت سے اہل سنت والوں کو ان کے مخالفین نے مرجئہ کا نام دیا۔ تو شیخ کا کلام بھی ارجاء سنی پر محمول ہے نہ کہ ارجاء بدعی پر، اسی کو ملا علی قاری نے اختیار کیا۔

اس میں بھی واضح خدشہ ہے، اس حیثیت سے کہ شیخ گمراہ فرقوں کے بیان کے درپے ہیں، ان میں سے مرجئہ کا ذکر کیا، پھر اس (مرجئہ) میں سے حنفیہ کا ذکر کیا، لہٰذا یہاں پر اس احتمال کی کوئی جگہ نہیں، اگرچہ اس کے علاوہ اہل کمال کی عبارات میں درست ہے، جیسا کہ گزر گیا۔

آٹھواں جواب اور اس پر رد:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن مُرَاد الشَّيْخ من الْحَنَفِيَّة فرقة مِنْهُم، وهم المرجئة. وتوضيحه: أن الْحَنَفِيَّة عبارَة عَن فرقة تقلد الإمام أبا حنيفَة فِي الْمَسَائِل الفرعية، وتسلك مسلكه فِي الأعمال الشَّرْعِيَّة سَوَاء وافقته فِي أصول العقائد أم خالفته، فإن وافقته يُقَال لَهُ: الْحَنَفِيَّة الْكَامِلَة، وإن لَو توافقه يُقَال لَهَا: الْحَنَفِيَّة مَعَ قيد يُوضح مسلكه فِي العقائد الكلامية، فكم من حَنَفِيّ حَنَفِيّ فِي الْفُرُوع معتزلي عقيدة كالزمخشري جَار الله مؤلف

"الْكَشَّاف"، وَغَيره، وكمؤلف "الْقنية" وَ"الْحَاوِي" و"المجتبي" شرح "مُخْتَصر الْقَدُورِي" نجم الدين الزَّاهدِيّ، وَقد ترجمتهما فِي "الْفَوَائِد البهية فِي تراجم الْحَنَفِيَّة" وكـ عبد الجبار، وأبي هَاشم، والجبائي، وَغَيرهم، وَكم من حَنَفِيّ حَنَفِيّ فرعا مرجئ، أَوْ زيدي أصلا. وَبِالْجُمْلَةِ: فالحنفية لَهَا فروع بِاعْتِبَار اخْتِلَاف العقيدة، فَمنهمْ الشِّيعَة، وَمِنْهُم الْمُعْتَزلَة، وَمِنْهُم المرجئة، فَالْمُرَاد بالحنفية هَاهُنَا هم الْحَنَفِيَّة المرجئة الَّذين يتبعُون أَبَا حنيفَة فِي الْفُرُوع، ويخالفونه فِي العقيدة بل يوافقون فِيهَا المرجئة الْخَالِصَة. وَهَذَا الْجَواب وإن كَانَ أحسن من الأجوبة السَّابِقَة لَكِن لَا يَخْلُو عَن سخافة قادحة، وَذَلِكَ لِأَن عبارَة "الغنية" تحكم بِأَن المرجئة أصل، وَمن فروعه الْحَنَفِيَّة، وَمُقْتَضى الْجَواب أن الْحَنَفِيَّة أصل، وَمن فروعه المرجئة.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ "حنفیہ" سے شیخ کی مراد ان (احناف) میں سے ایک فرقہ مراد ہے، اور وہ مرجیہ ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ حنفیہ ایک فرقہ ہے جو امام ابوحنیفہ کی مسائل فرعیہ میں تقلید کرتا ہے، اور اعمالِ شرعیہ میں ان کے مسلک پر چلتا ہے، چاہے اصولِ عقائد میں (امام صاحب) کے موافق ہو یا مخالف، اگر (اصولِ عقائد میں بھی) موافق ہو تو اسے الحنفیہ الکاملہ کہتے ہیں، اگر موافق نہ ہو تو اسے الحنفیہ کہتے ہیں، ایک ایسی قید کے ساتھ مقید جو اس کے مسلک کو مسائل کلامیہ میں واضح کر دیتا ہے، کتنے ہی حنفی ایسے

ہیں جوفروع میں حنفی ہیں لیکن عقیدہ کے اعتبار سے معتزلی ہیں، جیسے ''الکشاف'' کے مؤلف الزمخشری جاراللہ وغیرہ، جیسے ''الحاوی'' اور ''مختصر القدوری'' کی شرح ''المجتبی'' کے مؤلف نجم الدین الزاہدی۔ ہم نے ان دونوں کے حالات ''الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ'' میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور اسی طرح عبدالجبار، ابوہاشم اور جبائی وغیرہ۔ اور کتنے ہی حنفی ہیں جوفروع میں حنفی ہیں اور اصل کے اعتبار سے مرجئی یا زیدی ہیں۔

بہرحال حنفیہ کے عقیدے کے اختلاف کے اعتبار سے کئی شاخیں ہیں، بعض ان میں سے شیعہ ہیں، بعض معتزلی جبکہ بعض مرجئہ ہیں۔ تو یہاں پر حنفیہ سے مراد حنفیہ مرجئہ ہے، جوفروع میں امام ابوحنیفہ کی پیروی کرتے ہیں اور عقیدہ میں آپ کی مخالفت کرتے ہیں، بلکہ اس (عقیدہ) میں مرجئہ خالصہ کی موافقت کرتے ہیں۔

یہ جواب اگرچہ سابقہ جوابات سے اچھا ہے، لیکن پھر بھی عیب وکمزوری سے خالی نہیں، یہ اس وجہ سے کہ ''غنیۃ'' کی عبارت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مرجئہ اصل ہے اور اس کے فروع میں سے حنفیہ ہے، جبکہ جواب کا مقتضی یہ ہے کہ حنفیہ اصل ہے اور اس کے فروع میں سے مرجئہ ہے۔

نواں جواب اور اس پر رد:

وَمِنهُم من ذكر: أن لفظ الْحَنَفِيَّة عِنْد ذكر فروع المرجئة وَقع تصحيفاً سَهوا، أَوْ عمدا من كتاب "الغنية" مَوضِع الغسانية، فإن أصحاب المقالات ذكرُوا الغسانية من فروع المرجئة، وَلم يذكرُوا الْحَنَفِيَّة، و"الغنية" خَالِيَة من ذكر الغسانية. وَفِيه أيضا سخافة ظَاهِرَة، فإن مُجَرّد احْتِمَال التَّصْحِيف من الْكَاتِب من غير حجَّة غير مسموع عِنْد أرباب النصوح مَعَ

أن تفسير الْحَنَفِيَّة الْوَاقِع فِي "الغنية" يَأْبَى عَن هَذَا الِاحْتِمَال إلا أن يلْتَزِم أن ذَلِك أيضا تَصْحِيف وَقع من الْكَاتِب النقال، وَهُوَ احْتِمَال على احْتِمَال، فَلَا يصغي إليه رب الْكَمَال.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ حنفیہ کا لفظ مرجئہ کے فروع کے ذکر کے وقت ''غنیۃ'' کے لکھنے والوں کی طرف غسانیہ کی جگہ سہواً یا عمداً بطور تصحیف کے واقع ہوا، کیونکہ اصحابِ مقالات نے غسانیہ کو مرجئہ کے فروع میں سے ذکر کیا، اور حنفیہ کو ذکر نہیں کیا، جبکہ ''غنیۃ'' غسانیہ کے ذکر سے خالی ہے۔ (اصحابِ مقالات یعنی متکلمین نے غسانیہ کا ذکر کیا ہے اور حنفیہ کو چھوڑا ہے جبکہ صاحب غنیۃ نے حنفیہ کا ذکر کیا ہے اور غسانیہ کو چھوڑا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل میں غسانیہ ہے، جس کی جگہ یہاں پر غلطی سے یا قصداً حنفیہ لکھا گیا)۔

اس میں بھی واضح کمزوری ہے، کیونکہ کاتب کی جانب سے تصحیف کا صرف احتمال بغیر حجت (یعنی دلیل) کے خیر خواہی کرنے والوں کے ہاں نہیں سنا جاتا، باوجود اس کے کہ ''غنیۃ'' میں واقع حنفیہ کی تفسیر (یعنی وضاحت) اس احتمال کا انکار کرتی ہے، الا یہ کہ اس بات کا التزام کیا جائے کہ یہ بھی ایک تصحیف ہے جو کہ نقل کرنے والے کاتبین کی جانب سے واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ تو احتمال کے اوپر احتمال ہے، کمال والا بندہ اس کی طرف کان نہیں لگاتا۔

دسواں جواب اور اس کی تائید:

وَمِنْهُم من قَالَ: إن الْمُرَاد هَاهُنَا بالحنفية الْحَنَفِيَّة الْقَائِلُونَ

بَأن الإيمان هُوَ الْمعرفَة بِاللهِ وَحده، وَنَحْو ذَلِك من خرافات المرجئة الْخَالِصَة. وتوضيحه على مَا فِي "الرسَالَة الفخرية": أن النِّسْبَة بَين أهل السّنة سَوَاء كَانَ حنفيا أَوْ شافعيا أَوْ حنبليا أَوْ مالكيا وَبَين المرجئة الضَّالة نِسْبَة التباين الْكُلِّي، وَالنِّسْبَة بَين الْحَنَفِيَّة بِمَعْنى المتابعين لَهُ أصلا وفرعا، وَبَين أهل السّنة عُمُوم وخصوص مُطلقًا، فَكل حَنَفِيّ من أهل السّنة، وَلَيْسَ أن كل أهل السّنة حَنَفِيّ، وَالنِّسْبَة بَين الْحَنَفِيَّة بِمَعْنى مقلديه فِي الْفُرُوع فَقَط، وَهَذَا الْمَعْنى أعم من الأول، وَبَين أهل السّنة عُمُوم وخصوص من وَجه، فمادة الِافْتِرَاق من يكون حنفيا، وَلَا يكون من أهل السّنة كالمرجئة الْحَنَفِيَّة، والمعتزلة الْحَنَفِيَّة، وَمن يكون من أهل السّنة، وَيكون شافعيا مثلا، ومادة الِاجْتِمَاع من يكون مُوَافقا لأبي حنيفَة فِي الْفُرُوع والعقيدة.

ترجمہ:

ان (علماء) میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ حنفیہ سے مراد یہاں پر وہ حنفیہ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان اکیلا معرفت باللہ ہے، اوراس طرح کی باتیں مرجئہ خالصہ کی خرافات میں سے ہیں۔

اس جواب کی توضیح "الرسالۃ الفخریہ" میں اس طرح ہے کہ اہل سنت (چاہے حنفی ہو، یا شافعی ہو، یا حنبلی ہو، یا مالکی ہو)، اور گمراہ مرجئہ کے درمیان نسبت تبائن کلی کی ہے، اور اصلاً وفرعاً حنفیوں اور اہل سنت کے درمیان نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے،

لہٰذا ہر حنفی اہل سنت میں سے ہے لیکن ہر اہل سنت حنفی نہیں ہے۔ صرف فروع میں امام ابوحنیفہ کے مقلد حنفیوں (یہ معنی پہلے معنی سے اعم ہے) اور اہل سنت کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجہٍ کی ہے، پہلا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو حنفی تو ہو لیکن اہل سنت میں سے نہ ہو جیسے مرجئہ حنفیہ اور معتزلہ حنفیہ۔ دوسرا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو اہل سنت میں سے ہو اور مثال کے طور پر شافعی ہو (یعنی حنفی نہ ہو)۔ اور مادۃ الاجتماع یہ ہے کہ جو امام ابوحنیفہ کا فروع میں بھی موافق ہو اور عقیدہ میں بھی۔

توضیح وتشریح:

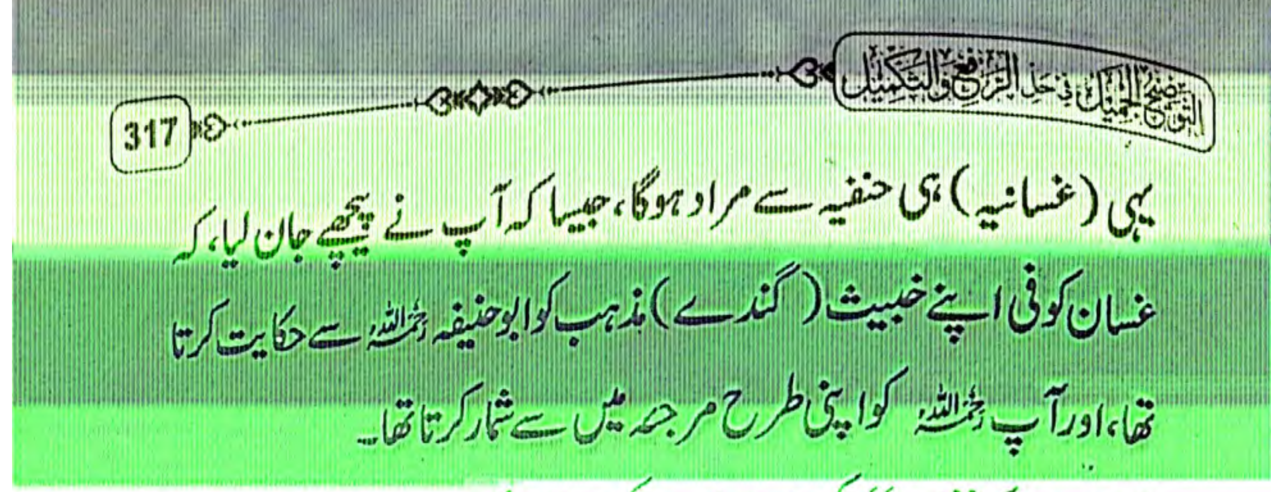
(یعنی یہاں پر تین نسبتیں بن گئیں، پہلی نسبت تبائن کی، جو اہل سنت کے چاروں مسالک اور مرجئہ ضالہ کے درمیان ہے، یعنی جو اہل سنت ہے وہ مرجئہ ضالہ نہیں ہوسکتا، اور جو مرجئہ ضالہ ہے وہ اہل سنت نہیں ہوسکتا۔ دوسری نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے، جو کہ اصلاً وفرعاً حنفی اور اہل سنت کے درمیان ہے، یعنی جو حنفی ہے وہ اہل سنت میں سے تو ہے، لیکن جو اہل سنت میں سے ہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بھی حنفی میں سے ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے وہ شافعی اہل سنت ہو یا مالکی یا حنبلی اہل سنت ہو۔ تیسری نسبت عموم وخصوص من وجہٍ کی ہے، جو کہ صرف فرعاً حنفی اور اہل سنت کے درمیان ہے، اس نسبت میں تین مادے ہوں گے، دو مادے افتراقی اور ایک مادہ اجتماعی، پہلا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو حنفی تو ہو لیکن اہل سنت میں سے نہ ہو، جیسے مرجئہ حنفیہ اور معتزلہ حنفیہ، کیونکہ یہ فرعاً حنفی ہوتے ہیں لیکن اصلاً نہیں ہوتے، اس لیے حنفی تو کہلائے جائیں گے لیکن اہل سنت نہیں۔ دوسرا مادہ افتراقی جو اہل سنت میں سے ہو لیکن حنفی نہ ہو، جیسے شافعی المسلک ہونا، کیونکہ شافعی ہونا اہل سنت تو ہے لیکن حنفی نہیں۔ تیسرا مادہ اجتماعی جو فرعاً اور اصلاً حنفی ہو، تو یہ حنفی بھی ہے اور اہل سنت میں سے بھی ہے)۔

خلاصہ بحث:

إذا عرفت هَذَا فَنَقُول: مفَاد عبارَة "الغنية" أن الْحَنَفِيَّة الَّذين هم فرع من فروع المرجئة الضَّالة أصحاب أبي حنيفَة الَّذين يَقُولُونَ: إن الإيمان هُوَ الْمعرفَة والإقرار بِاللهِ وَرَسُوله، وَهَذَا لَا ينطبق إلا على الغسانية، فَيكون هُوَ المُرَاد من الْحَنَفِيَّة لما عرفت سَابِقًا أن غَسَّان الْكُوفِي كَانَ يَحْكِي مذْهبه الْخَبيث عَن أبي حنيفَة، ويعده كنفسه من المرجئة. فَظهر أن الطعْن على الْحَنَفِيَّة أَوْ أبي حنيفَة باستناد عبارَة "الغنية" لَا يصدر إلا من ذَوي غباوة ظَاهِرَة، وعصبية وافرة، وهم نظراء من قَالَ الله بحقهم تسجيلا لغاية الشقاوة: {ختم الله على قُلُوبهم وعَلى سمعهم وعَلى أَبْصَارهم غشاوة}، فَلَا عِبْرَة بطعنهم وقدحهم، فالطاعن على أبي حنيفَة بِمثل هَذَا مَرْدُود، واللاعن على أصحابه مطرود، فاحفظ هَذَا التَّفْصِيل، فإنه من خَواص هَذَا السّفر الْجَلِيل، وَالْكَلَام وإن أفضى إلى التَّطْوِيل لكنه لم يخل عَن تَحْصِيل.

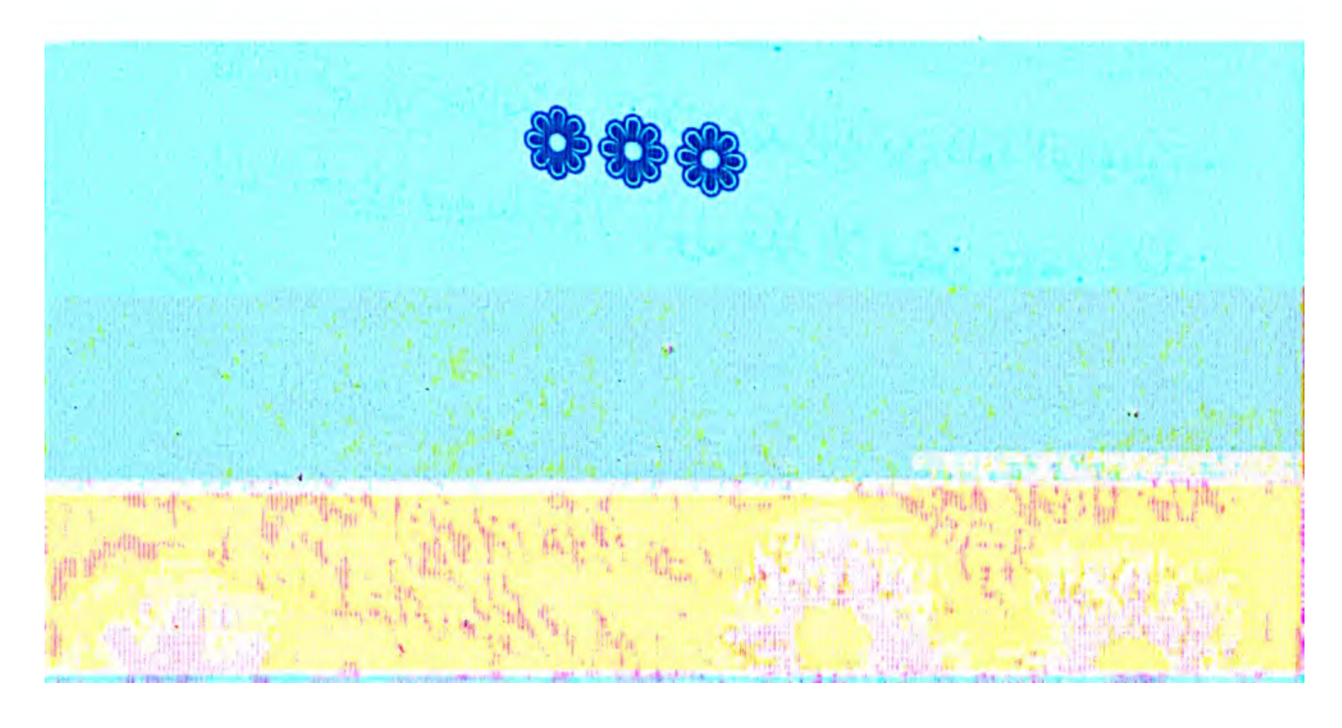
ترجمہ:

جب آپ نے یہ جان لیا، تو ہم کہتے ہیں کہ "الغنیہ" کی عبارت کا مفاد (ومقصد) یہ ہے کہ وہ حنفیہ جوکہ مرجئہ ضالہ کے فروع میں سے ایک فرع ہے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وہ ساتھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان معرفت اور اقرار باللہ ورسول ہے، اور یہ غسانیہ کے علاوہ کسی پر منطبق نہیں ہوتا، تو



یہی (غسانیہ) ہی حنفیہ سے مراد ہوگا، جیسا کہ آپ نے پیچھے جان لیا، کہ غسان کوفی اپنے خبیث (گندے) مذہب کو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت کرتا تھا، اور آپ رحمہ اللہ کو اپنی طرح مرجئہ میں سے شمار کرتا تھا۔

تو ظاہر ہوا کہ "غنیۃ" کی اس عبارت کی اس استناد کے ذریعے حنفیہ یا ابوحنیفہ پر طعن کرنا واضح غباوت اور وافر عصبیت والے کے علاوہ سے صادر نہیں ہوتی، اور وہ ان لوگوں کی نظیر ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے غایت درجے کی شقاوت لکھتے ہوئے فرمایا کہ ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾ لہٰذا ان کے طعن اور قدح کا کوئی اعتبار نہیں، اور اس جیسی (عبارات) کے ذریعے سے ابوحنیفہ پر طعن کرنے والا مردود ہے، اور آپ کے شاگردوں پر لعن کرنے والا دھتکارا ہوا ہے، اس تفصیل کو یاد کرو، کیونکہ یہ اس عظیم کتابچے کے خواص میں سے ہے، اور کلام اگرچہ طویل ہوگیا، لیکن (نئی چیز کی) تحصیل سے خالی نہ ہوا۔



إيقاظ فِي بَيَان مُرَاد البُخَارِيّ من قَوْله فِي الرَّاوِي: فِيهِ نظر أَوْ سكتوا عَنهُ

ایقاظ 23، امام بخاری رحمہ اللہ کا راوی کے متعلق ''فیہ نظر'' یا ''سکتوا عنہ'' کہنے کے مراد میں

عبارت:

قول البُخَارِيّ فِي حق أحد من الروَاة: ''فِيهِ نظر'' يدل على أنه مُتَّهم عِنْده، وَلَا كَذَلِك عِنْد غَيره.

ترجمہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کا روات میں سے کسی ایک راوی کے بارے میں ''فیہ نظر'' کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک متہم ہے، آپ کے علاوہ کے ہاں ایسا نہیں۔

مذکورہ بالا مسئلے پر پہلا استشہاد:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "مِيزَانه" فِي تَرْجَمَة عبد الله بن دَاوُد الوَاسِطِيّ: قَالَ البُخَارِيّ: فِيهِ نظر، وَلَا يَقُول هَذَا إلا فِيمَن يتهمه غَالِبا.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ''میزان'' میں عبد اللہ بن داود الواسطی کے حالات میں فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''فیہ نظر''، اور (امام بخاری) یہ بات نہیں کہتے مگر اس شخص کے متعلق جو غالب طور پر متہم ہو۔

دوسرا استشہاد:

وَقَالَ أيضا فِي تَرْجَمَة البُخَارِيّ فِي كِتَابه "سير النبلاء": قَالَ بكر بن مُنِير: سَمِعت أبا عبد الله البُخَارِيّ يَقُول: أرجو أن ألقى الله، وَلَا يحاسبني أني اغتبت أحدا.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں امام بخاری کے حالات میں یہ بھی فرمایا کہ بکر بن منیر نے فرمایا کہ میں نے ابوعبد اللہ البخاری رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے امید ہے کہ میں اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کروں (یعنی مجھے ایسی حالت میں موت آجائے گی) کہ کسی کی غیبت کرنے کی وجہ سے میرا محاسبہ نہیں کرے گا۔

مصنف رحمہ اللہ کا تبصرہ:

قلت: صدق رَحمَه الله، وَمن نظر فِي كَلَامه فِي الْجرْح وَالتَّعْدِيل علم ورعه فِي الْكَلَام فِي النَّاس، وإنصافه فِيمَا يُضعفهُ، فإنه أكثر مَا يَقُول: مُنكر الحَدِيث، سكتوا عَنهُ، فِيهِ نظر، وَنَحْو هَذَا، وَقل أن يَقُول: فلَان كَذَّاب، أَوْ كَانَ يضع الحَدِيث حَتَّى إنه قَالَ: إذا قلت: فلَان فِي حَدِيثه نظر، فَهُوَ مُتَّهم واه، وَهَذَا معنى قَوْله: لَا يحاسبني الله أني اغتبت أحدا، وَهَذَا هو وَالله غَايَة الْوَرع. وَقَالَ الْعِرَاقِيّ فِي "شرح الفيته": فلَان فِيهِ نظر، وَفُلَان سكتوا عَنهُ هَاتَانِ العبارتان يقولهما البُخَارِيّ فِيمَن تركُوا حَدِيثه.

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ اللہ ان پر رحم فرمائے انہوں نے سچ کہا، جس نے بھی جرح وتعدیل میں آپ کے کلام پر غور کیا، تو وہ لوگوں پر کلام کرنے کے متعلق آپ کی ورع جان لے گا اور جس شخص کی تضعیف کی جاتی ہو اس کے بارے انصاف جان لے گا، کیونکہ آپ اکثر ''منکر الحدیث، سکتوا عنہ، فیہ نظر'' اور اس جیسی عبارات کہتے ہیں، بہت ہی کم ''فلان کذاب'' یا ''کان یضع الحدیث'' کہتے ہیں۔

یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں کہتا ہوں کہ ''فلان فی حدیثہ نظر'' تو وہ متہم واہ ہے۔ اور یہی معنی ہے آپ کے قول کا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی غیبت کی وجہ سے میرا محاسبہ نہیں کرے گا، بخدا یہ انتہاء درجے کا ورع ہے۔

عراقی رحمہ اللہ نے اپنی ''الفیہ'' کی شرح میں فرمایا کہ ''فلان فیہ نظر'' اور ''فلان سکتوا عنہ'' یہ دونوں عبارتیں امام بخاری رحمہ اللہ اس شخص کے متعلق کہتے ہیں جس کی حدیث محدثین نے چھوڑی ہو۔

توضیح وتشریح:

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ''تعلیقات'' میں تین اہم مباحث بیان کیں، پہلی بحث یہ بیان کی ہے، کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو ''قواعد فی علوم الحدیث'' میں اس مقام پر وہم ہوا ہے، کہ انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے قول ''فیہ نظر'' اور ''فی اسنادہ نظر'' کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں قول برابر ہیں، یعنی یہ دونوں قول راوی کے ضعف کو مستلزم نہیں ہیں۔ حالانکہ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ باوجود اس کے کہ ان دونوں میں سے امام بخاری رحمہ اللہ کے قول ''فیہ نظر'' کو الفاظِ جرح کے سخت ترین الفاظ میں سے تیسرے

مرتبہ میں لائے ہیں۔

دوسری بحث یہ بیان کی ہے کہ ہمارے استاد شیخ حبیب الرحمن الاعظمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس بات پر میرا تعجب ختم نہیں ہو رہا ہے کہ علامہ عراقی اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کا قول "فیہ نظر" اس راوی کے متعلق ہوتا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ متہم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے ایسے روات ہیں جن کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ نے "فیہ نظر" کہا ہے لیکن دیگر ائمہ جرح وتعدیل ان کی توثیق بیان کرتے ہیں۔ جن میں سے گیارہ (11) روات کے بارے میں مفصل تحقیق فرمائی۔ لہٰذا علامہ عراقی رحمہ اللہ نے جو بات بیان کی ہے وہ علی العموم نہیں، کیونکہ اکثر وبیشتر امام بخاری رحمہ اللہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو دیگر بڑے علماء ان کی موافقت نہیں کرتے۔ اکثر وبیشتر امام بخاری رحمہ اللہ خاص سند مراد لیتے ہیں، اسی طرح بہت دفعہ راوی مراد نہیں ہوتا بلکہ راوی کی حدیث مراد ہوتی ہے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت ہی مفید معلومات ہیں، ان پر مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

تیسری بحث یہ کی ہے کہ اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ جرح کے حوالے سے احتیاط کرنے والے مشہور ہو چکے ہیں، لیکن "التاریخ الصغیر" میں دو ایسی روایتیں نقل کی ہیں، جن سے امام بخاری رحمہ اللہ کے تعصب کا اندازہ خوب لگ جاتا ہے۔ پہلی روایت حمیدی سے نقل کی ہے، جبکہ دوسری روایت نعیم بن حمید سے نقل کی ہے۔ ان دونوں روایتوں کے تحقیقی اور الزامی جوابات دیتے ہوئے کافی لمبی بحث فرمائی۔ بہر حال، ان دو روایتوں سے امام بخاری رحمہ اللہ کے احتیاط کے دعوے بلا دلیل رہ جاتے ہیں۔

❀❀❀

إيقاظ فِي بَيَان تنطع الْعقيلِيّ فِي جرحه الراوة

ایقاظ نمبر 24، رواۃ کی جرح میں عقیلی کی غلو کے بیان میں

عبارت:

كثيرا مَا تجِد فِي "الْمِيزَان" وَغَيره من كتب أهل الشَّأْن فِي الْجرْح الْمَنْقُول عَن الْعقيلِيّ بأنه لَا يُتَابع عليه، وقد رد عَلَيْهِ الْعلمَاء فِي كثير من الْمَوَاضِع على جرحه بقوله: لَا يُتَابع عَلَيْهِ وَعلى تجاسره فِي الْكَلَام فِي الثِّقَات الأثبات.

ترجمہ:

آپ اکثر "المیز ان" اوراس کے علاوہ اس شان کی کتابوں میں (یعنی اسماء الرجال کی کتابوں میں) عقیلی رحمہ اللہ سے منقول جرح کے بارے میں پائیں گے، کہ "لا یتابع علیہ"، درحقیقت بہت سی جگہوں پر آپ کا "لا یتابع علیہ" کے ذریعے سے جرح اور ثقات واثبات کی شان میں کلام کرنے کی جسارت پر علماء نے رد کیا۔

عقیلی کی تنطع (یعنی غلو) کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی تفصیلی گفتگو:

والذهبي وإن أكثر عَنهُ النَّقْل فِي كتبه لكنه شدّ النكير عَلَيْهِ فِي تَرْجَمَة عَليّ بن الْمَدِينِيّ من "مِيزَانه" حَيْثُ قَالَ: هَذَا أَبُو عبد الله الْبُخَارِي، وناهيك بِهِ قد شحن صَحِيحه بِحَدِيث عَليّ بن الْمَدِينِيّ، وَقَالَ: مَا استصغرت نَفسِي بَين يَدي احد

من الْعلمَاء إلا بَين يَدي ابْن الْمَدِينِيّ، وَلَو ترك حَدِيث عَلِيّ، وَصَاحبه مُحَمَّد، وَشَيْخه عبد الرَّزَّاق، وَعُثْمَان بن أبي شيبَة، وابراهيم بن سعد، وَعَفَّان، وأبان الْعَطَّار، وإسرائيل وازهر السمان، وبهز بن أسد، وثابت الْبنانِيّ، وَجَرِير بن عبد الحميد ، لغلقنا الْبَاب، وَانْقطع الْخطاب، ولماتت الآثار، واستولت الزَّنَادِقَة، ولخرج الدجالون.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں اگرچہ (عقیلی) سے زیادہ نقل کیا ہے، لیکن "میزان" کے اندر علی بن المدینی کے حالات میں ان (عقیلی) پر سخت نکیر کی، چنانچہ فرمایا کہ یہ ابوعبداللہ البخاری ہے جس نے اپنی "صحیح بخاری" کو علی بن المدینی کی احادیث سے بھر دی ہے، اور آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ابن المدینی کے علاوہ علماء میں سے کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں بنایا۔

اگر علی، اور آپ کے شاگرد محمد اور آپ کے شیخ عبد الرزاق، عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن سعد، عفان، ابان العطار، اسرائیل، ازہر سمان، بہز بن اسد، ثابت بنانی اور جریر بن عبد الحمید کی حدیث چھوڑ دی جائے، تو (یہ حدیث) کا باب ہی بند ہوجائے گا، اور خطاب منقطع ہوجائے گا، اور اثار ختم ہوجائیں گی، اور زنادقہ غالب ہوجائیں گے اور دجال نکل جائیں گے۔

عقیلی پر مزید تردیدی کلام:

أفمالك عقل يا عقيلي أتدري فِيمَن تَتَكَلَّم، وإنما تبعناك فِي

ذكر هَذَا النمط لنذب عَنْهُم، ولنزيف مَا قيل فيهم، كَأَنَّك لَا تَدْرِي أن كل وَاحِد من هَؤُلَاءِ أوثق مِنْك بطبقات، بل وأوثق من ثِقَات كثيرين لم توردهم فِي كتابك، فَهَذَا مِمَّا لَا يرتاب فِيهِ مُحدث، وإنما اشتهي أن تعرفنِي من هُوَ الثِّقَة الثبت الَّذِي مَا غلطه، وَلَا انْفَرد بِمَا لَا يُتَابع عَلَيْهِ بل الثِّقَة الْحَافِظ إذا انْفَرد بأحاديث كَانَ أَرْفَعْ لَهُ، وأكمل لرتبته، وأدل على اعتنائه بِعلم الأثر، وَضَبطه دون أقرانه لِأَشْيَاء مَا عرفوها اللَّهُمَّ إلا أن يتَبَيَّن غلطة، ووهمه فِي الشَّيْء، فَيعرف ذَلِك، فَانْظُر إلى أصحاب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْكِبَار وَالصغَار مَا فيهم احْد إلا وَقد انْفَرد بِسنة أفيقال لَهُ: هَذَا الحَدِيث لَا يُتَابع عَلَيْهِ، وَكَذَلِكَ التابعون كل وَاحِد عِنْده مَا لَيْسَ عِنْد الآخر من الْعلم، وَمَا الْغَرَض هَذَا، فإن هَذَا مُقرر فِي علم الحَدِيث على مَا يَنْبَغِي، وإن تفرد الثِّقَة المتقن يعدى صَحِيحا غَرِيبا، وإن تفرد الصدوق، وَمن دونه يعد مُنْكرا، وأن إكثار الرَّاوِي من الأحاديث الَّتِي لَا يُوَافق عَلَيْهِ ألفاظا أَوْ إسنادا. ثمَّ مَا كل من فِيهِ بِدعَة، أوله هفوة، أَوْ ذنُوب يقْدَح فِيهِ بِمَا يوهن حَدِيثه، وَلَا من شَرط الثِّقَة أن يكون مَعْصُوما من الْخَطَايَا، وَالْخَطَأ، وَلَكِن فَائِدَة ذكرنَا كثيرا من الثِّقَات الَّذين فيهم أدنى بِدعَة، أولهم أوهام يسيرَة فِي سَعَة علمهمْ أن يعرف أن غَيرهم أرجح مِنْهُم، وأوثق إذا عارضهم،

أوْ خالفهم، فزن الأشياء بِالْعَدْلِ والورع.

ترجمہ:

اے عقیلی کیا آپ کا عقل ہے؟! کیا آپ جانتے ہیں جن کے بارے کلام کرتے ہیں؟! درحقیقت ہم نے آپ کے اس طرز کے ذکر کرنے میں پیروی اس لیے کی تاکہ ان سے (جرح) دفع کردیں، اور جو ان کے بارے کہا گیا، اس کے بطلان کو ظاہر کریں، لگتا ہے آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے ہر ایک آپ سے کئی طبقے زیادہ ثقہ ہے؟! بلکہ بہت سے ایسے ثقات سے بھی زیادہ ثقہ ہیں جن کو آپ اپنی کتاب میں نہیں لائے۔

اور یہ ایسی چیز ہے کہ جس میں کوئی محدث شک نہیں کرتا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بتلادیں کہ کون ایسا ثقہ وثبت ہے جس نے غلطی نہ کی ہو اور نہ ایسی چیز کے ساتھ منفرد ہوا ہو جس پر اس کی پیروی نہ کی جاتی ہو؟ (یعنی اگر کوئی بہت ہی ثقہ ہو، پھر بھی اس سے کچھ نہ کچھ غلطی ضرور ہوتی ہے، اور ایسی تفردات لاتا ہے، جس کی پیروی نہیں کی جاسکتی)۔ بلکہ حافظ ثقہ جب وہ کسی حدیث میں متفرد ہوجائے، تو یہ اس کے رتبے کو زیادہ بلند کرنے اور کامل بنانے کا سبب ہوتا ہے، اور یہ بات تو اس کے علم حدیث میں اپنے ہم عصروں کی بنسبت زیادہ اہتمام کرنے اور ضبط کرنے کی دلیل ہے، کیونکہ ان کو وہ چیزیں معلوم نہیں، جو اس کو معلوم ہیں۔ ہاں اگر کسی چیز میں اس کی غلطی یا وہم واضح ہوجائے، تو یہ معلوم کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے چھوٹے بڑے صحابہ کو دیکھو، ان میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی سنت میں متفرد نہ ہو، کیا اس کے بارے کہا جائے گا کہ "هذا الحديث لا يتابع عليه"؟! اسی طرح تابعین بھی ہیں، ہر ایک کے پاس ایسا علم ہوتا ہے جو دوسرے کے پاس نہیں ہوتا۔

کیا غرض ہے اس کی، کیونکہ یہ تو جو مناسب ہے اس طرح علم الحدیث میں ثابت شدہ ہے، درآنحالیکہ متقن ثقہ کا تفرد صحیح غریب شمار کیا جاتا ہے۔ اور صدوق اور اس سے کم درجے کا تفرد منکر شمار کیا جاتا ہے، اور راوی کی ایسی احادیث کی کثرت جس کی لفظاً یا اسناداً موافقت نہیں کی جاتی، (اس طرح کی احادیث کی کثرت) اس راوی کو متروک الحدیث بنادیتی ہے۔

پھر ہر وہ شخص جس میں کوئی بدعت ہو، یا اس کی کوئی لغزش ہو، یا کوئی گناہ ہو، (یہ چیزیں) اس میں ایسی قدح (عیب) پیدا کر دیتی ہیں جو اس کی حدیث کمزور کر دیتی ہے۔ اور ثقہ کی شرط میں سے یہ نہیں کہ وہ خطاء وغلطیوں سے معصوم ہو، البتہ جن میں معمولی بدعت ہو، یا ان کی علمی کشادگی میں معمولی اوہام ہوں، ایسے بہت سے ثقات کو ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ دوسرا جب اس کا معارض یا مخالف ہو جائے، تو وہ اس سے زیادہ راجح اور زیادہ ثقہ ہوگا۔ لہٰذا ہر شے کا وزن انصاف اور ورع کے ساتھ کرو۔



إيقاظ فِي بَيَان حكم غير البريء

ایقاظ نمبر 25، غیر بریٔ جرح کے حکم کے بیان کے بارے میں

مسئلہ:

الْجرْح إذا صدر من تعصب أَوْ عَدَاوَة أم منافرة أَوْ نَحْو ذَلِك، فَهُوَ جرح مَرْدُود، وَلَا يُؤمن بِهِ إلا المطرود، وَلِهَذَا لم يقبل قَول الإمام مَالك فِي مُحَمَّد بن إسحاق صَاحب الْمَغَازِي: إنه دجال من الدجاجلة، لما علم أنه صدر من منافرة باهرة، بل حققوا أنه من حسن الحَدِيث، واحتجت بِهِ أئمة الحَدِيث، وَقد بسطت الْكَلَام فِيهِ فِي رسالتي "إمام الْكَلَام فِيمَا يتَعَلَّق بِالْقِرَاءَةِ خلف الإمام".

ترجمہ:

جرح جب تعصب یا دشمنی یا منافرت یا اس طرح کی چیزوں کی وجہ سے صادر ہوجائے، تو وہ مردود جرح ہے، اس پر دھتکارے ہوئے شخص کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لاتا۔ اسی وجہ سے صاحب ''المغازی'' محمد بن اسحاق کے متعلق امام مالک کا یہ قول قبول نہیں کیا جائے گا کہ ''انہ دجال من الدجاجلۃ''، جیسا کہ معلوم ہوا کہ یہ واضح منافرت کی وجہ سے صادر ہوئی، بلکہ علماء نے تحقیق کی ہے کہ وہ حسن الحدیث ہے، اور ائمہ حدیث نے ان سے استدلال کیا ہے، میں نے ان کے متعلق اپنے رسالہ ''امام الکلام فیما

یتعلق بالقراءۃ خلف الامام" میں تفصیلی کلام کیا ہے۔

عبارت:

وَلم يقبل قدح النَّسَائِي فِي أَحْمد بن صَالح الْمصْرِيّ، وقدح الثَّوْرِيّ فِي أبي حنيفَة الْكُوفِي، وقدح ابْن معِين فِي الشَّافِعِي، وقدح أَحْمد فِي الْحَارِث المحاسبي، وقدح ابْن مَنْدَه فِي أبي نعيم الأصبهاني، ونظائره كَثِيرَة فِي كتب الْفَنّ شهيرة.

ترجمہ:

اسی طرح احمد بن صالح المصری کے متعلق امام نسائی، امام ابوحنیفہ کے بارے میں الثوری، امام شافعی کے بارے ابن معین، الحارث المحاسبی کے بارے میں احمد اور ابونعیم الاصبہانی کے بارے میں ابن مندہ کی قدح (یعنی طعن) کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کی نظائر بہت زیادہ ہیں، جو کہ اس فن کی کتابوں میں مشہور ہیں۔

ایک اہم قاعدہ:

وَمن ثمَّ قَالُوا: لَا يقبل جرح المعاصر على المعاصر، أي إذا كَانَ بِلَا حجَّة؛ لِأَن المعاصرة تُفْضِي غَالِبا إِلَى المنافرة.

ترجمہ:

اس وجہ سے علماء نے فرمایا کہ معاصر کی معاصر کے بارے جرح قبول نہیں کی جائے گی، جبکہ بغیر دلیل کے ہو، کیونکہ معاصرت غالب طور پر منافرت تک لے جاتی ہے۔

جرح غیر بریٰ کے اسبابِ مختلفہ پر مختلف شواہد:

ولنذكر نبذ من عِبَارَات النقاد تضييقا لطعن أصحاب الْفساد، فإن كثيرا مِنْهُم أفسدوا فِي الدّين، وأهلكوا وهلكوا بجرح أئمة الدّين، وَضَلُّوا وأضلوا بقدح أكابر السّلف، وأعاظم الْخلف لغفلتهم عَن الْقَوَاعِد المؤسسة، والفوائد المرصصة فِي كتب الدّين، وَقد ابْتُلِيَ فِي هَذِه البلية جمع كثير من عُلَمَاء عصرنا الْمَشْهُورين بالفضائل الْعلية، وقلدهم فِي ذَلِك أَكثر الْعَوام الَّذين هم كالأنعام، بل زادوا نَغمَة فِي الطنبور، وَزَادُوا ظلمَة فِي الديجور، فإنهم لما وفقهم الله بمطالعة كتب التَّارِيخ وأسماء الرِّجَال، وَلم يوفقهم للغوص والخوض والاطلاع على مَا مهده نقاد الرِّجَال تجاسروا، وَبَادرُوا، وتجاهلوا، وتخاصموا، وأطلقوا لِسَان الطعْن على الأئمة الثِّقَات، والأجلة الأثبات مستندين لما صدر فِي حَقهم من معاصريهم، ومنافريهم، أَوْ أعاديهم، ومحقريهم، أَوْ مِمَّن لَهُ تعنت، وتعصب بهم. فليحذر الْعَاقِل بِأَن يكون هَذَا التجاسر مغبونا، ومفتونا، وَمن أن يكون من ﴿بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝﴾.

ترجمہ:

فسادیوں کے طعن کو دبانے کے لیے ہم ناقدین کی عبارات میں سے کچھ ذکر

کرتے ہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر نے دین میں فساد پھیلایا، ائمہ دین کی جرح میں دوسروں کو ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔ اور کتبِ دین میں بنیادی قواعد اور مضبوط فوائد سے غفلت کی بناء پر اکابرِ سلف اور خلف کے بڑوں پر طعن کرنے کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

اور اس آزمائش (ومصیبت) میں ہمارے زمانے کے علماء میں سے بہت سے علماء مبتلاء ہوئے جو کہ اعلیٰ فضائل سے مشہور ہیں، اور اسی (مصیبت) میں عوام کی اکثریت نے ان کی تقلید کی، (وہ عوام) جو کہ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ انہوں نے تو طنبور میں نغمہ کی زیادتی کی اور تاریکی میں ظلمت (اندھیرے) کا اضافہ کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کو تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں کے مطالعہ کی توفیق دے دی، اور نقاد الرجال کی تمہیدات پر اطلاع اور غور وخوض کی توفیق نہ ہوئی، تو انہوں نے ان (ائمہ) کے ہم عصروں یا دشمنوں یا ان کی تحقیر کرنے والوں یا ان کے ساتھ ضد وتعصب کرنے والوں کی طرف سے صادر ہونے والے (کلام) کا سہارا لیتے ہوئے جسارت، جلد بازی سے کام لیا، ایک دوسرے کو جاہل ٹھہرا کر باہم لڑائی جھگڑا کیا، اور ثقہ ائمہ اور ثابت شدہ اجلہ پر طعن کی زبان چلائی۔

پس چاہئے کہ عقلمند اس سے بچ جائیں کہ وہ اس جیسے تجاسر کی وجہ سے دھوکہ اور فتنہ میں مبتلاء ہونے والوں میں سے ہوجائیں، اور یہ کہ (وہ ان لوگوں میں سے ہوجائیں جو اعمال کے اعتبار سے خسارے میں ہیں، جن کی دنیا کی زندگی میں ان کی کوشش ضائع ہوئی، اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ تو اچھا کر رہے ہیں)۔

پہلی تائید واستشہاد:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي "سير أعلام النبلاء" فِي تَرْجَمَة السمين الْمُفَسّر

(أبي عبد الله مُحَمَّد بن حَاتِم الْبَغْدَادِيّ الْمُتَوفَّى فِي آخر سنة خمس وَثَلَاثِينَ ومئتين): وثقه ابْن عدي وَالدَّارَقُطْنِيّ، وَذكره أَبُو حَفْص الفلاس، فَقَالَ: لَيْسَ بشيء. قلت: هَذَا من كَلَام الأقران الَّذِي لَا يسمع، فإن الرجل ثَبت حجَّة.

ترجمہ:

حافظ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں سمین المفسر کے حالات میں فرمایا کہ ابوعبداللہ محمد بن حاتم البغدادی، جو 235ھ کے آخر میں فوت ہوئے، اس کی توثیق ابن عدی اور دارقطنی نے کی، اور ابو حفص الفلاس نے اس کا تذکرہ کیا، اور فرمایا کہ ''لیس بشیٔ'' میں کہتا ہوں کہ یہ ہم عصروں کے کلام میں سے ہے جسے نہیں سنا جاتا، کیونکہ آدمی تو ثبت وحجت ہے۔

توضیح اور تشریح:

اس عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہم عصروں میں سے ایک کی دوسرے کے بارے میں جرح قبول نہیں کی جائی گی، کیونکہ ان کے درمیان عموماً نفرت اور عداوت ہوا کرتی ہے۔

دوسری تائید واستشہاد:

قَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة أبي بكر بن أبي دَاوُد السجسْتاني المتوفي سنة سِتّ عشرَة وَثَلَاث مئة من كِتَابه "تذكرة الْحفاظ" بعد مَا ذكر توثيقه عَن جمع من الثِّقَات، وَعَن ابْن صاعد وَغَيره تَضْعِيفه: قلت: لَا يَنْبَغِي سَماع قَول ابْن صاعد فِيهِ كَمَا لم يقْدَح تَكْذِيبه لِابْنِ صاعد، وَكَذَا لَا يسمع كَلَام

ابْن جرير فِيهِ، فإِن هؤلاء بَينهم عَدَاوَة بَينة، فقف فِي كَلَام الأقران بَعضهم فِي بعض.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ابوبکر بن ابی داود سجستانی متوفی 316ھ کے حالات میں ثقہ لوگوں کی طرف سے ان کی توثیق اور ابن صاعد وغیرہ کی طرف سے تضعیف ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کے متعلق ابن صاعد کا سننا مناسب نہیں، جیسا کہ (بذاتِ خود) ان کی ابن صاعد پر تکذیب طعن نہیں، (یا جیسا کہ ان کے متعلق ابن صاعد کی تکذیب طعن نہیں) اسی طرح ان کے بارے ابن جریر کے کلام کو بھی نہیں سنا جائے گا۔ کیونکہ ان کے درمیان واضح عداوت ہے، لہٰذا ہم عصروں میں سے بعض کا بعض کے متعلق کلام کے بارے میں توقف کیا کرو۔

توضیح اور تشریح:

مطلب یہ ہے کہ ہم عصروں کا ایک دوسرے پر کلام کرنا درست نہیں، وجہ وہی ہے کہ یہ جرح عداوت کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

تیسری تائید واستشہاد:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي تَرْجَمَة عَفَّان الصفار من "مِيزَانه": كَلَام النظراء والأقران يَنْبَغِي أن يتَأَمَّل، ويتأنى فِيهِ. انْتهى.

ترجمہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ''میزان'' میں عفان الصفار کے حالات میں فرمایا کہ ہم مثلوں اور ہم عصروں کے کلام میں تامل و توقف اختیار کرنا مناسب ہے۔

چوتھی تائید واستشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة أبي الزِّنَاد عبد الله بن ذكْوَان: قَالَ ربيعَة فِيهِ: لَيْسَ بِثِقَة، وَلَا رضَا. قلت: لَا يسمع قَول ربيعَة فِيهِ، فإنه كَانَ بَينهمَا عَدَاوَة ظَاهِرَة. انْتهى.

ترجمہ:

اور ابوزناد عبد اللہ بن ذکوان کے حالات میں فرمایا کہ اس کے بارے میں ربیعہ نے کہا کہ لَيْسَ بِثِقَة، وَلَا رضَا، میں کہتا ہوں کہ اس کے بارے ربیعہ کا قول نہیں سنا جائے گا، کیونکہ ان دونوں کے درمیان واضح عداوت تھی۔

پانچویں تائید واستشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة مُحَمَّد بن إسحاق بن يحيي أبي عبد الله الْمَعْرُوف بِابْن مَنْدَه الأصبهاني: أقذع الْحَافِظ أَبُو نعيم فِي جرحه لما بَينهمَا من الوحشة، ونال مِنْهُ، واتهمه، فَلم يلتفت إليه لما بَينهمَا من العظائم نسْأَل الله الْعَفو، فَلَقَد نَالَ ابْن مَنْدَه أيضا من أبي نعيم وأسرف.

ترجمہ:

محمد بن اسحاق بن یحییٰ ابوعبد اللہ المعروف بابن مندہ الاصبہانی کے حالات میں فرمایا کہ حافظ ابونعیم نے ان کی جرح میں بدکلامی کی، بوجہ ان کے درمیان وحشت کے، وہ اس پر غصہ ہوا اور اس کو متہم ٹھہرایا، ان کے درمیان بڑے (اختلافات) کی وجہ سے اس (بدکلامی) کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت کا سوال کرتے ہیں، درحقیقت ابن مندہ

بھی ابونعیم پر غصہ ہوئے اور (ان کے متعلق) ضرورت سے زیادہ بات کی۔

چھٹی تائید و استشہاد:

وَقَالَ فِي تَرْجَمَة الْحَافِظ أبي نعيم أَحْمَد بن عبد الله الأصفهاني: كَلَام ابْن مَنْدَه فِي أبي نعيم فظيع لَا أحب حكايته، وَلَا أقبل قَول كل مِنْهُمَا فِي الآخر بل هما عِنْدِي مقبولان، لَا أعْلَم لَهما ذَنبا أكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عَنهُ، قَرَأت بِخَط يُوسُف بن أَحْمَد الشِّيرَازِيّ الْحَافِظ رَأَيْت بِخَط ابْن طَاهِر الْمَقْدِسِي يَقُول: أسخن الله عين أبي نعيم يتَكَلَّم فِي أبي عبد الله ابْن مَنْدَه، وَقد أجْمَعْ النَّاس على إمامته. قلت: كَلَام الأقران بَعضهم فِي بعض لَا يعبأ بِهِ لَا سِيمَا إِذا لَاحَ لَك أنه لعداوة، أَوْ لمَذْهَب، أَوْ لحسد، وَمَا ينجو مِنْهُ إِلا من عصمه الله، وَمَا علمت أَنّ عصراً من الأعصار سلم أَهله من ذَلِك سوى الأنبياء وَالصديقين، وَلَو شِئْت لسردت من ذَلِك كراريس.

ترجمہ:

اور حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی کے حالات میں فرمایا کہ ابن مندہ کا ابونعیم کے متعلق کلام بہت برا، و نا گفتہ بہ ہے میں اسے نقل کرنا پسند نہیں کرتا، اور نہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کے متعلق قول قبول کرتا ہوں، بلکہ وہ دونوں میرے نزدیک مقبول ہیں، میں ان دونوں کا ایسی موضاعات کی روایت کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں جانتا، جن سے وہ ساکت ہیں۔

میں نے حافظ یوسف بن احمد شیرازی کے ہاتھ کی تحریر کو پڑھا کہ میں نے ابن طاہر مقدسی کی تحریر کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ابونعیم ایسی مصیبب اور تکلیف میں مبتلا کرے جس سے ان کے آنسو رواں رہیں۔[1] وہ ابن مندہ رحمہ اللہ کے بارے کلام کرتا ہے! حالانکہ لوگوں کا ان کی امامت پر اجماع ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم عصروں کے بعض کا بعض کے متعلق کلام کرنے کی پرواہ نہیں کی جاتی، خاص کر جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ عداوت یا مذہب یا حسد کی وجہ سے ہے۔ اس سے کوئی نہیں بچتا سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے رکھے، اور میں انبیاء وصدیقین کے علاوہ زمانوں میں سے کسی زمانے والے کو نہیں جانتا کہ جو اس سے محفوظ ہوں، اگر میں چاہتا تو ان سے کاپیاں بھر دیتا۔

ساتویں تائید واستشہاد:

وَفِي "فتح المغيث" لَكِن قد عقد ابْن عبد الْبر فِي "جَامِعَه" بَابا لكَلَام الأقران المتعاصرين بَعضهم فِي بعض، ورأى أن أهل الْعلم لَا يقبل الْجرْح فيهم إلا بِبَيَان وَاضح، فإن انْضَمَّ إلى ذَلِك عَدَاوَة، فَهُوَ أولى بِعَدَمِ الْقبُول.

ترجمہ:

''فتح المغیث'' میں ہے کہ تحقیق ابن عبد البر نے اپنی ''جامع'' میں ہم عصر ہم عمروں کا بعض کا بعض کے متعلق کلام کرنے پر ایک باب باندھا، اور یہ خیال کیا کہ اہل علم ان کے متعلق واضح دلیل کے بغیر جرح قبول نہیں کرتے، اگر اس معاصرت کے ساتھ عداوت بھی شامل ہو جائے تو

[1] أسخن الله عينه یہ عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو ایسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلاء کرنا جس سے آنسو رواں رہیں۔ (القاموس الوحید، ص:754)

پھر تو بطریق اولی قبول نہیں کیا جائے گا۔

آٹھویں تائید واستشہاد:

وَفِي "طَبقَات الشَّافِعِيَّة" للتاج السُّبْكِيّ: يَنْبَغِي لَك أيها المسترشد أن تسلك سَبِيل الأدب مَعَ الأئمة الماضين، وأن لَا تنظر إلى كَلَام بَعضهم فِي بعض إلا إذا أتى ببرهان وَاضح، ثمَّ إن قدرت على التأويل وتحسين الظَّن فدونك، وإلا فاضرب صفحا عَمَّا جرى بَينهم، فإنك لم تخلق لهَذَا، فاشتغل بِمَا يَعْنِيك، ودع مَا لَا يَعْنِيك.

ترجمہ:

تاج سبکی کی ''طبقات الشافعیہ'' میں ہے کہ اے مسترشد آپ کو چاہیے کہ آپ گزرے ہوئے ائمہ کے ساتھ ادب کے راستے پر چلیں، اور یہ کہ ان کا بعض کا بعض کے بارے کلام کی طرف نہ دیکھے الاّ یہ کہ کسی واضح دلیل کے ساتھ آئے، پھر اگر آپ (اس کلام کی) تاویل اور اچھے گمان پر قادر ہوئے تو ان کو پکڑیں، ورنہ ان کے درمیان جو (معاملہ) چلا ہے اس سے کنارہ کش ہو جائیں، (یعنی اگر ان کے درمیان کلام کی کوئی واضح دلیل مل جائے تب بھی اگر اس کی تاویل ممکن ہو، تو اس کی تاویل کر کے حسن ظن رکھیں، ورنہ اس کلام کو چھوڑ دیں)، کیونکہ آپ اس کے لیے پیدا نہیں ہوئے، جو آپ کا مقصد ہے اس میں مشغول ہو جائیں، اور اس کو چھوڑ دیں جو آپ کا مقصد نہیں۔

مشاجراتِ سلف میں پڑنے سے ممانعت کے متعلق تاج سبکی رحمہ اللہ کا قول:

وَلَا يزَال طَالب الْعلم نبيلا حَتَّى يَخُوض فِيمَا جرى بَين

الماضين، وإياك ثمَّ إياك أن تصغي إلى مَا اتّفق بَين أبي حنيفَة وسُفْيَان الثَّوْريّ، أَوْ بَين مَالك وَابْن أبي ذِئب، أَوْ بَين أَحْمد بن صَالح وَالنَّسَائِيّ، أَوْ بَين أَحْمَد بن حَنْبَل والْحَارث المحاسبي، وهلم جرا إلى زمَان الْعِزّ بن عبد السلام والتقي بن الصّلاح، فإنك إذا اشتغلت فِي ذَلِك خفت عَلَيْك الْهَلَاك، فالقوم أئمة أعلام، ولأقوالهم محامل، وَرُبمَا لم نفهم بَعْضهَا، فَلَيْسَ لنا إِلَّا الترضي عَنْهُم وَالسُّكُوت عَمَّا جرى بَينهم، كَمَا يفعل فِيمَا جرى بَين الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم. انْتهى.

ترجمہ:

طالب علم تب تک لائق ہوتا ہے جب تک وہ گزرے ہوئے لوگوں کے درمیان جاری ہونے والی باتوں میں نہ لگے، لہٰذا امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری، یا امام مالک اور ابن ابی ذئب، یا احمد بن صالح اور نسائی، یا احمد بن حنبل اور حارث محاسبی اور عز بن عبد السلام اور تقی بن الصلاح کے زمانے تک کے لوگوں کے درمیان جو (اختلافات) اتفاقی طور پر پیش آئے ان کی طرف کان لگانے سے ضرور بچیں۔ کیونکہ اگر آپ اس میں مشغول ہو گئے تو مجھے آپ کی ہلاکت کا خوف ہے، یہ لوگ بڑے ائمہ ہیں، ان کے اقوال کی مختلف محامل ہیں، (یعنی مختلف معنوں پر محمول کیا جاسکتا ہے)، ہوسکتا ہے ہم ان میں سے بعض کو نہ سمجھیں، لہٰذا ہمارے لیے ان کے درمیان چلنے والی چیزوں (یعنی اختلافات) میں ان سے رضامندی اور سکوت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان چلنے والے امور (یعنی اختلافات) کے

متعلق کیا جاتا ہے۔ (یعنی جس طرح صحابہ کرام کے درمیان چلنے والے اختلافات میں باقی امت کو سکوت اختیار کرنے کا حکم ہے، اسی طرح ان ائمہ کے درمیان اختلافات اور تنازعات میں بھی سکوت کا حکم ہے)۔

نویں تائید واستشہاد:

وَفِيه أيضا: الحذر كل الحذر أن تفهم أن قاعدتهم الْجرْح مقدم على التَّعْدِيل على إطلاقها بل الصَّوَاب إن ثبتَتْ إمامته، وعدالته، وَكثر مادحوه، وندر جارحوه، وَكَانَت هُنَاكَ قرينَة دَالَّة على سَبَب جرحه من تعصب مذهبي، أوْ غَيره لم يلْتَفت إلى جرحه. انْتهى.

ترجمہ:

اس "طبقات الشافعیہ" میں یہ بھی ہے کہ "الجرح مقدم علی التعدیل" کے قاعدے کو مطلقاً سمجھنے سے مکمل طور پر بچنا چاہیے، بلکہ درست بات یہ ہے کہ جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہوئی، اس کے مدح کرنے والے زیادہ اور جرح کرنے والے نادر ہوئے، اور وہاں پر کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس کی جرح کے سبب میں سے تعصبِ مذہبی وغیرہ پر دلالت کرنے والی ہو، تو اس کی جرح کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

دسویں تائید واستشہاد:

وَفِيه أيضا: قد عرَّفناك أن الْجَارِح لَا يقبل مِنْهُ الْجرْح، وإن فسره فِي حق من غلبت طَاعَته على مَعَاصِيه، ومادحوه على ذاميه، ومزكوه على جارحيه إذا كَانَت هُنَاكَ قرينَة يشْهد

العقل أن مثلها حَامِل على الواقعية فِي الَّذِي جرحه من تعصب مذهبي، أَوْ مُنَافَسَة دنيوية كَمَا يكون بَين النظراء، أَوْ غير ذَلِك. وَحينئذ، فَلَا يلْتَفت لكَلَام الثَّوْريّ وَغَيره فِي (أبي حنيفَة)، وَابْن أبي ذِئْب، وَغَيره فِي (مَالك)، وَابْن معِين فِي (الشَّافِعِي)، وَالنَّسَائِيّ فِي أَحْمد بن صَالح، وَنَحْوه، وَلَو أطلقنا تَقْدِيم الْجرْح لما سلم لنا أحدٌ من الأئمة إذا مَا من إمام إلا وَقد طعن فِيهِ طاعنون، وَهلك فِيهِ هالكون. انْتهى.

ترجمہ:

اس (طبقات الشافعیہ) میں یہ بھی ہے کہ تحقیق سے ہم نے آپ کو بتلا دیا کہ جارح سے جرح قبول نہ کی جائے گی، اگر چہ اس کو مفسر بیان کرے، اس شخص کے حق میں جس کی طاعات اس کی معصیت پر، اس کی مدح کرنے والے اس کی مذمت کرنے والوں پر اور اس کا تزکیہ کرنے والے اس کے جارحین پر غالب آجائیں، جب وہاں پر کوئی ایسا قرینہ ہو جس کی عقل شہادت دیتی ہو (یعنی عقل یہ بات تسلیم کرتی ہو) کہ اس طرح کی جرح کرنا مذہبی منافرت یا دنیوی تنافس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم مثلوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔

ایسی صورت میں امام ثوری وغیرہ کا امام ابوحنیفہ کے بارے میں، ابن ابی ذئب وغیرہ کا امام مالک کے بارے میں، ابن معین کا امام شافعی کے بارے میں اور امام نسائی کا احمد بن صالح کے بارے میں کلام کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ اگر ہم تقدیم جرح کو مطلق قرار دیں تو ہمارے لیے ائمہ میں سے کوئی بھی نہ بچ پائے گا، کیونکہ کوئی بھی ایسا امام نہیں جس میں طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو، اور اس میں ہلاک

ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں۔

گیارھویں تائید واستشہاد:

وَفِي "الْخيرَات الحسان فِي مَنَاقِب النُّعْمَان" لِابْنِ حجر الْمَكِّيّ: الْفَصْل التَّاسِع وَالثَّلَاثُونَ فِي رد مَا نَقله الْخَطِيب فِي "تَارِيخه" عَن القادحين فِيهِ إعْلَم أنه لم يقْصد فِي ذَلِك إلا جمع مَا قيل فِي الرجل على عَادَة المؤرخين، وَلم يقْصد بذلك انتقاصه، وَلَا حط مرتبته بِدَلِيل أنه قدم كَلَام المادحين، وأكثر مِنْهُ وَمن نقل مآثره، ثمَّ عقبه بِذكر كَلَام القادحين فِيهِ.

ترجمہ:

ابن حجر مکی کی ''الخیرات الحسان فی مناقب النعمان'' میں ہے کہ انتالیسواں فصل اس چیز کے رد میں ہے جو خطیب نے اپنی ''تاریخ'' میں طعن کرنے والوں کی طرف سے امام ابوحنیفہ کے بارے نقل کیا۔ جان لو کہ مؤرخین کی عادت کے مطابق کسی شخص کے متعلق جو بھی کہا گیا ہو، اس کے نقل کرنے کے علاوہ خطیب کا اس سلسلے میں دوسرا کوئی ارادہ نہیں۔ نہ اس کے ذریعے سے آپ کی کمی کرنے کا قصد کیا اور نہ آپ کا مرتبہ گرانے کا، اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے (امام صاحب) کے بارے میں مدح کرنے والوں کے کلام کو مقدم کیا، اور ان سے اور ان کے ماثر میں سے بہت زیادہ نقل کیا، پھر اس کے بعد آپ کے بارے میں طعن کرنے والوں کا کلام لایا۔

خطیب رحمہ اللہ کی ذکر کردہ جرح کی مزید توجیہ:

وَمِمَّا يدل على ذَلِك أيضا أن الأسانيد الَّتِي ذكرهَا للقدح لَا

يخلو غالبه من مُتَكلم فِيهِ، أَوْ مَجْهُول، وَلَا يجوز إجماعا ثلم عرض الْمُسلم بِمثل ذَلِك، فَكيف بإمام من أئمة الْمُسلمين.

ترجمہ:

جو چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے (امام صاحب) کے بارے کلام کی جو اسانید ذکر کی ہیں ان میں سے اکثر اسانید متکلم فیہ یا مجہول رواۃ سے خالی نہیں ہیں، اور ان جیسوں کی وجہ سے اجماعاً (عام) مسلمان کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا جائز نہیں، پھر مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک (بڑے) امام کی آبروریزی کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

ہم عمر کی جرح:

وبفرض صِحَة مَا ذكره الْخَطِيب من الْقدح عَن قَائِله لَا يعْتد بِهِ، فإنه إن كَانَ من غير أقران الإمام، فَهُوَ مقلد لما قَالَه، أَوْ كتبه أعدائه، أَوْ من أقرانه، فَكَذَلِك لما مر أن قَوْل الأقران بَعضهم فِي بعض غير مَقْبُول، وَقد صرح الحافظان الذَّهَبِيّ وَابْن حجر بذلك. انْتهى.

ترجمہ:

خطیب رحمہ اللہ نے جو طعن ذکر کیا ہے اس کے قائل کی طرف سے صحت اگر فرض بھی کر لی جائے تب بھی اس کا شمار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ اگر ہم عصروں کے علاوہ کی طرف سے ہو، تو وہ اس کا یا اس کے اعداء کی کتابوں کا مقلد ہے، یا اگر اس کے ہم عصروں کی طرف سے ہو تو وہ بھی اسی طرح ہے، جیسا کہ گزر گیا کہ ہم عصروں کا بعض کا بعض کے متعلق قول غیر مقبول ہے،

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دونوں نے اس کی تصریح کی۔

فَائِدَة

قد صَرَّحُوا بِأَن كَلِمَات المعاصر فِي حق المعاصر غير مَقْبُولَة، وَهُوَ كَمَا أَشَرنَا إِلَيْهِ مُقَيّد بِمَا إِذا كَانَت بِغَيْر برهَان وَحجَّة، وَكَانَت مَبْنِيَّة على التعصب والمنافرة، فَإِن لم يكن هَذَا، وَلَا هَذَا فَهِيَ مَقْبُولَة بِلَا شُبْهَة، فاحفظه، فَإِنَّهُ مِمَّا ينفعك فِي الأولى وَالْآخِرَة، وَلما بلغ الْكَلَام إِلَى هَذَا الْمقَام فلنمسك عنان الْقَلَم، ونختم الرقم، فإن خير الْكَلَام مَا قل وَدلّ، لَا مَا طَال وأمل، والمرجو من عُلَمَاء الْعَصْر وطلباء الدَّهْر أن لا يبادروا إِلَى الْوُقُوع فِي مضايق الْجرْح وَالتَّعْدِيل إِلا بعد مُحَافظَة مَا أوردته فِي هَذَا السّفر الْجَلِيل. وَالله أسأل أن ينفع عباده بِهَذَا التَّأْلِيف وَسَائِر تأليفاته، ويجعلها نافعة فِي دنياي وآخرتي، وَكَانَ الاختتام لَيْلَة يَوْم الأحد الثَّانِي من أول الأشهر الْحرم المتوالية ذِي الْقعدَة الْعَالِيَة من السّنة الْحَادِيَة بعد ألف وَثَلَاث مائَة من هِجْرَة من لولاه لما دارت الْكَوَاكِب الدائرة صلى الله عَلَيْهِ، وعَلى آله، وَصَحبه، وَمن تَبِعَهُمْ إِلَى يَوْم يحْشر النَّاس فِي الساهرة.

ترجمہ:

فائدہ

علماء نے اس کی تصریح کی کہ معاصر کا معاصر کے حق میں کلام غیر مقبول ہے، لیکن

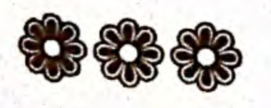
یہ تب ہے جب وہ بغیر دلیل کے ہو، جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا اور تعصب ومنافرت پر مبنی ہو، لیکن اگر ایسا ویسا نہ ہو، تو بلاشبہ وہ مقبول ہے، اس کو یاد کرو، کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو تجھے دنیا اور آخرت میں نفع دے گی۔

جب کلام اس مقام تک پہنچ گیا، تو ہمیں قلم کی نوک روکنی چاہئے، اور لکھنا ختم کرنا چاہیے، کیونکہ بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو اور مدلل ہو، نہ کہ ایسا جو طویل اور اکتا دینے والا ہو۔ علماء عصر اور طلباء دہر سے امید ہے کہ وہ جرح وتعدیل کی تنگیوں میں واقع ہونے کی طرف سبقت نہیں کریں گے، مگر اس کے ذہن نشین کرنے کے بعد جو میں نے اس زبردست رسالے میں ذکر کیا۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس تالیف اور دیگر تالیفات کے ذریعے سے اپنے بندوں کو نفع دے، اور میرے لئے دنیا وآخرت میں نفع بخش بنا دے۔

اس کا اختتام اشہر حرم متوالیہ میں سے پہلے مہینے ذی القعدۃ العالیہ کے پہلے شب اتوار، 1311ھ کو ہوا، اس ذات کی ہجرت کے 1311 ویں سال کو اگر وہ نہ ہوتا تو چلنے والے ستارے نہ چلتے، آپ پر، آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے صحابہ پر اور ان کے پیروکاروں پر لوگوں کے دوبارہ چٹیل میدان (یعنی میدان محشر) میں اٹھانے کے دن تک اللہ تعالیٰ کا رحمت ہو۔ (یعنی قیامت کے دن تک)۔

اس ترجمے کا اختتام اور تکمیل یکم جولائی 2020ء، بمطابق 10 ذی القعدۃ العالیہ، 1441ھ، بروز بدھ، بمقام غرفۃ الاساتذہ، جامعہ اشرف المدارس کراچی میں ہوا۔ فللہ الحمد۔ (وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، آمین، برحمتک یا ارحم الراحمین)، شمس الرحمن محسود عفی عنہ۔



التلخیص الجمیل

فی حل

الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل

للامام ابی الحسنات محمد عبدالحیی اللکنوی رحمہ اللہ

تلخیص

از

شمس الرحمن محسود

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

استاذ و معاون نگران شعبہ تخصص فی الحدیث

جامعہ اشرف المدارس کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصة المباحث المسمى بالتلخيص الجميل

حامداً ومصلياً ومستعيناً بالله.

اما بعد:

خطبہ میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے عجیب وغریب استعارات وکنایات سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی، پھر ہمیشہ کے لیے نہ تبدیل ہونے والے دینِ اسلام کی خوبی پر اللہ تعالیٰ کی ثناء ذکر کی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وبندگی کی گواہی دی۔ آخر میں اپنے نام اور والد صاحب کے نام کی تصریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس کتاب کے نفع بخش ہونے کی دعا کی۔

اس کے بعد اس رسالے کے نام کا وجہ تسمیہ اور وجہ تالیف کا تذکرہ کیا۔ اسی اثناء میں جرح وتعدیل کے میدان میں احتیاط کی تلقین کرکے اس میں لاپرواہی سے چلنے والے کے لیے سخت ہلاکت کی وعیدیں سنائیں۔ نیز اپنے ہم عصر شیخ صدیق حسن خان رحمہ اللہ پر نکیر کرتے ہوئے اس فن میں داخل ہونے والوں کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے لیے تنبیہات ذکر فرمائیں۔

مقدمہ

مقدمہ میں تین ایقاظ ذکر کیے ہیں، ان تین ایقاظات میں چار چیزیں ذکر کی

ہیں۔پہلی چیز رواۃ کی جرح وتعدیل کا حکم، دوسری چیز ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی تحقیق کولازمی قرار دینا، تیسری چیز بغیر ضرورت کے جرح کرنے میں جلدی کرنے سے بچنا، چوتھی چیز جائز وناجائز جرح اوراس کا نقل کرنا۔

پہلے ایقاظ کا خلاصہ

اس ایقاظ میں مصنف رحمہ اللہ نے اس بات کو ثابت کیا ہے، کہ کسی شرعی ضرورت کی خاطر کئی موقعوں پر کسی کی غیبت کرنا جائز ہوسکتی ہے، جن میں سے علامہ نووی رحمہ اللہ اور امام غزالی رحمہ اللہ سے منقول چھ ایسے مواقع ذکر کیے ہیں، جہاں کسی کی غیبت جائز ہوجاتی ہے، بلکہ بسااوقات واجب ہوجاتی ہے۔وہ چھ مواقع مندرجہ ذیل ہیں:

(1)ظلم کی شکایت کرنا، (2) برائی کو ختم کرانے میں مدد طلب کرنا، (3) استفتاء کے وقت، (4)مسلمانوں کو کسی کے شر سے باخبر کرنا، (5)اعلانیہ گنہگار اور بدعتی کے غیر شرعی امور کا تذکرہ کرنا اور (6) کسی کی پہچان کے لیے نقص پر مبنی وصف کے ساتھ پہچان کرانا۔

دوسرے ایقاظ کا خلاصہ

اس ایقاظ میں مصنف رحمہ اللہ نے جائز جرح کے حدود ذکر کئے ہیں، چنانچہ تین مواقع پر جرح جائز نہیں۔(1) ضرورت سے زیادہ جرح کرنا جائز نہیں، (2) جس شخص کے متعلق جرح وتعدیل دونوں منقول ہوں، اس کے متعلق صرف جرح نقل کرنا، (3)ان علماء کی جرح کرنا جن سے احادیث کی روایت کرنے میں احتیاج نہ ہو۔

ان تینوں قسم کی جرح کے عدمِ جواز پر مختلف ائمہ ومحققین کی تقریباً چھ عبارات بطورِ استشہاد ذکر کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت سے زائد جرح کرنا جائز نہیں، جس شخص کے متعلق جرح وتعدیل دونوں منقول ہوں، ان میں سے تعدیل چھوڑ

کر صرف جرح نقل کرنا جائز نہیں اور ان علماء کی جرح کرنا بھی جائز نہیں، جن سے احادیث روایت نہیں کی جاتی، جیسے علماء تاریخ اور شعراء وغیرہ۔ آخر میں مصنف رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے ایک مکتبہ فکر کے متشدد علماء کے غلط طرزِ عمل کی طرف اشارہ کر کے ان پر شدید نکیر فرمائی، کیونکہ وہ ثقہ رواۃ وائمہ کو غیر مقبول جرح کے ذریعے سے مجروح قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

تیسرے ایقاظ کا خلاصہ

اس ایقاظ میں مصنف رحمہ اللہ نے جارح اور معدِل کی شرائط ذکر کی ہیں، جن میں علم، تقوی، ورع، سچائی، تعصب سے گریز کرنا اور اسبابِ جرح وتعدیل کی معرفت داخل ہیں۔ جس میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں، اس کی جرح نہ مطلقاً قابلِ قبول ہے اور نہ کسی قید کے ساتھ۔ اس بات کے ثابت کرنے پر ائمہ محققین میں سے تقریباً چھ عبارتیں بطورِ استشہاد کے ذکر کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شرائط سے خالی لوگوں کی جرح قابل قبول نہیں، اور امت کے علماء نے ان کی جرح رد کردی ہے۔ جیسے امام دار قطنی کی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جرح کو دلائل کی روشنی میں رد کردیا۔

پہلے مرصد کا خلاصہ

اس مرصد میں مقبول اور غیر مقبول جرح کا بیان ہے، اور ان دونوں میں سے مبہم اور غیر مبہم کی تفصیل ذکر کی ہے۔ چونکہ جرح وتعدیل کبھی مفسر ہوتے ہیں اور کبھی مبہم، ان دونوں میں سے ہر ایک کے مفسر ہونے کی صورت میں قبولیت پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ جرح مبہم اور تعدیل مبہم کی قبولیت میں اختلاف ہوا ہے، جس میں علماء ومحققین کے چار اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ تعدیل بغیر سبب کے ذکر کئے قبول کی جائے گی، کیونکہ ان کے

اسباب زیادہ ہیں اور جرح کے اسباب میں لوگوں کا معیار مختلف ہونے کی وجہ سے اس کی وضاحت اور سبب بیان کئے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔ اس پہلے قول کی وضاحت کے لیے کئی مثالیں پیش کی ہیں، جہاں پر جرح واضح ہے لیکن اسے رد کر دیا گیا ہے کیونکہ اس جرح کے اسباب معیاری نہیں ہیں۔

دوسرا قول پہلے قول کے برعکس ہے، یعنی تعدیل بغیر سبب کے ذکر کیے قبول نہیں کی جائے گی، اور جرح سبب کے ذکر کیے بغیر بھی قبول کی جاسکتی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جرح وتعدیل دونوں میں سبب کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

چوتھا قول اس کا برعکس ہے، یعنی دونوں میں سبب کا ذکر کرنا ضروری نہیں، بشرطیکہ جارح اور معدِل اسبابِ جرح وتعدیل جانتا ہو۔

مذکورہ بالا چاروں اقوال میں سے پہلا قول راجح ہے، اور یہی جمہور محدثین اور ائمہ کا مذہب ہے، جن میں سے احناف، اصحاب سنن اربعہ اور شیخین (یعنی امام بخاری وامام مسلم) بھی ہیں۔ دوسرا قول امام الحرمین، امام غزالی اور امام رازی رحمہ اللہ کا ہے، تیسرا قول خطیب بغدادی اور اصولیین نے نقل کیا ہے، جبکہ چوتھے قول کو قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ نے پسند فرمایا ہے، اور اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے۔ لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہ قول جمہور کا نہیں بلکہ جمہور کے ہاں پسندیدہ قول پہلا ہے۔

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تقریباً بیس سے اوپر ایسی عبارات بطور استشہاد کے ذکر کی ہیں، جن سے ان چاروں اقوال میں مذکورہ بالا ترتیب معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ

فائدہ میں مذکورہ بالا چار اقوال میں سے راجح قول پر ایک اشکال اور اس کے جواب کا ذکر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رواۃ کی جرح اور ان کی حدیث کو رد کرنے میں کتبِ

جرح وتعدیل پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ان کتابوں میں سبب جرح بہت ہی کم بیان کیا جاتا ہے، اگر ہم بیانِ سبب کو شرط قرار دیں گے تو جرح کا باب ہی بند ہو جائے گا۔

اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اصول تو یہی ہے کہ ان کتابوں پر بھی اثباتِ جرح میں اعتماد نہیں کر سکتے، البتہ ان کتابوں میں منقول جرح کی وجہ سے کسی راوی میں توقف کی حد تک اعتماد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی راوی کے متعلق بغیر سبب بیان کیے جرح سامنے آئی، تو وہ راوی مشکوک ہو گیا، اور اس شک کی بناء پر اس کی روایت میں توقف سے کام لیا جائے گا اور اس کی مزید تحقیق کی جائے گی، جب اس کا معاملہ واضح ہو جائے، تب اس کے قبول یا رد میں سے کسی ایک پہلو کو اختیار کیا جائے گا، جیسا کہ شیخین وغیرہ نے ایسے رواۃ کے متعلق یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔

ہر عقلمند کے لیے آخری بات

یہاں سے اس مذکورہ بالا بحث کے تتمہ کے طور پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک انوکھی تحقیق پیش کی ہے، کہ راجح قول تو پہلا قول ہی ہے، لیکن جس راوی کے بارے کسی نے توثیقی کلمات نہ کہے ہوں اور جرح مبہم موجود ہو، تب ایسا راوی مجہول ہو جاتا ہے اور اس مجہول راوی کے حق میں جارح کی مذکورہ مبہم جرح قبول کی جائے گی، کیونکہ اس مجہول راوی کے حق میں اس جارح کے قول کو مہمل چھوڑنے کے بجائے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے، ہاں جس راوی کی توثیق بیان کی گئی ہو، تو اس کے حق میں جرح مجمل ومبہم قبول نہیں کی جائے گی۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اگرچہ ابن صلاح وغیرہ کی تحقیق کے برخلاف ہے، لیکن پھر بھی اچھی تحقیق ہے، اور یہیں سے مذکورہ مسئلہ مخمسہ ہو جاتا ہے، یعنی اس میں چار اقوال کے بجائے پانچ اقوال بن جاتے ہیں۔

دوسرے مرصد کا خلاصہ

پہلا مسئلہ

جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا اور اس جیسے دیگر مسائل مفیدہ کے بیان میں
اس شخص کے لیے جو کتبِ جرح وتعدیل کا مطالعہ کرتا ہو

اس مرصد میں کئی مسائل ذکر کیے ہیں، پہلا مسئلہ یہ ہے کہ شہادت اور روایت کے باب میں کتنی تعداد ہونی چاہئے؟ اس میں علماء کے کئی اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ شہادت اور روایت دونوں میں دو آدمیوں کی تعدیل ضروری ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ایک آدمی کی توثیق کافی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ شہادت اور روایت دونوں میں فرق ہے، روایت میں ایک کافی ہے، جبکہ شہادت اس کے برعکس ہے۔ تقریباً یہی تیسرا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ

ہر بندے کی جرح وتعدیل قبول کی جائے گی، چاہے مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام۔

تیسرا مسئلہ

جب کسی راوی کے متعلق جرح وتعدیل میں اس طور پر تعارض آجائے کہ بعض ائمہ اس کی توثیق کریں اور بعض تجریح، تو اس میں تین اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ جرح مطلقاً مقدم ہے چاہے تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، دوسرا قول اس کے برعکس ہے، یعنی اگر تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم کی جائے گی، تیسرا قول یہ ہے کہ جرح وتعدیل میں سے کسی ایک کو مرجح اور دلیل کے بغیر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس اصول سے غفلت کی وجہ سے

ہمارے زمانے کے بہت سے علماء گمراہ ہوگئے، کہ وہ جرح تعدیل پر مقدم ہے، جو کہ مفسر ہو، کیونکہ جرح مبہم تو صحیح مذہب کے مطابق قابل قبول ہی نہیں، تو اس کے ذریعے سے تعارض بھی ناممکن ہوا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے، چاہے جو بھی جرح ہو، اور جس راوی کی شان میں ہو، اور جس کی طرف سے بھی ہو۔ یہ خیال درست نہیں۔ بلکہ جرح تعدیل پر تب مقدم ہے، جب دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ جرح مفسر بھی ہو۔ اگر تمام شرائط پورے نہ ہوں، یا جرح مفسر نہ ہو، تو جرح تعدیل پر مقدم نہیں ہو سکتی۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا تفصیل پر اصولیین کے طرز تصنیف سے استدلال کیا ہے، کہ اصولیین جرح مبہم اور اس کی عدمِ قبولیت کا مسئلہ ذکر کرتے ہیں، پھر اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد جرح وتعدیل میں تعارض کا مسئلہ ذکر کرتے ہیں، تو یہ تعارض کی بحث کو اتنے قریب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تعارض کی بحث میں جرح سے مراد جرح مفسر ہی ہے، کیونکہ جرح مبہم تو غیر مقبول ہے، اور تعدیل مقبول ہوتی ہے۔ اور مقبول وغیر مقبول کے درمیان تعارض ہو نہیں سکتا، اس لیے تعارض کی بحث میں جرح مفسر ہی مراد ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس تحقیق وتفصیل اور مذکورہ بالا استدلال پر دیگر علماء میں سے چھ علماء کرام کی عبارات بطور استشہاد کے پیش کی ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرح وتعدیل میں تعارض کے وقت جرح سے مراد جرح مفسر ہی ہے۔

آخر میں خلاصہ یہ پیش کیا ہے کہ اگر کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل صادر ہو جائیں، تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو جرح وتعدیل دونوں مبہم ہوں گے، ایسی صورت میں تعدیل مقدم ہے، یا جرح مبہم اور تعدیل مفسر ہے، تو اس صورت میں بھی تعدیل مقدم ہے۔ اگر جرح مفسر ہے اور تعدیل

چاہے مبہم ہے یا مفسر، تو اس صورت میں جرح مقدم ہوگی۔

فائدہ

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے فائدہ میں اس بات کی تصریح کی ہے، کہ بسا اوقات بعض وجوہات کی بنیاد پر تعدیل جرح مفسر پر بھی مقدم کی جاتی ہے، اور جرح کو رد کر دیا جاتا ہے، اگر چہ وہ مفسر ہی کیوں نہ ہو، ان بعض وجوہات کی مزید تفصیل مرصد رابع میں آئے گی۔ ان وجوہات کی بنیاد پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں کے متعلق بعض ائمہ کی جرح قبول نہیں۔

تیسرے مرصد کا خلاصہ

الفاظِ جرح وتعدیل، ان کے مراتب اور ان کے درجات کے بیان میں

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے الفاظ جرح وتعدیل کے مراتب کے سلسلے میں بنیادی طور پر تین علماء کے حوالے دیئے۔ پہلا حوالہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا دیا ہے کہ انہوں نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں مقبول رواۃ کے بارے توثیقی کلمات چار اور جرح کی عبارات میں پانچ مراتب بیان کئے۔ دوسرا حوالہ علامہ عراقی رحمہ اللہ کا دیا ہے، کہ انہوں نے ''شرح الالفیہ'' میں تعدیل کی چار اور جرح کی عبارات کے پانچ مراتب ذکر کئے ہیں۔ اور تیسرا حوالہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ اور علامہ سندی کا ذکر کیا ہے، کہ انہوں نے جرح وتعدیل دونوں کے چھ چھ مراتب بیان کیے ہیں، اور یہ چھ چھ مراتب گزشتہ دو حوالوں کی روشنی میں بطور نچوڑ کے ذکر کئے ہیں۔

پانچویں ایقاظ کا خلاصہ

حدیث پر صحت یا حسن یا ضعف کا حکم لگانے کی غایت اور منتہیٰ

محدثین جب کسی حدیث کے متعلق صحت حسن یا ضعف کا حکم لگاتے ہیں تو اس کا

مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظاہر اسناد پر عمل کرتے ہوئے یہ حکم لگایا گیا ہے، یہ مطلب نہیں کہ یہ حدیث نفس الامر میں بھی ایسی ہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سند میں روات ثقہ ہوں، لیکن نسیان اور خطاء تو ان سے بھی سرزد ہوسکتی ہے جس کی بنیاد پر یہ امکان باقی ہے کہ نفس الامر میں وہ روایت ظاہری حکم کے برخلاف ہو۔

چھٹے ایقاظ کا خلاصہ

اس بارے میں کہ صحت اور ثبوت کی نفی سے ضعف یا وضع کا حکم لگانا لازم نہیں آتا ''محدثین'' کا کہنا کہ ''لا یصح'' اور ''لا یثبت ھذا الحدیث'' (یعنی یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ حدیث ثابت نہیں)۔ اس سے یہ سمجھنا کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے۔ یہ ان محدثین کی مصطلحات اور ان کی تصریحات سے لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ عدم ثبوت وضع کو مستلزم نہیں، اور نہ ہی عدم صحت وضع کو مستلزم ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ صحیح نہ ہو لیکن موضوع بھی نہ ہو بلکہ حسن ہو۔ اس بات کے ثبوت پر تقریباً آٹھ عبارات بطور استشہاد پیش کی ہیں۔

ساتویں ایقاظ کا خلاصہ

محدثین کے قول حدیث منکر، منکر الحدیث اور یروی المناکیر کے درمیان فرق کے بیان میں

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تینوں عبارات میں فرق ہے، اس فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چنانچہ اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''ھذا حدیث منکر'' کہنے سے راوی غیر ثقہ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ نکارت کا اطلاق مجرد تفرد پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ''فلان روی المناکیر'' یا ''حدیثہ ھذا منکر'' وغیرہ عبارات سے بھی ضعف ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ منکر کا اطلاق راوی پر اس لیے بھی ہوتا ہے کہ اس نے

ایک ہی حدیث روایت کی ہے۔اسی طرح اس ثقہ راوی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جوضعفاء سے مناکیر نقل کرتا ہے۔کسی راوی کے متعلق ''منکر الحدیث'' کہنے سے بھی یہ مراد نہیں کہ ان کی تمام مرویات منکر ہیں، کیونکہ جس راوی کی تمام مرویات میں سے بعض مرویات مناکیر ہوں اسے بھی ''منکر الحدیث'' کہا جاتا ہے،اور یہ کوئی ضعف کی نشانی نہیں۔اس کے علاوہ وہ حدیثِ فرد جس کا کوئی متابع نہ ہو اس پر بھی منکر کا اطلاق بعض ائمہ نے کیا ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ابن دقیق العید کے حوالے سے ''منکر الحدیث'' اور اس کے علاوہ تین عبارات یعنی ''روی مناکیر'' یا ''یروی المناکیر'' یا ''فی حدیثہ نکارۃ'' میں یہ فرق نقل کیا ہے کہ ''منکر الحدیث'' ایک ایسا وصف ہے جس سے راوی قابل ترک ہوسکتا ہے لیکن اس کے علاوہ ''روی مناکیر'' یا ''یروی المناکیر'' یا ''فی حدیثہ نکارۃ'' جیسی عبارات سے راوی میں ضعف نہیں آتا، کیونکہ جب تک اس کی روایت میں مناکیر زیادہ نہ ہوں تب تک اسے منکر الحدیث نہیں کہہ سکتے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس تفصیل پر ایک اشکال اور اس کا جواب ذکر کیا ہے،اشکال یہ کیا ہے کہ ''انکار'' جرح مفسر ہے،اس سے ضعف کیوں لازم نہیں آتا؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ''منکر الحدیث'' وہ ضعیف ہے جو ثقات کی مخالفت کرے اور ائمہ کے ہاں اسبابِ جرح متفاوت اور مختلف ہیں، ہوسکتا ہے جس امام نے کسی راوی کو جس سبب کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہو، وہ سبب دوسرے امام کے نزدیک سببِ جرح نہ ہوں۔اس تحقیق سے قطع نظر یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ ''نکارت'' تب نقصان دہ ہیں جب اس میں ثقات کی مخالفت کثرت سے کی جائے۔

اسی طرح بسا اوقات کسی راوی کے متعلق ''انکر ما رواہ'' کے الفاظ استعمال کئے

جاتے ہیں، اس سے روایت ضعیف نہیں ہوتی۔

آخر میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے چار قسم کا فرق بیان کیا، پہلا فرق امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کے درمیان ''منکر'' کے اطلاق کے سلسلے میں ہے، چنانچہ ''منکر'' کا اطلاق جب امام بخاری رحمہ اللہ کسی راوی پر کرے اس سے وہ راوی ضعیف سمجھا جاتا ہے اور اس سے روایت نقل کرنا جائز نہیں ہوتا، اور اگر امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کسی راوی پر ''منکر'' کا اطلاق کرے، تو اس سے راوی ضعیف نہیں سمجھا جاتا۔

دوسرا فرق ''روی المناکیر، یا یروی المناکیر، یا فی حدیثہ نکارۃ'' وغیرہ الفاظ اور ''منکر الحدیث'' وغیرہ الفاظ کے درمیان ہے، یعنی پہلے تین عبارت سے معتد بہ مقدار میں جرح ثابت نہیں ہوتی، جبکہ دوسری عبارت یعنی ''منکر الحدیث'' سے معتد بہ مقدار میں جرح ثابت ہوتی ہے۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ ''الکامل'' اور ''المیزان'' وغیرہ کتابوں میں اگر کسی راوی کے متعلق ''أنکر ما روی'' کے الفاظ ہوں تو اس سے راوی ضعیف نہیں ہوتا کیونکہ محدثین اس لفظ کا اطلاق حدیثِ حسن اور صحیح پر بھی کرتے ہیں۔

چوتھا فرق یہ بیان کیا ہے کہ قدماء کا یہ کہنا کہ ''ھذا احدیث منکر'' اور متاخرین کا یہ کہنا کہ ''ھذا احدیث منکر''، ان دونوں میں فرق ہے۔ کیونکہ قدماء محض تفرد راوی کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں اور متاخرین ایسے ضعیف راوی کی روایت پر اطلاق کرتے ہیں جو ثقات کی مخالفت کرے۔

آٹھویں ایقاظ کا خلاصہ

کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول ''لیس بشیئ'' کے بیان میں

ابن معین جب کسی راوی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ''لیس بشئ''، تو اس سے ان کی

مراد یہ ہوتی ہے کہ اس راوی کی روایات کم ہیں، زیادہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ابن معین کا اس طرح کہنے سے راوی ضعیف نہیں ہوتا۔

نویں ایقاظ کا خلاصہ

کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول ''لا باس بہ'' یا ''لیس بہ باس'' کی مراد کے بیان میں

ابن معین جب کسی راوی کے متعلق ''لا باس بہ'' وغیرہ الفاظ کہتے ہیں، تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ راوی ثقہ ہے، یہ مطلب نہیں کہ وہ راوی ثقہ سے کم تر ہے، جیسا کہ متاخرین کے ہاں اس عبارت کے استعمال سے یہ تصور کیا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ابن معین نے خود اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ جب میں کسی راوی کے متعلق ''لا باس بہ'' کہتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ثقہ ہے، لیکن جب **''ضعیف''** کہتا ہوں تب یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ ثقہ نہیں۔

دسویں ایقاظ کا خلاصہ

کسی راوی کے متعلق احمد کا قول ''ھو کذا و کذا'' کی مراد کے بیان میں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب کسی راوی کے متعلق ''ھو کذا و کذا'' کہتے ہیں، تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس راوی میں کچھ نہ کچھ کمزوری موجود ہے۔

گیارھویں ایقاظ کا خلاصہ

کسی راوی کے متعلق ابن معین کے قول ''یکتب حدیثہ'' کی مراد کے بیان میں

ابن معین رحمہ اللہ کے قول ''یکتب حدیثہ'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

بارھویں ایقاظ کا خلاصہ

''میزان'' کے اندر حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے طریقہ کار کے بیان کے متعلق جب وہ کسی راوی کے متعلق ''مجہول'' کہتے ہیں

میزان کے اندر علامہ ذہبی رحمہ اللہ جب کسی راوی کے متعلق ''مجہول'' کہیں، تو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ جب ''مجہول'' کہیں اور کسی کہنے والے کی طرف اس کو منسوب نہ کریں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ قول امام ابوحاتم رحمہ اللہ کا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی کہنے والی کی طرف اس کی نسبت کرے جیسے ابن المدینی وغیرہ، پھر تو بات واضح ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی راوی کے متعلق فيه جهالة، أو نكرة، أو يجهل، أو لايعرف وغیرہ عبارات ذکر کریں، اور کسی قائل کی طرف ان کی نسبت نہ کریں، تو وہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ''ثقۃ، اوصدوق، اوصالح، اولین'' یا اس جیسی دوسری عبارات، جب ان کی کسی کی طرف نسبت اور اضافت نہ کی جائے، تو وہ بھی علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے ہی اقوال اور اجتہادات میں سے شمار کی جاتی ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں غیر معروف روات ذکر کئے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مین نے تمام غیر معروف روات ذکر کئے ہیں، بلکہ میں نے ان غیر معروف روات میں سے کچھ ذکر کئے ہیں، ہوسکتا ہے کہ کہ ان کے علاوہ بھی بہت سے غیر معروف روات ہوں، لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام غیر معروف روات کو ذکر کیا ہے، اسی طرح ابوحاتم رحمہ اللہ نے جن روات کو مجہول قرار دیا ہے، وہ بالاستیعاب سب کے سب ذکر کئے ہیں۔

تیرھویں ایقاظ کا خلاصہ

کسی راوی کے متعلق اکثر محدثین کے قول ''مجھول'' اور ابو حاتم کے قول ''مجھول'' کے درمیان فرق کے بیان میں

ابو حاتم رحمہ اللہ جب کسی راوی کے متعلق مجہول کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے جہالت الوصف مراد ہوتی ہے، جبکہ دیگر محدثین کے نزدیک مجہول کہنے سے جہالت العین مراد ہوتی ہے۔

جہالت الوصف اور جہالت العین کی ارتفاع:

جہالت العین دو بندوں کی روایت کرنے سے مرتفع ہوتی ہے، جبکہ جہالت الوصف ایسی نہیں، ہاں دار قطنی کے ہاں جہالت الوصف بھی دو بندوں کے روایت کرنے سے مرتفع ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن عبد البر سے دو قول منقول ہیں، ایک قول کے مطابق تین بندوں کی روایت کرنے سے جہالت مرتفع ہوتی ہے، اور دوسرے قول کے مطابق دو بندوں کی روایت کرنے سے، دوسرے قول کو صیغہ تمریض سے ذکر کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔

البتہ یہ بات ہے کہ خطیب کے نزدیک اس سے دو بندوں کی روایت کے ذریعے سے اس کے لیے عدالت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ اور سخاوی کے نزدیک دو ثقہ کی روایت کرنے سے عدالت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

مجہول کی تعریف: خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ'' میں فرمایا کہ اہل حدیث (یعنی محدثین) کے نزدیک مجہول ہر وہ شخص ہے جو فی نفسہ طلبِ علم سے مشہور نہ ہو، اور نہ علماء نے اسے طلبِ علم کی وجہ سے پہچانا ہو، اور جس کی حدیث صرف ایک ہی راوی کی جہت سے معروف ہو

ابوحاتم نے کچھ رواۃ کے متعلق مجہول کا لفظ استعمال کیا ہے، لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی اپنی ایک خاص اصطلاح ہے، کیونکہ جن کے متعلق مجہول کا لفظ استعمال فرمایا ہے، وہ رواۃ نہ مجہول العین ہو سکتے ہیں، اور نہ مجہول الوصف۔ کیونکہ ان سے دو سے زیادہ لوگوں نے روایت نقل کی ہے، جن میں بڑے بڑے ائمہ بھی ہیں، جس کی وجہ سے جہالت العین اور جہالت الوصف دونوں مرتفع ہو جاتی ہیں، نیز بعض رواۃ کے متعلق دیگر ائمہ کی تصریحات بھی موجود ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔

چودھویں ایقاظ کا خلاصہ

راوی کے متعلق ابوحاتم کے قول ''مجہول'' کی قبولیت کی غایت اور منتہیٰ کے بیان میں

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوحاتم جب کسی راوی کے متعلق ''مجہول'' کا لفظ استعمال کریں اور کوئی دوسرا محقق عالم اس کی موافقت کرے، تب تو آپ کے قول کو قبول کیا جائے گا، ورنہ نہیں۔ لہٰذا اس لفظ کے ذریعے سے رواۃ کی جرح کرنے کی وجہ سے ابوحاتم پر اعتبار کرنا صحیح نہیں، کیونکہ انہوں نے بہت سے ایسے رواۃ کو مجہول قرار دیا، جو دیگر اہل علم اور محدثین کے نزدیک معروف ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تدریب الراوی میں نو (9) ایسے رواۃ کے نام ذکر کیے ہیں، جنہیں ابوحاتم نے مجہول قرار دیا، حالانکہ وہ دیگر محدثین کے نزدیک معروف اور مشہور ہیں، اور کبار علماء نے ان کی توثیق بھی کی ہے، اور ان سے روایت بھی نقل کی ہے۔

پندرھویں ایقاظ کا خلاصہ

راوی کے متعلق ابن القطان کے قول ''لایعرف لہ حال'' یا ''لم تثبت عدالتہ'' کے مدلول کے بیان میں

ابن القطان جب کسی راوی کے متعلق کہتا ہے کہ ''لایعرف لہ حال'' یا ''لم تثبت

عدالتہ''، تو اس سے وہ راوی ضعیف یا مجہول نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ابن القطان کی اپنی اصطلاح ہے، جو ہر اس راوی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے، جس کی کسی ہم عصر نے توثیق کی ہو اور نہ اس سے روایت نقل کی ہو جو اس کی عدالت پر دلالت کرے۔ اور اس قسم کے رواۃ صحیحین وغیرہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

سولہویں ایقاظ کا خلاصہ

محدثین کے قول ''ترکہ یحییٰ القطان'' کے مدلول کے بیان میں

جب کسی راوی کے متعلق ''ترکہ یحییٰ القطان'' کے الفاظ وارد ہوئے ہوں، تو اس سے وہ راوی مجروح نہیں ہو جاتا، کیونکہ یحییٰ القطان متعنتین اور متشددین ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں، اور متعنت ومتشدد آدمی کی جرح قابل قبول نہیں ہوتی اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بسا اوقات یحییٰ القطان کسی راوی کو ترک کر دیتے ہیں اور اس سے روایت نہیں لیتے، تو اس کی وجہ اتہام بالکذب نہیں ہوتا، بلکہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے اس راوی کی روایت کو ترک کر دیتے ہیں۔

سترھویں ایقاظ کا خلاصہ

راوی کے متعلق محدثین کے قول ''لیس مثل فلان'' کے مدلول کے بیان میں

کسی راوی کے متعلق محدثین کا ''لیس مثل فلان'' یا اس جیسے الفاظ کہنے سے وہ راوی ضعیف نہیں کہلایا جا سکتا۔

اٹھارویں ایقاظ کا خلاصہ

ایک ہی راوی کے متعلق ایک ناقد سے جرح وتعدیل دونوں کے صادر ہونے کی توجیہ کے بیان میں

ایک ہی راوی کے متعلق ایک ہی ناقد سے جرح وتعدیل دونوں کا صدور دو

وجهوں سے ہوتا ہے، یا تو اس وجہ سے کہ اس راوی کے متعلق اس امام کے اجتہاد میں تبدیلی آ گئی، یعنی پہلے اپنے اجتہاد سے ثقہ قرار دیا، پھر اجتہاد تبدیل ہو کر ضعیف قرار دیا۔ یا سوال کی کیفیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی پہلے مطلق پوچھا گیا تو ناقد نے جواب میں توثیقی کلمات کہے، پھر دوسری مرتبہ جب اس راوی کے ساتھ دوسرے بندے کو ملا کر دونوں کے متعلق سوال کیا گیا، تو دوسرے کی بنسبت اس راوی کو ضعیف قرار دیا۔ جس کی وجہ سے فی نفسہ وہ راوی ثقہ ہی ہوتا ہے لیکن دوسرے کی بنسبت کم ثقہ ہوتا ہے۔ جس سے شبہ ہوجاتا ہے کہ یہ تو مطلقاً ضعیف ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ایسے کئی روات کی مثالیں پیش کی ہیں، جن کے متعلق ایک ہی ناقد سے جرح وتعدیل دونوں کے کلمات صادر ہوئے ہیں۔

انیسویں ایقاظ کا خلاصہ

راوی کے متعلق محدثین کی جرح کی قبولیت میں غور وفکر کے لازم ہونے کے بیان میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی راوی پر جرح کا حکم لگانے میں جلدی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اس کی خوب تنقیح کرنی چاہیے، کیونکہ بسا اوقات کسی راوی پر جرح تو ہوجاتی ہے، لیکن اس کی قبولیت سے کوئی چیز مانع ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس راوی کو ضعیف قرار نہیں دے سکتے۔ ایسی جرح کی کئی صورتیں بنتی ہیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ جارح جب خود مجروح ہو تو اس کی جرح پر عمل نہیں کیا جائے گا اور وہ قابل قبول نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جارح متعنت یا متشدد ہو، تب بھی اس کی جرح پر عمل نہیں کیا جائے گا اور اسے رد کر دیا جائے گا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے متعنتین اور

متشددین ائمہ جرح وتعدیل کے کچھ نام ذکر کیے ہیں، جن میں سے ابوحاتم، نسائی، ابن معین، ابن القطان، یحیٰ بن معین اور ابن حبان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جرح میں حد سے تجاوز کرنے والے اور اس میں تعنت سے کام لینے میں مشہور ہیں۔ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس پر تقریباً دس عبارات بطور استشہاد کے پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا ائمہ متعنتین یا متشددین میں سے ہیں۔

سخاوی نے ''فتح المغیث'' میں فرمایا کہ جنہوں نے رجال پر کلام کیا حافظ ذہبی نے ان کی کئی قسمیں بنائی۔ ایک قسم وہ ہے جنہوں نے تمام روات پر کلام کیا، جیسے ابن معین اور ابوحاتم۔ دوسری قسم جنہوں نے اکثر روات پر کلام کیا، جیسے مالک اور شعبہ۔ تیسری قسم جنہوں نے ایک راوی کے بعد دوسرے راوی (یعنی بعض روات) پر کلام کیا، جیسے ابن عیینہ اور امام شافعی۔

پھر ان تینوں میں سے ہر ایک کی تین قسمیں بنائی ہیں:

(1) ایک قسم وہ ہے جو جرح میں متعنت اور تعدیل میں متثبت ہے، راوی پر دو تین غلطیوں کی وجہ سے جرح کر دیتا ہے، ایسے آدمی کی توثیق قابل قبول ہے، اور تضعیف تب تک قابل قبول نہیں جب تک کوئی دوسرا اس کی موافقت نہ کرے۔

(2) دوسری قسم وہ ہے جو تسامح سے کام لیتے ہیں۔ جیسے امام ترمذی اور امام حاکم وغیرہ۔

(3) تیسری قسم وہ ہے جو کہ معتدل ہیں جیسے امام احمد، دارقطنی اور ابن عدی۔

پھر ہر طبقہ متشدد اور متوسط پر مشتمل ہے، یعنی ہر طبقے کے ائمہ میں کچھ متشدد ہیں، اور کچھ متوسط ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ کو خاص شہروں یا خاص مذاہب والے روات کے متعلق تعنت ہوتا ہے، تمام روات کے متعلق نہیں ہوتا۔ جس پر تقریباً

پانچ عبارات بطور استشہاد کے پیش کی ہیں۔

آگے تقریباً چھ ایسے مصنفین اور ان کی کتابوں کے متعلق بتایا جو حدیث کی سند میں موجود کسی راوی میں معمولی ضعف یا دوسری حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس پوری حدیث پر ضعف یا وضع کا حکم لگاتے ہیں اور اس میدان میں کتابیں لکھی ہیں جن میں بہت سی قوی احادیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ جو کہ نامناسب کام ہے اور اس سے باخبر رہنا چاہئے۔

بیسویں ایقاظ کا خلاصہ

ابن حبان کا اپنی کتاب ''الثقات'' میں طریقہ کار کے بیان میں

ابن حبان کی کتاب الثقات تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے، دوسرا حصہ تابعین اور تیسرا حصہ تبع تابعین کے متعلق ہے۔ اور اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا، اس میں کم یا زیادہ عمر یا علمی بزرگی وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا، بلکہ حروف تہجی کی ترتیب کو ملحوظ رکھا۔

آپ نے خود فرمایا کہ جو بھی اس کتاب میں مذکور ہے وہ مقبول ہے، اس کی روایت سے استدلال کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس روایت میں اس کتاب الثقات کا کوئی راوی موجود ہو، وہ روایت پانچ خصلتوں سے خالی ہو، وہ پانچ خصلتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(1) یا تو اس شیخ کے اوپر جس کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے علاوہ کوئی ضعیف شیخ ہوگا، کیونکہ (صحابہ کرام) کے اقدار کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاک کیا ہے کہ ضعف ان سے چمٹ جائے۔

(2) یا ان سے نیچے کوئی ایسا ''شیخ واہ'' ہوگا جس کی روایت سے دلیل پکڑنا جائز نہ ہو۔

(3) یا وہ خبر مرسل ہوگی، جس کی وجہ سے وہ ہمارے لیے حجت نہیں بن سکتی۔

(4) یا ایسی منقطع ہوگی، کہ اس جیسے پر حجت قائم نہ ہو سکتی ہو۔

(5) یا سند میں کوئی مدلس شیخ ہو، جس نے اپنے خبر کا سماع اس سے واضح بیان نہ کیا ہو جس سے انہوں نے سنا ہے۔

جب روایت ان پانچ خصلتوں سے خالی پائی جائے، تو پھر اس کے ذریعے سے دلیل پکڑنے سے کنارہ کشی جائز نہیں۔

بعض لوگوں نے ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کی ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ پیچھے گزر گیا کہ ابن حبان متشددین میں سے ہے، اور جو بندہ متشدد ہو وہ کیسے متساہل ہو سکتا ہے، علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس بات پر بطور استشہاد کے تدریب الراوی اور فتح المغیث کی دو مفصل عبارتیں پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وجہ سے ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت ہو رہی ہے، وہ اس کی اپنی اصطلاح کی وجہ سے ہو رہی ہے کیونکہ وہ حسن کو صحیح میں شامل کرتا ہے۔ اور اپنی اصطلاح بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شرائط کی وجہ سے تساہل کی نسبت ہوئی ہو، تو آپ کی شرائط پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ شرائط کتنی سخت ہیں۔ کیونکہ وہ صحیح ابن حبان میں ہر اس روایت کو لاتے ہیں، جس کا راوی ثقہ غیر مدلس ہو، جس نے اپنے شیخ سے سنا، اور اس سے لینے والے نے بھی اس سے سنا، وہاں پر کوئی ارسال یا انقطاع نہ ہو، مجہول الحال راوی میں نہ جرح ہو اور نہ تعدیل، اس کے شیخ اور اس سے روایت کرنے والوں میں سے ہر ایک ثقہ ہو اور کوئی منکر حدیث نہ لائے، تو وہ (مجہول الحال راوی) ان کے نزدیک ثقہ ہے۔

اکیسویں ایقاظ کا خلاصہ

ابن عدی کا اپنی کتاب ''الکامل'' میں طریقہ کار

کامل ابن عدی میں بہت سے رواۃ پر معمولی کمزوری کی وجہ سے ضعف کا حکم

لگایا گیا ہے، جس کی وجہ سے اس پر اعتبار کرنا مشکل ہے، اس بات کی گواہی میزان الاعتدال کے مؤلف علامہ ذہبی کی عبارت دیتی ہے، کیونکہ میزان الاعتدال "کامل ابن عدی" کی ملخص ہے، تو علامہ ذہبی نے میزان کے دیباچہ میں اپنی کتاب کا طریقہ کار بتایا اور اس میں یہ تصریح کی ہے کہ اس میں بہت سے روات ہیں، جو معمولی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار دئے ہیں کیونکہ انہیں کامل ابن عدی رحمہ اللہ کے اندر ضعیف قرار دیا گیا تو میں نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے میزان میں بھی ویسے ہی نقل کیے، حالانکہ حقیقت میں وہ روات اتنے ضعف کے شکار نہیں۔

علامہ ذہبی کی مذکورہ بالا اصولی بات پر علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی اپنی ہی تقریباً آٹھ عبارتیں بطور استشہاد کے پیش کی ہیں، اور اس کے علاوہ دو تین عبارتیں دوسری کتابوں کی نقل کی ہیں۔

فائدہ

آخر میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ایک سوال مقدر کا جواب دینے کے لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت ذکر کی ہے، سوال یہ بنتا ہے کہ جس راوی کے متعلق جرح وتعدیل دونوں وارد ہوئے ہوں، تو ان دونوں کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا جواب دینے کے لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "تہذیب التہذیب" کے دیباچہ میں فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے متعلق جرح وتوثیق منقول ہو، اس کے ذکر کرنے کا فائدہ تعارض کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی جب دونوں کی روایات میں تعارض آجائے، تو پھر ان دونوں میں سے ہر ایک توثیق اور تجریح کو دیکھ کر وجہ ترجیح کے ذریعے سے کسی ایک کو ترجیح دی جائے گی۔

بائیسویں ایقاظ کا خلاصہ

ارجاء سنی اور ارجاء بدعی کے بیان میں

کتب اسماء الرجال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، آپ کے تلامذہ اور آپ کے شیوخ کی طرف ارجاء کی نسبت پائی گئی ہے، اس کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ارجاء کی اس نسبت کو مرجئہ ضالہ پر محمول کرنا لاعلمی کی علامت ہے، کیونکہ علامہ شہرستانی کی تحقیق کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے، کہ ارجاء کی نسبت سے مراد صرف مرجئہ ضالہ نہیں ہو سکتا، وجہ اس کی یہ ہے کہ ارجاء کے بنیادی طور پر دو معنی ہیں، پہلا معنی تاخیر کرنے کے ہے، اور دوسرا معنی امید دلانے کے ہے۔ ان دونوں معنوں کا اطلاق مرجئہ ضالہ پر درست ہے، کیونکہ پہلے معنی کے اعتبار سے وہ لوگ عمل کو نیت اور اعتقاد سے مؤخر کر دیتے تھے، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اطلاق بھی درست ہے، کیونکہ وہ گنہگاروں کو امید دلاتے تھے، کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت مضر نہیں، جیسا کہ کفر کے ہوتے ہوئے نیکی فائدہ مند نہیں۔

ایک تیسرا معنی یہ ہے کہ ارجاء نام ہے کبیرہ گناہ کے مرتکب کے حکم کو قیامت تک مؤخر کرنا۔

اس کے علاوہ ایک چوتھا مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ارجاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے درجے سے چوتھے درجے تک مؤخر کرنے کا نام ہے، اس قول کے مطابق مرجئہ اور شیعہ دو متقابل (فرقے) ہوئے۔

پھر مرجئہ کی چار قسمیں ہیں۔ مرجئۃ الخوارج، مرجئۃ القدریہ، مرجئۃ الجبریہ اور مرجئہ خالصہ۔

علامہ شہرستانی نے مرجئہ کی مزید کئی فرقوں کو تفصیل سے بیان کیا، جن میں سے

ثوبانیہ، التومنیہ، الصالحیہ، الیونسیۃ، العبیدیۃ اور الغسانیہ ہیں۔

مرجئہ ضالہ اور اہل سنت کے درمیان بنیادی فرق:

ان کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ مرجئہ ایمان کے سوا طاعات کو اور کفر کے سوا معاصی کو نہ فائدہ مند سمجھتے ہیں اور نہ مضر۔ اور وہ ظاہرِ حدیث ''من قال: لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ'' سے استدلال کرتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ایمان میں معرفت کافی نہیں، بلکہ زبانی اقرار کے ساتھ تصدیقِ اختیاری بھی ضروری ہے، اور یہ کہ طاعات مفید ہیں، اور معاصی ایمان کے باوجود بھی نقصان دہ ہیں، ان کے ارتکاب کرنے والے کو ہلاکت والی جگہ لے جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف ارجاء کی نسبت اور اس کی وجوہات:

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ایمان تصدیق بالقلب کا نام ہے، نہ وہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ وہ کم ہوتا ہے۔ اور مرجئہ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ عمل کو مؤخر کرنا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ منسوب کیا گیا کہ وہ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ (امام صاحب) قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کرتے تھے جو پہلے زمانے میں ظاہر ہوئے اور معتزلہ ہر اس شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے جو قدر (کے مسئلے میں) اس کی مخالفت کرتا۔ اسی طرح خوارج میں سے وعیدیہ بھی (یہی کرتا تھا)۔ تو یہ بات بعید نہیں کہ آپ کے لیے یہ لقب معتزلہ اور خوارج کے ان دو فرقوں کی جانب سے لازم ہو گیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مرجئہ کے ایک گروہ کے سربراہ غسان اپنے مذہب کی تائید کے لیے امام ابوحنیفہ کی روایت سے مسائل بیان کرتا تھا، جس کی وجہ سے لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ امام صاحب مرجئہ میں سے ہے۔ حالانکہ امام صاحب سے اپنے مسلک کی

تائید میں روایت نقل کرنے والا غسان مرجئہ میں سے تھا نہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔

طریقۃ المحمدیہ میں مرجئہ کی چار قسمیں بیان کی ہیں، جن میں سے پہلے دو کافر، تیسری قسم بدعتی اور چوتھی قسم حق پر ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل پر بطورِ استشہاد کے تقریباً سات ایسی عبارات پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجئہ سے مراد صرف مرجئہ ضالہ نہیں، بلکہ اس کے معنی میں وسعت کی وجہ سے اہل سنت والجماعت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ نیز بہت سے ایسے علماء اور محققین ہیں جن کے متعلق کتبِ فن میں ارجاء کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان کی طرف ارجاء کی نسبت کی گئی ہے، حالانکہ دیگر محققین نے اس نسبت کو ارجاء سنی پر محمول کیا ہے۔ لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا آپ کے پیروکاروں کی طرف ارجاء کی نسبت سے بھی ارجاء سنی ہی مراد ہے۔

فائدہ

فائدہ میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ شیعوں کے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں، انہوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ سلیمانی کے نزدیک امام ابوحنیفہ مرجئہ ضالہ میں سے ہے۔ اس کے دو جواب دئے ہیں ایک تحقیقی جواب کی طرف اشارہ کیا، کہ امام صاحب کی طرف اس نسبت کی تاویل ہوئی ہے۔ دوسرا جواب الزامی دیا ہے، وہ یہ ہے کہ سلیمانی نے امام صاحب کو شیعہ میں سے بھی شمار کیا ہے، حالانکہ نہ تو اہل سنت کے نزدیک امام صاحب شیعہ میں سے ہے اور نہ بذاتِ خود شیعہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ امام ابوحنیفہ شیعہ تھے، جب شیعہ سلیمانی کے اس قول کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تو پھر پہلے والے قول کو کیسے قبول کرتے ہیں؟

تذنیب مفید نافع لکل وجیہ

متنبہ کرنے والی آخری بات جو ہر ذی وجاہت کے لیے مفید ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی عبارت سے پیدا ہونے والا اعتراض اور اس کے جوابات کا خلاصہ

اس عنوان کے تحت امام ابوحنیفہ کی طرف ارجاء کی نسبت کے حوالے سے ایک اہم بحث کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الغنیہ میں تہتر فرقوں کا ذکر کیا، پھر ان میں سے ہر فرقے کے تحت مختلف فرقوں کا تذکرہ کیا، اسی اثناء فرقِ ضالہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مرجئہ کا ذکر کیا، پھر مرجئہ کے تحت دیگر چھوٹے فرقوں کی تفصیل اور ان کے اسماء کے ذکر کے وقت حنفیہ کا ذکر اس طرح کیا کہ اس میں باقاعدہ امام اعظم رحمہ اللہ کا اسم گرامی بھی ذکر کیا۔ کہ یہ وہ فرقہ ہے، جو کہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے پیروکار سمجھے جاتے ہیں۔ اس سے یہاں یہ اشکال پیدا ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے پیروکاروں کی کتابوں میں پائے جانے والے عقائد اور تصریحات اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ امام صاحب مرجئہ میں سے ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نسبت کے باوجود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے امام صاحب کو اسی کتاب کے اندر اچھے القاب کے ساتھ نہ صرف ذکر کیا، بلکہ ائمہ متبوعین کے اختلاف میں آپ رحمہ اللہ کی رائے بھی ذکر کی۔ اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نزدیک واقعی امام صاحب مرجئہ میں سے ہوتے تو آپ کی رائے کو ائمہ متبوعین کی آراء کے ساتھ ذکر نہ کرتے اور نہ آپ رحمہ اللہ کے لیے امام کا لفظ استعمال کرتے، معلوم ہوا کہ حضرت شیخ کا امام صاحب کو مرجئہ میں سے شمار کرانے کی کوئی توجیہ ضرور ہے، جس کی تحقیق ضروری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں علماء ومحققین سے منقول دس جوابات ذکر کیے، لیکن ان سب پر ساتھ ساتھ رد بھی کیا، بالآخر ایک جواب کو ترجیح دی، جس کے ذریعے سے اس اشکال کے رفع کرنے کی کوشش کی۔ ان جوابات اور ان پر رد کا خلاصہ بالترتیب ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔

پہلا جواب یہ ہے کہ ہم اس میں سکوت سے کام لیں گے، کیونکہ ہم شیخ کی بات نہیں سمجھ سکتے۔ لہٰذا شیخ صاحب کا کلام بھی درست سمجھیں گے، اور امام صاحب کو بھی برحق سمجھیں گے۔ لیکن اس پر رد یہ کیا کہ یہ کوئی محققانہ جواب نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جو شخص بھی حضرت شیخ صاحب کے سلسلے کی طرف منسوب ہو، اس پر لازم ہے کہ حضرت شیخ کے اس کلام کے بعد حنفیت سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اس پر یہ رد فرمایا کہ یہ جواب اس لیے درست نہیں کیونکہ احناف کی کتابیں اس عقیدے کی مخالفت کرتی ہیں اور خود شیخ صاحب کا امام صاحب کے لیے لفظ امام کا استعمال بھی شیخ کے اپنے سابقہ کلام کی مخالفت کرتا ہے، تو کیسے ایک بندے کی بات مانی جائے اور جمہور کو ترک کر دیا جائے۔ یہ تو عقل کے بھی خلاف ہے۔

تیسرا جواب یہ دیا کہ یہ عبارت حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی طرف سے نہیں لائی، بلکہ دوسرے سے نقل کی ہے، لہٰذا آپ تو صرف ناقل ہوئے اور ناقل پر تو صرف بات نقل کرنا لازم ہوتا ہے۔ اس جواب پر بھی رد فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنا بڑا عالم اور بزرگ اتنے بڑے امام کے بارے ایسی بے تکی کی بات نقل کرے۔ بلکہ ایسی بات کو ذکر کرتے وقت حضرت شیخ صاحب پر امام صاحب کا دفاع لازم ہو جاتا ہے۔

چوتھا جواب یہ دیا ہے کہ ''غنیۃ'' حضرت شیخ صاحب کی تصانیف میں سے نہیں ہے، لہٰذا اس کے ذریعے سے آپ پر الزام بھی درست نہیں۔ اس جواب پر بھی کئی

وجوہات کی بناء رد فرمایا ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ جیسے اکابر کی کتابوں میں غنیۃ کی نسبت حضرت شیخ صاحب کی طرف ہوئی ہے، لہٰذا اس سے انکار درست نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس نے بھی غنیۃ کو شروع سے آخر تک پڑھا وہ یہ ضرور جان لے گا کہ یہ حضرت شیخ صاحب کی ہی تصنیف ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ یہ آپ کی تصانیف میں سے نہیں ہے، بلکہ کسی دوسرے کی تصنیف ہے، پھر بھی اس کا مطالعہ کرنے والا اس میں شک نہیں کرے گا کہ اس کا مؤلف ایک فاضل ربانی، کامل حقانی ہے، اگرچہ وہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ہو۔ تب بھی اس شخص کی تصریح کی وجہ سے جو طائفہ متقنہ میں سے ہو اس بات کا لزوم کہ حنفیہ مرجئہ ہے، ابھی تک باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ قطب الزمان شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے طعن مندفع ہوا۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ یہ کسی متعصب کی جانب سے ادراج ہے، حضرت شیخ کی ذاتی عبارت نہیں۔ جیسا کہ بہت سے علماء کے خلاف زنادقہ نے اس طرح کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ایک احتمال ہے اور یہ احتمال اس خدشے کو دور کرنے کے لیے کافی نہیں۔

چھٹا جواب یہ ہے کہ یہاں پر امام ابوحنیفہ سے کوئی دوسرا امام ابوحنیفہ مراد ہے، ہمارے امام مراد نہیں۔ اس جواب کو بھی کئی وجوہات کی بناء رد کردیا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ صرف احتمال ہے، جو کہ کافی نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ کے لفظ کے ساتھ امام صاحب کا اپنا نام نعمان بن ثابت ذکر کیا جاچکا ہے، لہٰذا کوئی دوسرا ابوحنیفہ مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر دوسرا ابوحنیفہ مراد ہے تو اس کا مذہب مشہور نہیں ہوچکا ہے، لہٰذا اس کو فرق ضالہ میں سے شمار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ وہی مشہور امام صاحب ہی ہیں۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ ارجاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ارجاء البدعۃ، اور دوسری ارجاء السنہ ہے۔ بہت سے لوگوں نے حنفیہ کو ارجاء السنہ کا لقب دیا ہے، تو حضرت شیخ کا کلام بھی اسی دوسری قسم پر محمول ہے۔ اس جواب پر یہ رد کیا گیا، کہ حضرت شیخ تو گمراہ فرقے بیان کر رہے ہیں، اور ان میں سے ایک مرجئہ ہے، اور پھر مرجئہ کی مختلف شاخوں میں سے ایک شاخ حنفیہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ حضرت شیخ کی مراد ارجاء سے ارجاء البدعۃ ہی ہے، لہٰذا یہ جواب درست نہیں۔

آٹھواں جواب یہ ہے کہ یہاں پر "حنفیہ" سے شیخ کی مراد ان (احناف) میں سے ایک فرقہ مراد ہے، اور وہ مرجئہ ہیں۔ یعنی وہ حنفیہ جو فروع میں حنفی ہیں لیکن اصول یعنی عقائد میں مرجئہ ہیں، جیسے صاحب الکشاف فروع میں حنفی ہیں لیکن عقائد میں معتزلی ہیں، اسی طرح کئی علماء اصول میں حنفی ہیں اور فروع میں حنفی کے علاوہ دیگر مذاہب والے ہیں، تو یہاں پر بھی حنفیہ سے شیخ کی مراد وہ حنفیہ ہیں جو غالباً فروع میں حنفی ہیں اور اصول میں مرجئہ ہیں۔ لیکن اس پر بھی رد ہوا ہے۔ کیونکہ یہ جواب اگرچہ سابقہ جوابات سے اچھا ہے، لیکن پھر بھی کمزوری سے خالی نہیں، یہ اس وجہ سے کہ "غنیۃ" کی عبارت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مرجئہ اصل ہے اور اس کے فروع میں سے حنفیہ ہے، جبکہ جواب کا مقتضی یہ ہے کہ حنفیہ اصل ہے اور اس کے فروع میں سے مرجئہ ہے۔

نواں جواب یہ ہے کہ حنفیہ کا لفظ مرجئہ کے فروع کے ذکر کے وقت غلطی سے لکھا گیا ہے، اصل میں غسانیہ ہے، کیونکہ غسانیہ مرجئہ کی ایک شاخ ہے، اور غنیۃ میں مرجئہ کے فروع کے ذکر کے وقت غسانیہ کا ذکر نہیں جبکہ دیگر کتب میں مرجئہ کے فروع کے ذکر کے وقت غسانیہ کا ذکر ہے اور حنفیہ کا ذکر نہیں، تو معلوم ہوا کہ یہاں پر اصل میں غسانیہ ہے، جس کی جگہ غلطی سے حنفیہ لکھا گیا۔ اس کا بھی رد کیا گیا ہے، کیونکہ

یہ ایک احتمال ہے اور احتمال کی بنیاد پر اس خدشے کو زائل نہیں کیا جاسکتا، دوسری وجہ یہ ہے کہ غنیۃ میں حنفیہ کی تفسیر ''اصحاب نعمان بن ثابت'' کے ساتھ کی گئی ہے، اب اس تفسیر کو تو سہو نہیں کہہ سکتے اگر اسے بھی سہو قرار دیں تو پھر یہ تو احتمال در احتمال ہو جائے گا، جس کی طرف اہل کمال التفات نہیں کرتے۔

دسواں جواب یہ ہے کہ حنفیہ سے مراد یہاں پر وہ حنفیہ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان اکیلا معرفت باللہ ہے اور اس طرح کی باتیں مرجئہ خالصہ کی خرافات میں سے ہیں۔

اس جواب کی توضیح ''الرسالۃ الفخریہ'' میں اس طرح ہے کہ اہل سنت (چاہے حنفی ہو، یا شافعی ہو، یا حنبلی ہو، یا مالکی ہو) اور گمراہ مرجئہ کے درمیان نسبت تبائن کلی کی ہے اور اصلاً وفرعاً حنفیوں اور اہل سنت کے درمیان نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے، لہٰذا ہر حنفی اہل سنت میں سے ہے لیکن ہر اہل سنت حنفی نہیں ہے۔ صرف فروع میں امام ابوحنیفہ کے مقلد حنفیوں (یہ معنی پہلے معنی سے اعم ہے) اور اہل سنت کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجہٍ کی ہے، پہلا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو حنفی تو ہو لیکن اہل سنت میں سے نہ ہو جیسے مرجئہ حنفیہ اور معتزلہ حنفیہ۔ دوسرا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو اہل سنت میں سے ہو اور مثال کے طور پر شافعی ہو۔ اور مادۃ الاجتماع یہ ہے کہ جو امام ابوحنیفہ کا فروع میں بھی موافق ہو اور عقیدہ میں بھی۔ (یعنی یہاں پر تین نسبتیں بن گئیں، پہلی نسبت تبائن کی، جو اہل سنت کے چاروں مسالک اور مرجئہ ضالہ کے درمیان ہے، یعنی جو اہل سنت ہے وہ مرجئہ ضالہ نہیں ہوسکتا اور جو مرجئہ ضالہ ہے وہ اہل سنت نہیں ہوسکتا۔ دوسری نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے، جو کہ اصلاً وفرعاً حنفی اور اہل سنت کے درمیان ہے، یعنی جو حنفی ہے وہ اہل سنت میں سے تو ہے، لیکن جو اہل سنت میں سے ہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بھی حنفی میں سے ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے وہ شافعی

اہل سنت ہو یا مالکی یا حنبلی اہل سنت ہو۔ تیسری نسبت عموم وخصوص من وجہ کی ہے، جو کہ صرف فرعاً حنفی اور اہل سنت کے درمیان ہے، اس نسبت میں تین مادے ہوں گے، دو مادے افتراقی اور ایک مادہ اجتماعی، پہلا مادہ افتراقی یہ ہے کہ جو حنفی تو ہو لیکن اہل سنت میں سے نہ ہو، جیسے مرجۂ حنفیہ اور معتزلہ حنفیہ، کیونکہ یہ فرعاً حنفی ہوتے ہیں لیکن اصلاً نہیں ہوتے، اس لیے حنفی تو کہلائے جائیں گے لیکن اہل سنت نہیں۔ دوسرا مادہ افتراقی جو اہل سنت میں سے ہو لیکن حنفی نہ ہو، جیسے شافعی المسلک ہونا، کیونکہ شافعی ہونا اہل سنت تو ہے لیکن حنفی نہیں۔ تیسرا مادہ اجتماعی جو فرعاً اور اصلاً حنفی ہو، تو یہ حنفی بھی ہے اور اہل سنت میں سے بھی ہے)۔

لہٰذا ''الغنیہ'' کی عبارت کی مراد وہ حنفیہ ہیں جو کہ مرجۂ ضالہ کے فروع میں سے ایک فرع ہے اور وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وہ ساتھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان معرفت اور اقرار باللہ والرسول ہے، اور یہ غسانیہ کے علاوہ کسی پر منطبق نہیں ہوتا، تو حنفیہ سے یہی (غسانیہ) ہی مراد ہوگی، جیسا کہ پیچھے بھی گزرا کہ غسان کوفی اپنے خبیث مذہب کو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت کرتا تھا اور امام صاحب کو اپنی طرح مرجۂ میں سے شمار کرتا تھا۔

لہٰذا غنیۃ کی مذکورہ عبارت لے کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے پیروکاروں پر طعن وتشنیع کرنا مذکورہ بالا تفصیلی تحقیق سے لاعلمی کی بنیاد پر ہوگا یا محض عصبیت اور ضد کی وجہ سے ہوگا، جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔

تیئسویں ایقاظ کا خلاصہ

امام بخاری رحمہ اللہ کا راوی کے متعلق ''فیہ نظر'' یا ''سکتوا عنہ'' کہنے کے مراد کے بیان میں

امام بخاری رحمہ اللہ جب کسی راوی کے متعلق ''فیہ نظر'' یا ''سکتوا عنہ'' کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص متہم ہے، جبکہ دیگر ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک ایسا

نہیں۔وجہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جرح کرنے میں حد درجے احتیاط سے کام لیا، چنانچہ جب بھی کسی راوی پر جرح کی ہے، تو بہت ہی ہلکے کلمات کے ساتھ کی ہے، اور وہ کلمات دیگر ائمہ کے نزدیک معمولی جرح کے حامل راوی کے متعلق بولے جاتے ہیں، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ضعف شدید کے حامل راوی پر بولے جاتے ہیں۔اس بات پر امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا اقرار دلالت کرتا ہے۔

چوبیسویں ایقاظ کا خلاصہ

روات کی جرح میں عقیلی کی غلو کے بیان میں

عقیلی سے منقول کتب جرح وتعدیل میں ''لا یتابع علیہ'' کے الفاظ کے ذریعے سے جرح پر بہت سے علماء نے رد کیا ہے، حتی کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل سے ان پر رد کیا، کیونکہ انہوں نے بہت سے بڑے بڑے ائمہ کرام پر کسی نہ کسی حدیث میں متفرد ہونے کی بنیاد پر جرح کی۔ جیسے علی ابن المدینی وغیرہ، حالانکہ ان کی احادیث کو اگر رد کردی جائے تو حدیث کا باب ہی بند ہوجائے گا، وجہ یہ ہے کہ تفرد تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اختیار کیا ہے، تو کیا ان کی روایات بھی رد کردی جائیں گی۔لہٰذا عقیلی کی جرح کا کوئی خاص اعتبار نہیں۔

پچیسویں ایقاظ کا خلاصہ

غیر بریٔ جرح کے حکم کے بیان میں

جرح جب دشمنی، یا منافرت، یا عصبیت کی وجہ سے ہو تو وہ قابل قبول نہیں، اسی وجہ سے محمد بن اسحاق کے متعلق امام مالک کی جرح، نسائی کی احمد بن صالح المصری اور الثوری رحمہ اللہ کی امام ابوحنیفہ کے متعلق اور امام شافعی کے بارے میں ابن معین، الحارث المحاسبی کے بارے میں احمد اور ابونعیم الاصبہانی کے بارے میں ابن مندہ کی قدح (یعنی

جرح) قبول نہیں، کیونکہ ان ائمہ کے متعلق جرح کی وجہ اور سبب واضح منافرت ہے۔

اسی طرح معاصر کی معاصر کے متعلق جرح بھی قبول نہیں، بشرطیکہ وہ بغیر دلیل کے ہو۔ کیونکہ معاصرت منافرت کا سبب بنتا ہے۔ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے بعض بے لگام نام نہاد محققین کو دبانے کے لیے آخر میں تقریباً بارہ عبارات بطورِ استشہاد کے پیش کی ہیں، جو اس بات دلالت کرتی ہیں کہ یہ جرح قابل قبول نہیں۔

فائدہ

علماء نے اس کی تصریح کی کہ معاصر کا معاصر کے حق میں کلام غیر مقبول ہے، لیکن یہ تب ہے جب وہ بغیر دلیل کے ہو، جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا اور تعصب ومنافرت پر مبنی ہو، لیکن اگر نہ بغیر دلیل کے ہو اور نہ تعصب ومنافرت پر مبنی ہو، تو بلا شبہ وہ مقبول ہے۔ آخر میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس رسالے کے اختتامی کلمات تحریر فرما کر اللہ تعالیٰ سے شرف قبولیت کی دعا مانگی ہے، اور اختتام کی تاریخ درج فرمائی۔

اختتامی کلمات:

(یہ تلخیص 30 ذی القعدۃ 1441ھ بمطابق 21 جولائی 2020، شبِ بدھ، بعد نماز عشاء بوقت رات ٹھیک گیارہ بجے، بمقام غرفۃ الاساتذہ، پہلی منزل، جامعہ اشرف المدارس کراچی میں مکمل ہوئی، فللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے، اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اور بندہ کے لئے اور بندہ کے والدین، اساتذہ کرام اور جملہ احباب کے لیے دونوں جہان میں نجات کا ذریعہ بنائے، آمین)

بندہ: شمس الرحمن محسود

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين آمين، برحمتك يا أرحم الراحمين.

تکمیل مطالعہ 16 اپریل 2021ء
[illegible] رمضان المبارک